شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کے آئینہ دار خطبات

بستانِ کرم

خطباتِ حسنہ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ

ابوالحسنین پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری

دامت برکاتہم العالیہ

Marfat.com

Marfat.com

شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کے آئینہ دار خطبات

بستانِ کرم

خطباتِ حسنہ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ

ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری

دامت برکاتہم العالیہ

مرتب

خادمِ منگانوی محمد اکرم قادری

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

باہتمام

قادریہ آرگنائزیشن دربار کرم آباد (منگانی شریف)

چک نمبر 171 ڈاکخانہ 214 تحصیل و ضلع جھنگ

ابن کرم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طاہر حسین قادری ابوالحسن
۲۹۷۶۴
ط ہ ب
۱۱/۵/۱۰

یکے از مطبوعات آستانہ عالیہ منگانی شریف

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ...------... بستانِ کرم

خطبات حسنہ ...------... ابوالحسن حضرت قبلہ پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری

مرتب ...------... محمد اکرم قادری فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کمپوزنگ ...------... محمد ظفر اقبال ناصر قادری الکرم کمپیوٹرز 146 ای بی

تزئین ...------... مخدوم طارق حیدر قادری، روحانی پبلشرز لاہور

اشاعت اوّل ...------... جون 2007ء

صفحات ...------... 184

ہدیہ ...------... 60 روپے

ملنے کے پتے

☆ دفتر قادریہ آرگنائزیشن دربار عالیہ منگانی شریف جھنگ 0477000754

☆ قادریہ آرگنائزیشن سب آفس ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی 0300-9548082

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	نعت رسول مقبول ﷺ	4
2	مطبوعات قادریہ آرگنائزیشن	5
3	رضائے الٰہی	8
4	محبت الٰہی	26
5	عشق الٰہی	36
6	شانِ مصطفیٰ ﷺ	46
7	مقامِ مصطفیٰ ﷺ	57
8	اتباع مصطفیٰ ﷺ	69
9	اخلاقِ حسنہ	81
10	مقام انسان	90
11	بے ثباتی دُنیا	112
12	معیت اولیاء	127
13	شان غوثیہ	141
14	خطاب برموقع عرس مبارک	154

Marfat.com

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

یا الٰہی خواجۂ بطحا کے در کی خیر ہو — ہم غریبوں بیکسوں کے چارہ گر کی خیر ہو
پوچھتا جن کو نہیں اپنا پرایا کوئی بھی — پوچھنے والے مرے اُس تاجور کی خیر ہو
آپ کے ٹکڑوں پہ ہے اپنا گزارہ رات دن — دینے والے قاسمِ قدرت کے گھر کی خیر ہو
جس کا سینہ الفتِ احمد سے روشن زیرِ خاک — گوشۂ رضواں ہو یا رب اُس قبر کی خیر ہو
ہو گئے سیراب سب' ساقی جہاں محبوبِ رب — صاحبِ عالم تیرے آبِ کوثر کی خیر ہو
اُمتِ سرکار کی خاطر کھڑے روح الامیں — پَر بچھائے راستے پر رہگزر کی خیر ہو
حشر میں شاہِ اُمم نے فکرِ امت کے سبب — رکھ دیا جو خاک پر اس پاک سَر کی خیر ہو
بے حجاب ان کی نظر میں ہے مکان و لامکاں — اے مرے داور ترے علم و ہنر کی خیر ہو
ہیں زبانیں بند فصحائے عرب کی جن کے پیش — ناطقِ قرآں' زبانِ سخن ور کی خیر ہو
بے زر و بے گھر نہیں کوئی تیرے ہوتے ہوئے — حضرتِ سلمان' بلال و ابوذر کی خیر ہو
میم کے پردہ سے ظاہر ہو رہا حسنِ قدیم — دیکھنے والی تجھے جو چشمِ تر کی خیر ہو
بہرِ صدیق و علی' فاروق' عثمانِ غنی — میرے مولیٰ سُنیوں کے ہر بشر کی خیر ہو
کُل سلاسل اولیاء کے جس قدر مشہور ہیں — متصل ہر ایک راہی' راہبر کی خیر ہو
عالمِ اسلام کی اور ارضِ پاکستان کی — گو جہاں آباد اسلامی شہر کی خیر ہو

فضلِ حق شامل اگر ہو پھر کوئی مشکل نہیں
رقص کر طاہر حزیں تیرے حشر کی خیر ہو

Marfat.com

فہرست کُتب آستانہ عالیہ منگانی شریف

مطبوعات (۱)

☆ **دیوانِ قطبیہ** (منظوم کلام حضرت قطب الاقطاب پیر محلوی) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **تنویر الابرار مع اوراد قادریہ** (افادات عالیہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **لمحاتِ کرم** (سوانح حیات حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **ابرِ کرم** (مکتوبات عالیہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **فیضانِ کرم** (ملفوظات عالیہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **سفرِ حجاز** (سفرنامہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: ملک رب نواز قادری صاحب

☆ **مظہر المواعظ** جلد اوّل (خطبات عالیہ قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب) مرتب: لالہ محمد رفیق طاہر قادری صاحب

☆ **متاعِ دید** (سفرنامہ حجاز مقدس) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **دستِ کرم** (منظوم کلام) رشحۂ قلم۔ پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

Marfat.com

☆ **بُستانِ کرم** (خطبات حسنہ قبلہ پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب)

مرتب: مولانا محمد اکرم قادری عارف والا

☆ **حضور قبلہ عالم منگانوی نمبر** مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **حضور قبلہ عالم سیمینار نمبر** مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **وظائف قادریہ** (پاکٹ سائز) آستانہ عالیہ منگانی شریف

☆ **گلدستہ منگانوی** (پاکٹ سائز) منظوم کلام پیران منگانی شریف

زیر طبع (ب)

☆ **ھدیۃ النبی** ﷺ (عظمت بارگاہ رسالت کے متعلق وہ مضامین جو آئینہ کرم میں شائع ہوئے)

☆ **مکاتیب شیر یزدانی** (مکتوبات عالیہ حضرت سیّد شیر محمد گیلانی فتح پوری) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **بارانِ کرم** (ملفوظات و مجالس قبلہ پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب)

مرتب: مولوی منیر احمد قادری، منڈی بہاؤالدین

زیر ترتیب مسودے (ج)

☆ **مرآت الرحمن فی حقیقۃ الانسان** مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **مرآتِ غوثیہ** (تذکرہ مشائخ قادریہ قطبیہ) مرتب: پیر محمد طاہر حسین

Marfat.com

قادری صاحب

☆ **جمالِ حافظ** (سوانح حیات حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **آیاتِ کرم** (منظوم کلام، خواجہ حافظ گل محمد قادری، حضور قبلہ عالم پیر محمد کرم حسین اور قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **افکارِ کرم** (شرح منظوم کلام حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: مولانا شیر محمد صاحب قادری

☆ **مظہر المواعظ** جلد دوم (خطبات عالیہ قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب) مرتب: لالہ محمد رفیق، طاہر قادری صاحب

☆ **حدیثِ عشق** (وہ مقالات جو آئینہ کرم میں شائع ہوئے) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **کاروانِ شوق** (دوسرا سفرنامہ حجاز) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **جادۂ محبت** (تیسرا سفرنامہ حجاز) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **آس** (اُردو غزلیات و رباعیات کا مجموعہ) ریختۂ قلم: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

☆ **مشکوٰۃ عشق** (پنجابی سی حرفی قبلہ پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب) مرتب: مولانا شیر محمد قادری صاحب

Marfat.com

رضائے الٰہی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد فقد قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ، اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صدق الله العظیم قال الله تعالی فی شان حبیبه مخبرا وّ أمرا! ان الله و ملٰئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین أمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما الصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله، و علی الك و اصحابك یا حبیب الله۔

کس کی مجال دم بھرے صفتِ رسول کی کرے　جس پر خدا نے خود پڑھا صلِّ علیٰ محمدٍ
شکرِ خدا محمدی ہم کو بنایا امتی　کس کو ملا یہ مرتبہ صلِّ علیٰ محمّدٍ
میرے کھلیں گے کب نصیب موت بھی آ لگی قریب　جلد مدینے لو بلا صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدٍ　صلِّ علیٰ حبیبنا صلِّ علیٰ محمدٍ
بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی　دوستدارِ چار یارم تابع اولاد علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل　خاکپائے غوثِ اعظم زیر سایہ ہر ولی

میرے پیر بھائیو، دوستو، بزرگو اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے فانی زندگی کے اندر ایک اور جمعہ اپنے گھر میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی یہ اس اندک پذیر اور بسیار بخش ذات کا لامحدود کرم ہے اس کی خاص عنایت ہے۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی ایک مختصر آیت تلاوت کرنے کا

Marfat.com

شرف حاصل کیا اللہ رب العزت نے فرمایا: قُل! اے محبوب فرما دیجئے اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ میرا جینا اور میرا مرنا لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ سب جہانوں کا مالک ہے، درویش کا اٹھنا بیٹھنا، اس کا چلنا پھرنا، اس کا بولنا درس دینا، اس کا قیام و ہجرت خالصتاً رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے۔ مومن کی علامت ہے الحب لِلّٰہِ وَالْبغض لِلّٰہِ اس کی محبت اللہ کے لیے ہوتی ہے اس کی دشمنی بھی اللہ کے لیے ہوتی ہے بجز رضائے دوست کے اسے اور کوئی سروکار نہیں ہوتا بجز مقصودِ جاناں کے اس کا اور کوئی مطلب نہیں ہوتا۔

میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اگر اللہ تعالیٰ جنت اور دوزخ پیدا نہ فرماتا تو پھر بھی وہ ذات اس لائق تھی کہ اس کی عبادت کی جائے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی تھیں ''یا اللہ اگر میں جنت کے لالچ کی وجہ سے تیری بندگی کروں تو مجھے ہرگز جنت عطا نہ فرمانا اور اگر میں دوزخ کے ڈر کی وجہ سے تیری بندگی کروں تو مجھے دوزخ میں ڈال دینا لیکن اگر تیری رضا کے لیے، تیری خوشنودی کے لیے، تیری معرفت کے لیے، تیری محبت کے لیے بندگی کروں تو پھر مجھے اپنی بارگاہ سے مت دھتکارنا''۔

اَنَا الْمَطْلُوْبُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ وَاِنْ تَطْلُبْ سِوَایَ فَلَمْ تَجِدْنِیْ

میں مطلوب ہوں تو مجھے طلب کر تو مجھے پالے گا اور اگر تو نے میرے علاوہ کسی اور کو طلب کیا تو تو مجھے نہیں پاسکے گا۔

درویش کا ظاہر و باطن رضائے یار پر موقوف ہوتا ہے۔

Marfat.com

ایک دن ایک مسجد کے قریب سے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا گزر ہوا تو خطیب صاحب منبر پر بیٹھ کر تقریر فرما رہے تھے اور ان کا موضوع سخن جنت اور اہلیان جنت تھا یعنی جنت اور جنت میں رہنے والوں کے اوصاف بیان کر رہے تھے۔ اہلیان جنت کی تعریف میں قرآن کریم کا فرمان لحورٌ مقصوراتٌ فی الخیام اور بذات خود جنت کے بارے میں فرمان الٰہی! جنتٍ تجری من تحتھا الانھار، وہ اللہ کی محبوب بندی، وہ اس کی محبت میں دل سوختہ لے کر پھرنے والی جس وقت یہ آواز انہوں نے سنی تو بے ساختہ فرمانے لگیں! ٹھہر جا جنت کا نام پھر لینا پہلے اس کے مالک کو تو راضی کر لے۔ ارے تجھے کیا معلوم کہ جنت اور دوزخ کیا ہے "یار کی ناراضگی کا نام دوزخ اور یار کی رضا کا نام جنت ہے"۔ ہر وہ فعل جس میں ان کے یار کی خوشنودی ہے وہی ان کے لیے بہشت ہوتا ہے۔ اور ہر وہ فعل جس میں ان کا رب ناراض ہو ان کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی بڑی دوزخ نہیں۔ فرمایا سن! وہ محبوب جس وقت ناراض ہوا شداد پر اس کی وہ جنت جو اس نے اپنے سکون و آرام اور اپنے وزراء و امراء کی آرائش و زیبائش کے لیے بنائی تھی وبالِ جان بن گئی جس وقت اندر قدم رکھا برباد ہو گیا، ہلاک ہو گیا، تباہ ہو گیا۔ لیکن جس وقت وہ یار راضی ہوا خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر۔ وہی دوزخ وہی آگ جس کا کام جلانا ہے جس کا کام تکلیف دینا ہے جس کا کام اذیت دینا ہے جس کا کام ایذا دینا ہے فرمایا! "یا نارُ کونی بردًا و سلامًا علی ابراھیم" وہی آگ بہشت بن گئی۔

حور پہ آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

Marfat.com

جو کچھ کرو رضائے یار کے لیے کرو۔ تمھارا چلنا، تمہارا پھرنا، تمہارا اٹھنا تمہارا بیٹھنا لوگوں کے لیے نہ ہو بلکہ یار کے لیے ہو۔ تیرے دل کے اندر، تیرے وجود کے اندر یا خالق رہ سکتا ہے یا مخلوق۔ نیام کے اندر ہمیشہ ایک ہی تلوار رہ سکتی ہے دو تلواریں نہیں۔

جب ہَر ہے تب ہم نہیں جب ہم ہیں ہَر ناں پریم گلی تنگ اتنی جو دو سماوے ناں

اگر تو کہے کہ دل کے اندر خالق بھی رہ جائے اور مخلوق بھی رہ جائے،

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ایں خیال است و محال است و جنوں

اگر تو کہے خدا کو بھی پالوں اور دنیا داری میں بھی میرا کوئی ہم پلہ نہ ہو تو یہ تیرا خیال سراسر محال ہے بلکہ جنون اور وہم ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سرا سر موم ہو یا سنگ ہو جا

یا موم ہو جا یا پتھر ہو جا۔ ایک بات پر اڑ جا اس گھر میں (دل میں) دو نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ یہ ٹھکانہ مالک کا ٹھکانہ ہے۔ اس کو ہی اس میں رکھ، اگر خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی رغبت پیدا کرے گا اس کو دل میں رکھے گا پھر تو نے خالق کی توہین کی۔ اگر وہ خالق تیرا ہے تو پھر مخلوق بھی تیری ہے۔ اگر کاریگر تیرا ہو گیا تو پھر اس کی ساری کاریگری تیری ہو گئی۔ اگر اصل تیرا ہے تو پھر منافع بھی تیرا ہی ہوگا' اگر وہ تجھ پہ راضی ہے تو پھر سارا جہاں تجھ پہ راضی ہے اور اگر وہ تجھ پر ناراض ہے تو پھر سارا جہان تجھ پر ناراض ہے۔ "مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ" جس کا مولیٰ ہو جائے پھر سارا جہان اسی کا ہو جاتا ہے۔ اس دل کے اندر صرف یار رہ سکتا ہے یہ فقط اسی کی الفت و محبت کے لیے بنایا گیا ہے۔

خدا کا گھر ہے یہ اس کو نہ بھر عشقِ مجازی سے کہ جو ناپاک کر دے پاک کو وہ نہ سینوں میں

Marfat.com

نہ یوں لیلیٰ وشوں کی عارضی خوبی پہ مجنوں بن تجھے اوروں سے کیا تو آپ ہے محمل نشینوں میں

علامہ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

زمانے کی رغبت چھوڑ، حادث کی رغبت چھوڑ، قدیم کی رغبت رکھ یہ دنیا حادث ہے، چندروزہ ہے، گذشتنی وگذاشتنی ہے اور قدیم ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے جو پہلے بھی تھی اب بھی ہے تا ابدالآباد اس کی شہنشاہی قائم ہے۔ وہ ذات حیّی وقیوم ہے اس کی محبت میں سرشار ہوجا اس کی محبت کو تو اپنا سراپا بنالے اگر اس کی محبت میں غرق ہوجائے گا اس کی محبت میں تو اپنے وجود کو سوختہ بنالے گا اس کی محبت میں اپنی روح کو سرشار کرلے گا تو پھر یہ سارا جہان تیرا ہے۔ پھر یہ سارا جہان تیرا نوکر ہے، پھر یہ سارا جہان تیرا خادم ہے۔ اگر تو اس کی ذات کے ساتھ رشتہ استوار رکھے گا تو پھر بات بنے گی اگر اصل کو ہی چھوڑ دے گا تو پھر وصل کیسے پائے گا جس کی بنیاد نہ ہو اس کا اختتام کیسے ہوگا۔

میری سرکار میرے آباء واجداد کے آقائے نعمت سردار الاصفیاء حضرت سیّد سردار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک پنجابی بیت میں فرماتے ہیں۔

ہ: ہار منی گل ہار پائے ترس یار کیتا بیڑا پار ہویا
میرے سوہنے جانی تیری مہربانی تیری یاری توں ہر کوئی یار ہویا
تیری یاری دے باجھ نہ یار ملدا ابھرد ادشمن تیرا اوہ فی النار ہویا
آکھ شاہ سردار توں یار تائیں تیرا ویکھنا رب دیدار ہویا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک درویش بیس سال کے

Marfat.com

عرصہ سے خدمت میں رہا آپ روزانہ اس سے پوچھتے ''تیرا نام کیا ہے'' ایک دن وہ عرض کرنے لگا کہ حضور مجھے بئیس سال ہو گئے یہاں آپ کی غلامی اور آپ کی معیت میں رہتے ہوئے مگر عجیب بات ہے کہ حضور روزانہ فرماتے ہیں کہ بیٹا بتا تیرا نام کیا ہے۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا ''سن! میں تیرے ساتھ روزانہ از روئے مسخری بات نہیں کرتا بلکہ جس وقت ایک نام ہمارے دل پہ غالب آ گیا تو دوسرے ناموں کو ہم نے بھلا دیا ۔میں جس وقت تیرا نام لینا چاہتا ہوں یار کے نام کی غیرت کی وجہ سے تیرا نام میرے ذہن سے نکل جاتا ہے''۔کسی مردِ عارف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خواہم کہ بیخ صحبتِ اغیار برکنم در باغِ دل رہا نکنم جز نہالِ دوست

غیروں کی صحبت جڑ سے اکھاڑنا چاہتا ہوں نیست و نابود کرنا چاہتا ہوں ختم کرنا چاہتا ہوں۔

اپنے دل کی کیاری کے اندر یار کے پودے کے سوا یار کی یاری کے بغیر اور جو کچھ بھی ہے اس کو خس و خاشاک کرنا چاہتا ہوں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔مومن کی علامت ہے۔وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ فرمایا مومنین اپنے یار کے ساتھ، اپنے مالک کے ساتھ، اپنے رب کے ساتھ شدید محبت رکھتے ہیں۔اَشَدُّ شدید، دیوانگی کی حد تک جنون کی حد تک۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اگر اس کی محبت کو اپنا شعار بنا لے گا تو پھر وہ تجھ پہ راضی ہو جائے گا اگر لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کچھ کرے گا تو تیرے لیے کوئی چیز سودمند نہ ہوگی۔تجھے اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ تیرے اخلاص کا طالب ہے جس طرح علم عمل

Marfat.com

کے بغیر بیکار ہے بعینہ اس طرح عمل اخلاص کے بغیر بے کار ہے۔ عمل میں اگر اخلاص نہیں تو پھر بارگاہِ جاناں میں منظور نہیں۔ حدیث پاک میں ہے ان اللہ لا یَنظُرُ اِلیٰ صُوَرِکُمْ ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و الی نیتکم ''اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں کو یعنی اللہ کی بارگاہ میں تیری صورت کی کوئی وقعت نہیں، اور نہ ہی تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے یعنی اللہ کی بارگاہ میں تیرے عمل کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ شیطان نے بہت عمل کیے بہت عبادت کی لیکن یار پر اعتراض کیا، یار پر انگلی اٹھائی، یار کی محبت کا پہلو چھوڑ دیا تو اسی وقت مردودِ ملائکہ ٹھہرا۔ حالانکہ جہاں میں یہ شور مچا ہوا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی　یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

لیکن حق تعالیٰ کیا فرماتا ہے کہ میری بارگاہ میں تیرا عمل بھی کارگر نہیں وَلٰکِنْ یَنظُرُ لیکن میں دیکھتا ہوں وَلٰکِنْ یَنظُرُ جب بھی نگاہ فرماتا ہوں اِلیٰ قُلُوْبِکُمْ و الیٰ نِیّتِکُمْ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہوں اگر تمہارے دلوں میں محبت اور تمہاری نیت میں اخلاص ہے تو پھر میری بارگاہ میں قبول ہے اگر محبت و اخلاص نہیں ہے لوگوں کے دکھلاوے کیلئے مسجد آتے ہو لوگوں کے دکھلاوے کے لیے نمازیں پڑھتے ہو تو پھر بارگاہِ جاناں میں تیرا ایک سجدہ بھی منظور نہیں ہے۔

اگر محبت واخلاص کے ساتھ یار کی بارگاہ میں ایک سجدہ بھی کرے گا تو وہ سجدہ تیری دکھلاوے کی ساری زندگی کی نماز سے بہتر ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے　ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

Marfat.com

مگر ہم نے یار کیلئے کچھ بھی نہ کیا۔ داڑھیاں رکھیں تو مخلوق کے لیے کہ لوگ کہیں یہ معتبر ہے لوگ کہیں کہ اس نے سنت رسول چہرے پہ سجا رکھی ہوئی ہے۔ نمازیں پڑھتا ہے تو مخلوق کے لیے کہ لوگ کہیں کہ یہ نماز پڑھتا ہے۔ یار کے لیے تو کچھ بھی نہ کیا۔

ایک اللہ کے ولی حضرت سفیان نے تیس سال تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھی ایک دفعہ ذرا دیر ہوگئی شیخ کو دوسری رکعت میں جگہ ملی۔ آپ نے فرمایا! کہ مجھے اتنی شرم آئی کہ لوگ کیا کہیں گے کہ جس درویش نے تیس سال تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھی آج رہ گیا آج دوسری رکعت میں اسے جگہ ملی میں گھر آیا اور توبہ کی پھر ساری زندگی مسجد نہ گئے گھر میں ہی مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھتے اور ذکر کرتے رہے اور افسوس کرتے رہے اے سفیان! تو نے تیس سال اپنے یار کو سجدہ ہی نہیں کیا بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتا رہا۔

اگر ہے شوق ملنے کا آپس میں رمز پاتا جا مٹا دے خود نمائی کو بھسم ہو کسل گاتا جا

حدیث پاک۔ ہے میرے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! دوزخ کی آگ تین آدمیوں سے بھڑکائی جائے گی اور پھر وہ شخص کون کونسے ہونگے؟ فرمایا پہلا شخص مولوی ہوگا، پھر دوسرا شخص سخی ہوگا، اور تیسرا شخص شہید ہوگا۔ حالانکہ ہماری نظر میں ان تینوں درجوں کے علاوہ کوئی بڑا درجہ نہیں ہماری نظر میں یہی لوگ عظمت والے ہیں لیکن میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ پہلے مولوی سے پوچھے گا "بتا میرے لئے کیا لایا ہے" سوختہ جگر لے کے آیا ہے؟ ٹوٹا ہوا دل لے کے آیا ہے؟ میری محبت میں اپنے رخساروں کو تر کر کے لایا ہے؟ کہے گا میں نے ساری زندگی تیرے نام

Marfat.com

کے نعرے لگائے تیرے نام کی تبلیغ کی، صبح شام منبر پہ بیٹھ کر لوگوں کو نصیحت کی۔ فرمایا میرے لئے تو نہیں کی تیرا یہ خیال تھا کہ لوگ کہیں کہ اس جیسا کوئی علامہ نہیں اس جیسا کوئی سمجھانے والا نہیں یہ تو بڑا علامہ بڑا مولانا، بڑا مفکر اور محدث قسم کا آدمی ہے۔ سو اس دنیا میں ہی تعریف ہوگئی۔ جب تو مرا تو لوگوں نے کہا کہ یار اس جیسا مولوی تو تھا ہی نہیں اس جیسا عالم تو تھا ہی نہیں۔ جس طرح یہ سمجھاتا تھا اس طرح کا سمجھانے والا ہم نے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ میرے لیے تو کچھ بھی نہیں لایا، میرے لیے کیا لائے ہو؟ لاجواب ہو جائے گا۔ اللہ اخلاص کو دیکھتا ہے اِنّما الاعمالُ بالنِّیات بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے پھر سخی سے پوچھا جائے گا بتا میرے لیے کیا لایا ہے ؟ عرض کرے گا یا اللہ ساری زندگی تیرے نام پر لوگوں میں مال و دولت تقسیم کرتا رہا فرمایا میرے لیے تو کچھ نہیں لایا تیرا خیال تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اس جیسا تو کوئی سخی نہیں اس جیسا تو کوئی داتا نہیں یار یہ تو کوئی حاتم ثانی ہے جو اس کے دروازے پر آتا ہے خالی نہیں جاتا۔ تو مرا لوگوں نے تمہاری خواہش کے مطابق یہی کچھ کہا اب میرے لیے تو کچھ نہیں لایا لاجواب ہو جائے گا پھر شہید سے پوچھا جائے گا بتا میرے لیے کیا لایا ہے۔ کہے گا سر لے کے آیا ہوں اپنی جان تیرے نام پر قربان کی ہے حق تعالیٰ فرمائے گا میرے لیے تو نے جان قربان نہیں کی ہے تیرا خیال تھا کہ لوگ کہیں گے اس جیسا تو کوئی بہادر ہی نہیں یہ تو رستم وسہراب سے بھی بڑھ گیا ہے اس جیسا تو بہادری سے لڑنے والا کوئی نہیں دیکھا کس طرح جناب یہ بے خوف ہو کر لڑا۔ فرمایا! تو مرا لوگ تعریفیں کرتے تھے کہ اس جیسا بہادر کوئی نہیں اس نے کوئی پرواہ نہیں کی اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جہاد کرتا رہا۔

Marfat.com

حدیث پاک ہے، میرے نبی ﷺ ایک غزوہ میں شریک جنگ تھے ایک آدمی حالانکہ اس نے بظاہر کلمہ پڑھا ہوا ہے بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے صحابہ کرام بڑی خوشی کے عالم میں بار بار حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ یہ تو آپ کا بڑا عاشق ہے بڑا جاں نثار ہے جس کو اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں بڑی بے جگری سے کافروں کی صفوں میں داخل ہو کر ان کو قتل کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے میرے غلاموں یہ میرا عاشق نہیں بلکہ یہ منافق ہے اس کی حقیقت ابھی دیکھ لینا'' کچھ دیر کے بعد ایک آدمی نے اس کی پیٹھ پر وار کیا اس نے اپنی بے عزتی کی خاطر کہ لوگ کہیں گے اتنا بہادر تھا اور پیٹھ پر وار کھایا۔ اس نے خود اپنی تلوار سے اپنا سر قلم کر دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ صرف تیرے اخلاص کو دیکھتا ہے۔ سمجھانے کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ بھی کرو رضائے یار کے لیے کرو لوگوں کے دکھلاوے کے لیے نہ کرو۔ لوگوں میں اپنی مشہوری کے لیے نہ کرو۔ وہ مالک راضی ہوتا ہے تیرے اخلاص سے، وہی اعمال تیرے کام آئیں گے جن میں محبت و اخلاص ہوگا ورنہ دکھلاوے کی ہر چیز بیکار ہے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی چھوٹے تھے ایک دن اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں کھیل رہے تھے عرض کی ابا جان! کیا آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہے آپ نے فرمایا ہاں! پھر عرض کی ''ابا جان! کیا آپ کو ہمارے نانا جان سے محبت ہے؟ فرمایا ہے۔ پھر پوچھا ''ابا جان! ہماری والدہ کی محبت ہے فرمایا ''ہے'' پھر پوچھا آپ کے دل میں ہم دونوں بھائیوں حسن و حسین کی محبت ہے فرمایا ہے''۔ اس وقت سیدنا حسن مجتبیٰؓ مسکرا پڑے کہنے لگے ابا جان آپ کا

Marfat.com

دل ہے کہ گودام ہے دل میں تو ایک کی محبت ہوتی ہے آپ نے اتنے آدمیوں کی محبت اس میں رکھی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیری محبت تیرے بھائی کی، تیری والدہ کی اور تیرے نانا کی محبت اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ورنہ اصل میں ہے اسی کی۔

یار کی محبت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناؤ

"طَلَبُ اللّٰہِ فرضٌ قبلَ کُلِّ فرضٍ"

اللہ کی محبت فرض ہے ہر فرض سے پہلے۔ یار کی محبت فرض ہے ہر فرض سے پہلے اگر یار کی محبت تمہارے دلوں میں موجود ہے تو سب کچھ موجود ہے۔ محبت ہی نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ بھی کرو یار کے لیے کرو بے طمع ہو کر کرو بے لالچ ہو کر کرو۔ کسی کی پرواہ نہ کرو تو بندہ ہے تیرا کام ہے بندگی کرنا غلام کا کام ہے غلامی کرنا، نوکر ہے تو نوکری کر۔ تیری تخلیق کی گئی ہے نوکری کے لیے، غلامی کے لیے لہذا کسی چیز کی پرواہ نہ کر۔ حرص نہ کر، اللہ اللہ یار کی رضا کے لیے کر اللہ کی خوشنودی کے لیے کر۔ نہ کہ اللہ ہمیں فلاں چیز عطا کر دے۔ ہماری فلاں خواہش پوری کر دے۔ پھر ہم اللہ اللہ کریں گے پھر خدا کے سامنے سر جھکائیں گے اگر تو کسی شے کی پرواہ رکھے گا تو وہ ذات پہلے ہی بے پرواہ ہے تیری اس کو ذرا بھی پرواہ نہیں۔ "وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْن" کیا شکر نہیں کرتا اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے انسان بنایا۔ اشرف المخلوقات بنایا۔ بتاؤ ہم نے کون سی نیکی کی ہے کہ ہمیں اس خوبصورت لباس میں پیدا فرمایا اور یہ جو جانور پھر رہے ہیں انہوں نے کونسی بدی کی ہے کہ ان کو ایسی صورت میں مبتلا کر دیا گیا خاص عنایت ہے مالک کی۔ لہذا طمع نہ رکھ لالچ نہ رکھ۔

Marfat.com

میں اکثر بیٹھتا ہوں تو پیر بھائی میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب ہم آپ کے مرید ہوئے ہیں ذکر اذکار بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی ہاتھ مارتے آگے ہیں پڑتا پیچھے ہے۔ (ناکامی ہوتی ہے) میں ہنستا ہوں کہ اے بھائی کیا تو ذکر و اذکار اور اللہ اللہ ہاتھ آگے مارنے کے لیے کرتا ہے (ترقی کے لیے کرتا ہے) یار کی رضا کے لیے نہیں کرتا۔ جو کچھ بھی کرو رضائے جاناں کے لیے کرو۔ تیرا کام ہے سرِ نیاز بارگاہِ جاناں میں جھکا دینا اگر وہ اٹھا دے تو اس میں تیری بہتری ہے اور اگر وہ نہ اٹھائے تو اس میں بھی تیری بہتری ہے۔ تیرا کام ہے اپنے سر کو جھکانا پس جھکا دے اگر خواہش رکھے گا تو پھر تیری اس کی بارگاہ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

جب رکھ دیا سر تو اٹھانا نہ چاہیئے جانانہ نہ چاہئے در جانانہ چاہئے
ساغر کی جستجو ہے نہ پیمانہ چاہئے بس اِک نگاہِ مرشدِ میخانہ چاہئے
حاضر ہیں میرے چاک گریباں کی دھجیاں بس اور کیا تجھے دلِ دیوانہ چاہئے

جب اس در پہ سر کو جھکا دیا تو پھر ہر حال میں رضائے یار کا طالب بن۔
درویشی سربسر رضائے جاناں پر ثابت قدم رہنے کا نام ہے۔ ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ '' فرمایا اپنی پیاری سے پیاری چیز میرے راستے میں قربان کر اور ہر آدمی کو اپنی جان سے پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جس وقت تک اپنی جان سے زیادہ میری محبت کو عزیز نہیں رکھے گا میری محبت میں دروغ گو ہوگا جھوٹا ہوگا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو اللہ کو اپنا رب مان کر راضی ہو گیا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔ تصوف وسلوک رضائے جاناں کا نام ہے۔

جیویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی جے توں مرضی اپنی لوڑیں ایہہ گل کدی نہ بندی

Marfat.com

نہ تو اپنی مرضی سے آیا ہے نہ اپنی مرضی سے رہیگا، نہ اپنی مرضی سے جائیگا۔

تیرا وجود پتلی کی مانند ہے اور اس پتلی کی ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔

میں ہوں پُتلی کاٹھ کی ڈور پیا کے ہات   ناچت ہوں میں پریم سے جیسے پیا نچات

سوداگری نہیں' یہ عبادت خدا کی ہے   اے بے خبر جزا کی تمنا ہی چھوڑ دے

جزا کی تمنا نہ رکھ رضا کی پرواہ کر۔

سلطان محمود غزنوی کا ایک وزیر تھا اسکا نام تھا ایاز۔ محمود غزنوی کو اس کے ساتھ بڑی محبت تھی، بڑا لگاؤ تھا ایک دن اسکے سارے وزراء و امراء کہنے لگے جناب ہم بڑے بڑے خاندانوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نامور خاندانوں سے ہمارا تعلق ہے۔ ہمارے اندر سمجھدار بھی ہیں کئی صاحب علم و بصیرت لوگ بھی ہیں لیکن حضور کی جو عنایت ایاز پر ہے وہ ہم پر نہیں۔ بتائیے اس میں ایسی کون سی خوبی ہے جو ہمارے اندر نہیں۔

اس وقت محمود نے کہا "صبح آنا صبح یہ راز بھی تم پر آشکار کر دیا جائے گا"۔

دوسرے دن دربار لگا۔ کل امراء وزراء اکٹھے ہوئے، محمود نے تخت لگایا سامنے ایک تالاب تھا اس نے اپنی ایک انگلی میں سے انگوٹھی اتاری اور تالاب میں پھینک دی اور اپنے وزراء و امراء کو حکم دیا کہ اپنے لباس سمیت اس تالاب میں چھلانگیں لگاؤ اور میری انگوٹھی نکال کر لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو اگر کسی کے کپڑے پانی میں بھیگے تو اسے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا۔

تمام وزراء و امراء نے یک زبان ہو کر کہا۔ بادشاہ اگر ہمارے سر لینے ہیں تو سر حاضر ہیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ آدمی کپڑوں سمیت پانی میں چھلانگ لگائے اور

Marfat.com

کپڑے خشک رہ جائیں۔آخر حکم سرکاری تھا۔ چھلانگیں لگاتے اور انگوٹھی نکال کر لے آتے لیکن کپڑے بھیگ جاتے۔سب نے یہ وظیفہ بنالیا کئی بار اس طرح کہا بادشاہ یہ ممکن نہیں۔اس طرح نہیں ہوسکتا۔

محمود نے کہا اب میں ایاز کو بلاتا ہوں ایاز کو بلایا کہنے لگا۔ایاز کپڑوں سمیت تالاب میں چھلانگ لگاؤ اور میری انگوٹھی تلاش کر کے لاؤ لیکن یاد رکھو کہ اگر تمہارے کپڑے بھیگ گئے تو تمہیں سولی پر چڑھادوں گا۔ایاز کہنے لگا جو حکم میرے آقا کا سر آنکھوں پر۔تالاب میں چھلانگ لگائی انگوٹھی نکال کر لے آیا فطرت ہے کپڑے بھیگ گئے، محمود نے کہا ''ایاز اپنے کپڑے کیوں بھیگنے دیئے'' کہنے لگا سرکار غلطی ہوگئی۔فرمایا تیرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، کہنے لگا:

حاضر ہوں خواہ قتل کرو خواہ بخش دو میرے برے بھلے کا تمہیں اختیار ہے

حضور میں مجرم ہوں، میں نے غلطی کی ہے جو آدمی غلطی کرے وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

محمود نے کہا اسے تختہ دار پر کھڑا کردو، کھڑا کر دیا گیا۔اس کے گلے میں پھندا ڈال دیا گیا سارے امراء و وزراء نے کہا تیری مت ماری گئی تجھ میں ذرا بھر بھی عقل نہ رہی۔تو بھی اس طرح کہہ دیتا جس طرح ہم نے کہا ہے تو بچ گئے ہیں کہ بادشاہ! آدمی کپڑے سمیت تالاب میں چھلانگ لگائے تو کپڑے خشک نہیں رہتے۔

ایاز نے کہا:

''وہ میرا مالک ہے وہ میرا آقا ہے مالک نے تو حکم دیا ہے اپنے غلام کو کہ تو اپنے کپڑے نہ بھیگنے دینا اگر غلام اپنے کپڑے خشک نہیں رکھ سکتا تو اس میں مالک کا کوئی

Marfat.com

قصور نہیں ۔ غلام کا قصور ہے'' اس وقت محمود نے کہا۔ اس کو اتار لو تختہ دار سے ۔ گلے سے لگایا اور فرمایا! اے وزراء و امراء کی جماعت یاد رکھو! کیا یہ خوبی تم میں ہے حالانکہ یہ صریح میری غلطی تھی لیکن محبت اس کو کہا جاتا ہے کہ یار کی غلطی کو بھی اپنی طرف منسوب کرے۔ درویشی سر بسر رضائے جاناں کا نام ہے۔

اولیاء کرام نے کیسی عمدہ مثالیں دی ہیں۔ مشائخ کرام کے حالات ہمارے سامنے ہیں انہوں نے اپنے یار کی محبت کو اپنی ساری زندگی کا مشن بنایا۔

میرے دادا بزرگوار حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری قدس سرہ ایک دن آستانہ پر بیٹھے تھے مجلس فرما رہے تھے ایک بوڑھی عورت آئی اور آپ کے قدموں میں بیٹھ گئی اور رو رو کر فریاد کرنے لگی حضور! دعا فرمائیں میرا اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جس وقت اس کا یہ سوال آپ نے سنا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر رقت طاری ہو گئی وجد میں آ گئے ایک آہ نکلی اور فرمایا بی بی میری ساری عمر یہ تمنا رہی ہے کہ یار کے علاوہ کوئی اور نہ رہے۔ فرمایا ہم اپنی عمر گزار بیٹھے ہیں کہ رب کے علاوہ کوئی اور نہ رہے تو کہتی ہے کہ میرا رب کے علاوہ کوئی اور نہیں۔ اس کی محبت کو اپنا وظیفہ بناؤ، اس کی محبت میں اپنی زندگی کو گزارو۔ اگر وہ تم پر راضی ہو گیا پھر سارا جہان تم پر راضی۔ یہ ذلت و عزت یار کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ کوئی بندہ کہے کہ میں کسی کو تکلیف دوں اس کو لوگوں میں بیٹھنے کا نہ چھوڑوں۔ جب تک رضائے یار میں شامل نہ ہو۔ اس کا کوئی وار بھی کارگر نہیں ہوتا۔

اور کوئی بندہ چاہے کہ میں اپنی عزت بنالوں لوگ میری تعریف کریں جب تک اس میں بھی یار کی رضا شامل نہ ہو نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ محبوب فرماتا ہے۔ وَ تُعِزُّ

Marfat.com

مَنۡ تَشَاءُ وَ تُذِلّ مَنۡ تَشَاءُ جسے عزت دوں میں دوں جس کو ذلت دوں میں دوں۔

ہمارے سلسلہ کے ایک شہباز طریقت شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصال فرمانے لگے نزع کی کیفیت ہے باہر سے ایک آدمی آیا۔ کہنے لگا شیخ کلمہ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہنس پڑے اور فرمانے لگے اے بھلے انسان محبوب رشوت طلب نہیں فرماتا۔ جن کی ساری زندگی اس کی محبت میں گزری جن کے جسم کا بال بال اس کی محبت میں شہید ہوا وہ یار سے کیسے بے خبر رہ سکتا ہے؟ لیکن وہ اس حقیقت کو نہ پاسکا اور بلند آواز سے کہنے لگا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے کہا دہائی رب کی دیکھو ایک مردہ ایک زندہ کو نصیحت کر رہا ہے۔ بھائیو! یہ دنیا فانی ہے چند روزہ گذشتی و گذاشتی ہے۔ یہاں ہم نے سدا نہیں رہنا۔ قبرستان دیکھو مُردوں سے بھرے ہوئے ہیں ان کا آج کوئی پرسان حال نہیں۔ یاد رکھو! وہ زمانہ قریب ہے کہ تم میں سے اور ہم میں سے کوئی بندہ زندہ نہیں رہے گا۔ اپنی اپنی قبروں میں جا کر آرام کریں گے۔ وہاں کوئی تیرا پرسان حال نہیں ہوگا۔ تجھے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا لہذا آج وقت ہے۔

جھج اج ہئی ویلا وے، نوے ماہی وے کل ہئی پچھوتاون نوں

آج تو جو کچھ کرنا چاہے کر سکتا ہے اللہ کو راضی کر سکتا ہے رسول کو راضی کر سکتا ہے۔ اپنے پیر کے احکامات پر چل کر اس کو راضی کر سکتا ہے۔ لیکن وقت کو خالی نہ جانے دینا۔

یہاں جمعہ شریف میں جو کچھ ہمیں اپنے اسلاف نے سمجھایا اسے بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن میں اس کا کوئی اثر محسوس نہیں کر رہا۔ ہمارا کام کہنا ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ ہمارا کام تو نیکی کی دعوت دینا ہے۔ لوگوں کی اصلاح کے لیے راغب رہنا ہے

Marfat.com

ہم اسی کے لیے ہیں۔ لہذا جتنے ہمارے پیر بھائی، یار دوست، متعلقین اور احباب بیٹھے ہیں میں آپ کو بار بار نصیحت کروں گا کہ تمہارا اصل گھر یہ مسجدیں ہیں ان میں بیٹھو ان کو آباد کرو۔ ہمارے بزرگوں نے جس جگہ پر جا کر اپنا ڈیرہ لگایا جس جگہ کو تبلیغ وارشاد کا مرکز بنایا وہاں سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی۔ ان مسجدوں کو آباد کرو۔ ہمارے پیر بھائی نمازیں پڑھا کرو ذکر اذکار کیا کرو۔ تمہیں یاد ہے کہ میرے پیر نے فرمایا کہ ''جو بے نمازی ہے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جو نماز نہیں پڑھتا وہ ہمارا کوئی مرید نہیں'' یاد رکھو ہمارے آباء واجداد میرے باپ دادا ہمارے پیران طریقت سب کا یہ برملا فرمان ہے عموماً لنگر شریف کی ہر کتاب میں لکھا گیا ہے کہ جو آدمی بے نمازی ہے وہ اپنے آپ کو سلسلہ طریقت قادریہ میں شمار مت کرے۔ ہمیں اپنی عزت سے اپنے مالکوں کی عزت پیاری ہے۔ ہمیں اپنی عزت سے اپنے مشائخ کی عزت پیاری ہے۔ اگر تم نے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا ہے پھر ہر وہ کام کرو جس میں وہ راضی ہوتا ہے ہر وہ کام کرو جس میں ان کی رضا مطلوب ہو۔ نماز پڑھا کرو ذکر اذکار کیا کرو۔

اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی
سَتُدْفَنُ عَنْقَرِیْبٍ فِی التُّرَابِیْ
لَہٗ مَلَکٌ یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِیْ

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں اے اونچے محلوں اور کوٹھیوں میں سونے والے، ستدفن عنقریب فی الترابی عنقریب مٹی کی ایک تاریک کوٹھی میں تیرا

Marfat.com

ٹھکانہ بنے گا۔ لَہ، مَلَکٌ یُنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ تو روزانہ نہیں سنتا کہ ایک فرشتہ ندا دیتا ہے کہ لدو للموت وابنوا للخرابی اے لوگو موت کے لیے جنو! اور خراب ہونے کے لیے بناؤ۔ جتنے بیٹے پیدا کرے گا تیرا سو بیٹا بھی ہو جائیگا۔ یاد رکھ سو کا سو زندہ نہیں رہے گا۔ کُلُّ نفسٍ ذائقة الموت جو پیدا ہوا اسے مرنا ہے۔ وابنوا للخرابی جتنی عمارتیں بنالے گا جتنے محلات بنالے گا کوئی باقی نہیں رہے گی۔ جو بنا ہے اسے ٹوٹنا ہے'' کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَان' درویشوں کا مشن تبلیغِ دین واحیائے دین ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے صالحین کے مشن کو اپنے ساتھ لے کر چلو۔ ان کی پیروی میں اپنی حیات گزارو۔

ہمارے بزرگوں نے جو خانقاہیں بنائیں خالصًا دینی خلوص نیت اور اخلاص کے ساتھ بنائیں لہذا ان چیزوں کو مدنظر رکھا کرو۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

وماعلینا الا البلغ المبین

Marfat.com

محبت الٰہی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد فقد قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید، اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ صدق الله العظیم، قال الله تعالی فی شان حبیبه مخبرا وَّ امراً! ان الله و ملٰئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما، الصلوة والسلام علیك یا رسول الله، و علی اٰلك و اصحابك یا حبیب الله۔

دید نت دینِ من و ایمانِ من حسنِ رویت منزلِ قرآن من
لوح محفوظ ہست پیشانی یار سر پنہانش نماید آشکار
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طبیبِ جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما اے تو افلاطون و جالینوس ما

میرے دوستو بزرگو، میرے پیر بھائیو! یہ محرم الحرام کا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے ابتدائے سال میں ہر مومن کو ہر مسلمان کو، ہر ایمان والے کو ایک درس دیا جاتا ہے اور وہ درس تسلیم و رضا ہے۔ محبوب پہ تن من دھن ہر شے قربان کر دینا اور اسلامی سال کا آخری مہینہ ذوالحجہ ہے اس میں بھی یہی درس دیا جاتا ہے کہ اگر یار تجھ سے مانگے بیٹیاں، بیٹے، مال و جان ہر چیز اُس کے نام پر قربان کر دے۔ جس چیز پر حکومت رکھتا ہے یا ملکیت رکھتا ہے اس کے نام پر قربان کر دے۔ اسلام کی ابتداء و انتہا تسلیم و رضا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم   نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیل

مسلمانی تسلیم و رضا کا نام ہے۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کے چوتھے پارے کی ابتدائی آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

اب مقام غور ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جو سب سے پیاری ہے یاد رکھو! جہاں آدمی کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے وہاں کوئی شے نہیں ہوتی انسانی فطرت ہے جہاں وہ اپنی جان سے محبت کرتا ہے اور کسی شے سے نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مما تحبون، اپنی پیاری چیز میرے راستے میں قربان کر اگر تو محبت الٰہی کا مدعی ہے تو اپنی جان اس کے نام پر قربان کر دے۔ تیرا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا رضائے یار کے لیے ہو۔ اگر تو اپنی جان کو عزیز رکھے گا تو یاد رکھ پھر تو محبت الٰہی میں جھوٹا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا   ہر چہ داری خرچ کن در راہِ او

اگر تو محبت الٰہی کا دعوی کرتا ہے تو یاد رکھ جو چیز وہ مانگے اس پر قربان کر دے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب بندوں کی سنت کو ہمارے لیے عملی نمونہ بنا کے سامنے رکھا کہ جس طرح میرے ان پاکباز بندوں نے جہاں ضرورت محسوس کی وہاں اپنی جان تک قربان کر دی للہذا اسلام کو اگر تیری جان کی ضرورت پڑے، تیرے مال کی ضرورت پڑے تو دریغ نہ کرنا۔ ہر شے اس کے نام پر قربان کر دینا۔ ابن آدم نے سعادت حاصل

Marfat.com

کی۔ فلاح پائی جس نے میری رضا اختیار کی اور ہر اس چیز کو پسند کیا جو میں نے اس کے لیے پسند کی۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے   لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مسلمانی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ تسلیم و رضا کا نام ہے۔ ہر چیز یار پر قربان کرنے کا نام ہے۔ اللہ رب العزت تیرے دل کو دیکھتا ہے۔ تیرے ظاہر کو نہیں دیکھتا۔ تیرے قال کی طرف رجوع نہیں فرماتا، تیرے حال کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اور پسند کرتا ہے کہ کون دل سے میری محبت کا مدعی ہے۔ اور میری محبت میں کتنا خود رفتہ ہے اگر جان کی ضرورت پڑے تو اپنی جان بھی میرے نام پر قربان کر دے اور یہی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مشن ہے حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر تمام صحابہ کرام کو اکٹھا فرمایا اور اعلان فرمایا اے لوگو! جو اللہ کو اپنا رب مان کر راضی ہو گیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

ہم اپنی حقیقت دیکھ لیں۔ ہزاروں خواہشات اور امیدیں ہیں جنہوں نے ہمارے وجود میں جنم لیا ہوا ہے۔ اے درویش رضا کس چیز کا نام ہے؟ تو تکلیف میں بھی اس طرح خوش رہے جس طرح خوشی میں خوش رہتا ہے۔ یعنی اللہ رب العزت اگر تجھ سے آزمائش لے تو پھر بھی اس طرح خوش رہ جس طرح خوشی میں رہتا ہے عارفِ رومی فرماتے ہیں۔

ع: نا خوشی و خوشی بود در جانِ من

اے محبوب ہم خوشی و غمی دونوں میں خوش ہیں۔ اس لیے کہ وہ کسی غیر کی طرف سے نہیں آتی تیری ہی طرف سے آتی ہے۔ ہمیں اگر کوئی تکلیف ہوتی ہے تو وہ

Marfat.com

ہمارے کسی دشمن کی طرف سے نہیں ہوتی اور اگر کوئی خوشی ہوتی ہے تو ہمارے کسی دوست کی طرف سے نہیں ہوتی۔ فقط یار کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر تو اس کی محبت کا مدعی ہے تو ہر حال میں راضی برضائے یار رہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لقد خلقنا الانسان فی کبد ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا فرمایا۔ دنیا ویسے بھی ابتلاء کا مقام ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ میں اس حیات مستعار کے اندر فلاح اختیار کروں تو رضا اختیار کر۔ درویشی سراپا تسلیم و رضا کا نام ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے۔ جس سے تو مجھ پر راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے کلیم! میری رضا پر راضی رہنا۔ اس نے بھلائی اختیار کی جس نے میری رضا پر صبر کیا۔ اور یہی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ جس سے ہم نابلد ہیں' ہمارے وجود جس سے عاری ہیں۔ ہر حال میں راضی برضائے یار رہنا، بندہ کی تخلیق بندگی کے لیے کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون نوکر کا کام نوکری کرنا ہوتا ہے۔ بابا بلھے شاہ فرماتے ہیں۔

جے توں حق شرع دا جاتا ۔۔۔ نہ دم ماریں رہیں چپاتا

جو سر آوے سہیں وے میاں ۔۔۔ گل آکھن والی نہیں وے میاں

اگر اس کی محبت کا مدعی ہے تو تسلیم و رضا کا بندہ بن جا۔ بلکہ مومن کی یہ علامت ہے ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین میری نماز اور میری قربانیاں میرا جینا اور میرا مرنا رب العالمین کے

Marfat.com

لیے ہے۔ اگر سیدنا امام حسین کو اپنا پیشوا تسلیم کرتا ہے تو سراپا تسلیم و رضا بن جا۔
حضرت امام حسینؓ کا قول ہے جس نے اللہ کی رضا پر بھروسہ کیا اسے چاہیے کہ ہر وہ چیز پسند کرے جو اللہ نے تیرے لیے پسند کی ہے۔ یہ نہیں کہ تو کہے کہ یہ بھی ہو جائے وہ بھی ہو جائے۔ تیرے بنانے سے کام نہیں بنتا اگر رب راضی نہ ہو۔

جیویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی
جے توں مرضی اپنی لوڑیں ایہہ گل کدی نہ بن دی

تیری مرضی کی تو یہاں بات بھی نہیں ہے۔

یا دل کسی کو دے دے یا دل نواز ہو جا
آواز دینے والے تفسیر راز ہو جا
گو ہاتھ پا لیا ہے اب دامنِ محبت میں
دل نذر ناز کر دے اور بے نیاز ہو جا
فطرت کا ہی نتیجہ خود آپ دیکھ لیں گے
محمود پھر بنیں گے پہلے ایاز ہو جا

پہلے غلامی کرنے کا طریقہ سیکھ، پہلے تسلیم و رضا پر عمل پیرا ہو پھر وہ یار تیرے اوپر راضی ہوگا۔ سر دتیاں سر حاصل ہووے، اگر تو اس کی محبت میں اس کے راستے پر اپنا سر قربان نہ کرے اور تصور کرے کہ اللہ کی محبت کا مدعی ہے، تو پھر اپنے خیال کے اندر کوتاہ نظر ہے۔ یہ بھی ذہن میں ہونا چاہیے کہ اگر اللہ کی یاد سے روگردانی کرو گے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا ایک مرید ہوا۔ امام پاکؓ کی محبت اس پر غالب آئی اس کو پتہ چلا کہ یہاں سے یزید کا لشکر گزرنا ہے وہ محبت کے اندر خود

Marfat.com

رفتہ تھا اس نے ہتھیار اٹھائے اور اکیلا اس لشکر کے اندر جا کر گھس گیا۔ کچھ آدمی قتل کیے اور آخر کار خود بھی شہید ہو گیا۔ اس کی بیوی اس کا جسم اٹھا کر امام زین العابدین کی بارگاہ میں لے آئی اور کہا جناب یہ تمہارے پیچھے مرا ہے میرا تو اس کے بغیر کوئی سہارا نہیں لہذا مجھے یہ زندہ کر دو آپ نے فرمایا بی بی اس کو میں نے نہیں بھیجا یہ خود گیا ہے۔ اس نے کہا، گیا تو تمہاری محبت کے پیچھے ہے۔ آپ نے اس کے سر اور وجود کو ملایا بسم اللہ شریف پڑھی وہ زندہ ہو گیا۔ اس عورت نے کہا جناب میں نے دیکھا کہ یہ مر گیا تھا آپ نے بسم اللہ پڑھی یہ زندہ ہو گیا۔ کل کربلا کے اندر جناب کا سارا کنبہ شہید ہو گیا اس وقت آپ کو بسم اللہ پڑھنی یاد نہ رہی۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا مائی اس وقت مالک مانگنے والا تھا اور ہم دینے والے تھے۔ اس نے علی اکبر کی جوانی مانگی ہم نے قربان کر دی۔ علی اصغر کی طفولیت مانگی، عون و محمد مانگی، عباس علمبردار کے بازو مانگے حتیٰ کہ میرے والد نے اپنا سر بھی قربان کر دیا آج معاملہ برعکس ہے ہم مانگنے والے ہیں وہ دینے والا ہے۔ اگر سارا جہان مردہ لے کر آجاتی تو تجھے زندہ کر دیتا۔ جب تک سر نہ دیا جائے سر حاصل نہیں ہوتا۔

ع: ہر چہ خدمت کردہ ای مخدوم شد

جب تک تو خدمت نہ کرے گا مخدوم نہیں بن سکتا۔ تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لے پھر جو تو منہ سے نکالے گا اسے وہ پورا فرمائے گا۔

حضرت عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تیری زندگی دو راستوں کے درمیان ہے۔ اب انحصار تیری مرضی پر ہے تو کس راستے کو اختیار کرے گا۔ ایک راستہ شیطان کا ہے اور ایک راستہ رحمان کا ہے۔ ایک راستے پر سرِ راہ نمرود کھڑا ہے، شداد

Marfat.com

کھڑا ہے، ھامان کھڑا ہے، فرعون کھڑا ہے، یزید کھڑا ہے۔ان کے پاس کیا شے ہے؟ دنیا داری ہے، دولت ہے، مال ومنال ہے ظاہری بادشاہت اور جاہ وجلال ہے۔اور دوسرا راستہ ابراہیم خلیل اللہ کا ہے۔ادھر کیا ہے کہیں آگ میں چھلانگ لگا دی۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق　　عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

کہیں اس کی محبت میں جگہ جگہ ہجرت کی جا رہی ہیں۔کہیں اس کی محبت کے پیچھے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی جا رہی ہے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

یہ خلیل اللہ علیہ السلام کی نظر کا فیضان تھا کہ سیدنا اسماعیل آداب فرزندی سے آگاہ تھے۔اور سر کو جھکا لیا اور کہا اے میرے باپ جس طرح آپ کو حکم ملا ہے ویسا ہی کریں۔اِنْ شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔یہ سارا فیضان حضرت ابراہیم کی نظر کا تھا۔ہم تو صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔نبی کی ذات گناہوں سے پاک ہوتی ہے۔پچپن ہزار نبی ہوئے ہیں جن کو ان کی امتوں نے ناحق شہید کیا۔جو ان کو ہدایت کا درس دینے آئے تھے۔ہمارا ایمان ہے کہ اگر ایک نبی بھی اشارہ کر دیتا تو زمین وآسمان کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔لیکن وہ تسلیم ورضا کے پیکر رہے۔حضرت جرجیس علیہ السلام کو ان کی امت (کفار) نے ستر مرتبہ شہید کیا اور ستر مرتبہ اللہ نے ان کی روح کو واپس ان کے بدن میں بھیجا۔لیکن اف تک نہ کی۔یار کی کامل اتباع کرنے کا نام تسلیم ورضا ہے۔کہیں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تاجدار مدینہ جن کی خاطر اللہ نے فرمایا اگر میں تجھے نہ بناتا تو میں اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا۔

Marfat.com

طائف کے میدان میں پتھر کھائے جا رہے ہیں سارا جسم لہولہان ہو گیا۔ اللہ نے فرشتوں کو بھیجا کہ پوچھو میرے محبوب کی کیا رضا ہے اگر وہ چاہے تو ان بستیوں کو درہم برہم کر دوں۔ لیکن آپ نے رضائے یار کو مدنظر رکھا۔ کہیں میدان کربلا کے اندر امام حسین نے جو چیز آپ کی ملکیت ہے جس چیز پر کنٹرول ہے۔ وہ عزیز و اقارب ہیں یا بھانجے بھتیجے ہیں یا بیٹے حتیٰ کہ اپنی جان بھی یار کے نام پر قربان کر دی۔ سجدہ کرنے کا طریقہ سکھا گئے امت محمدیہ کو۔

بُوالہوس پاؤں نہ رکھیو کہیں اس راہ کے بیچ

کوچۂ عشق ہے یہ راہگزرِ عام نہیں

اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہے تو پھر بیٹیاں بیٹے مال و دولت ہر شے یار کے نام پر قربان کر دے۔ صحابہ کرام نے ہمیں تسلیم و رضا کا درس دیا ہے۔ اسلام کی بنیاد تسلیم و رضا ہے۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ ارشاد فرمایا: اے موسیٰ کیا تو نے کبھی میری ذات کیلئے بھی کوئی کام کیا ہے؟ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی' تیرے لئے روزہ رکھا' تیرے لئے صدقہ کیا اور تیرا ہی ذکر کیا۔

رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام انہ الصلوٰۃ لك برھان والصوم لك جنۃ والصدق لك ظل والذکر لك نور

نماز تیرے لئے برہان' روزہ تیرے لئے ڈھال' صدقہ تیرے لئے سایہ اور ذکر تیرے لئے نور ہو گا۔ تم بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ مجھے وہ عمل بتایا جائے جو صرف

Marfat.com

تیرے لئے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ (علیہ السلام) کیا تو نے کبھی میری ذات کیلئے کسی سے دوستی کی ہے یا کیا تو نے کبھی میری ذات کیلئے دشمنی کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال میں سے جو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے وہ ہے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اللہ تعالیٰ کیلئے محبت اور اس کیلئے دشمنی بلکہ مومن کی یہ علامت ہے الحب للہ و البغض للہ، اس کی محبت یار کے واسطے ہوتی ہے اور اس کی ناراضگی یار کے پیچھے ہوتی ہے۔ وہ ہر اس شے سے محبت کرتا ہے جو اس کی محبت کی مدعی ہے اور پھر اس شے سے اپنا تعلق منقطع کر لیتا ہے جو اس کی منکر ہے۔

دو چار دن کی زندگی مستعار ہے کیا اعتبار ہے یہ بے اعتبار ہے
ممکن نہیں ہے رشتۂ الفت کا ٹوٹنا یہ یار کی قسم ہے نہ پیمانِ یار ہے
حاضر ہوں خواہ قتل کرو، خواہ بخش دو میرے بُرے بھلے کا تمہیں اختیار ہے

بیشک ہم مانتے ہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر پتہ بھی حرکت نہیں کرتا لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ" اِلَّا بِاِذْنِ اللہ، ایک فقیر صاحب فرماتے ہیں۔

میں ہوں پُتلی کاٹھ کی ڈور پیا کے ہات ناچت ہوں میں پریم سے جیسے پیا نچات

اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ، اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ فاعل حقیقی وہ ذات بابرکات ہے۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا گیا بتا تو اس درخت کے پاس کیوں گیا جہاں محبت ہو وہاں عیب نظر نہیں آتے۔ حالانکہ فاعل حقیقی وہ ذات ہے اس کے حکم کے بغیر پتہ بھی حرکت نہیں کرتا۔ لیکن تسلیم و رضا کا پیکر بنے رہے، عرض

Marfat.com

کی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا، یار پر اعتراض کرنا عاشق کا کام نہیں۔ جو قصور بھی ہو اپنی طرف منسوب کرتا ہے یار کی طرف نہیں دیکھتا لیکن جس وقت عزازیل سے پوچھا گیا بتا تو نے میرے خلیفہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا اس نے کہا اگر تیری مرضی ہوتی تو میں سجدہ نہ کرتا؟ اپنے رب پر اعتراض کیا اور دعویٰ محبت میں جھوٹا نکلا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شیطان بڑا توحید پرست تھا اس نے ایک کو مانا اس کے بغیر کسی کے آگے نہ جھکا۔ اس کو توحید کا پتہ بھی نہ تھا۔ یہاں تو یار کی گلی کے کتوں کا بھی ادب کرنا پڑتا ہے۔

مجنوں ایک مرتبہ کتے کے پاؤں چوم رہا تھا لوگوں نے کہا تو دیوانہ ہے کتے کے پاؤں چوم رہا ہے۔ اس نے کہا یہ کبھی کبھی میرے یار کی گلی سے گزرتا ہے۔ لوگ تو مقام یار کا اس طرح ادب کرتے ہیں۔ نہ کہ یار کے حکم کے سامنے حکم عدولی کرنی۔ سرکشی اختیار کرنی یہ کہاں کی محبت ہے لہذا محبت میں جھوٹا ثابت ہوا اللہ تعالیٰ نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا کہ میری محبت کا مدعی بنے اور میرا حکم نہ مانے۔ مقصود کیا تھا؟ رضائے یار نہ کہ اعتراضِ یار۔

ع: سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں گزرے

تسلیم و رضا کیا ہے یار کے سامنے سر قربان کر دینا۔ اپنے سر کو اس کی بارگاہ میں جھکا دینا۔ لہٰذا اگر حسنین کریمین کی محبت کا مدعی ہے تو پھر تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنالے۔ اپنے رب کا بندہ بن نفس کی اتباع چھوڑ۔

ع: ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر

اور اپنے شیخ کی کامل اتباع کے اندر اپنے آپ کو لگا لے پھر تو اپنے بدکردار نفس سے نجات پائیگا۔ اللہ ہمیں تسلیم و رضا پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

عشق الٰہی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد فقد قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ، اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہ صدق الله العظیم قال الله تعالی فی شان حبیبه مخبرا وّ اٰمراً! ان الله و ملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما الصلوة والسلام علیك یا رسول الله، و علی الك و اصحابك یا حبیب الله۔

بندۂ پرور دگارم امتِ احمد نبیؐ دوستدارِ چہار یارم تابع اولاد علیؓ
مذہب حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

میرے دوستو، میرے پیر بھائیو! اس ذات کریمی کا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ اس اندک پذیر و بسیار بخش ذات کے کروڑوں احسان کہ اس نے اس چند روزہ فانی حیات مستعار میں ایک اور جمعہ اپنے گھر میں ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اور پھر ایک اور انعام کہ یہ جمعہ اپنے ایک پیارے بندہ کے آستانہ پر ادا کرنے کی ہمت بخشی۔

ایسے ایسے خدا کے پسندیدہ لوگ جو اس کے شوق کے اندر وجود کو علالت کے ساتھ متوصل رکھتے ہیں اور ان کی دوا ان کی بیماری میں پنہاں ہوتی ہے۔

میں نے ایک آیت کریمہ کا کچھ حصہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے، جو کہ یہ ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ ایمان والے وہ ہیں کہ ''اشد'' شدید دیوانگی کی حد تک اپنی تمام تر صلاحیتوں اور طاقتوں کے ساتھ ''حُبًا للہ'' اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں۔

Marfat.com

ہر چیز سے زیادہ کوٹ کوٹ کر، والہانہ انداز میں اپنے رب کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ وہی ایمان والے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔'' اَلْعِشْقُ نَار'' یُحْرِقُ مَاسِوَا اللّٰہ ''یعنی عشق کا کیف، عشق کی آگ، اللہ کے سوا ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ یعنی محبت محبّ کو اپنے محبوب کے سوا ہر چیز سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کو علامہ اقبال اس طرح بیان کرتے ہیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

محبّ کو صرف محبوب کے سوا ہر چیز سے بے پروا کر دیتی ہے۔

محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ا محبت مجازی ۲ محبت حقیقی۔ اللہ کے غیر کی محبت، اس کا مقام بھی یہ ہے کہ میرے نبی ﷺ نے فرمایا اَلْعِشْقُ مِنْ غَیْرِ رَبِّہٖ کَفَّارَۃُ الذُّنُوب'' اللہ کے غیر کی محبت بھی عاشق کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ اگر یہ مقام ہے عشق مجازی کا تو پھر عشق حقیقی کا کیا کہنا۔ اس ذات حقیقی کے ساتھ محبت کا کیا مقام ہوگا۔ وہ ذات حقیقی جس کے ساتھ محبت کے لیے دو عالم کی تخلیق ہوئی ہے۔ اے انسان تیرے پیدا ہونے کا سبب ہی اللہ کی محبت ہے۔ ارشاد ہے کنت کنزا مخفیا، میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میرے سوا مجھے کوئی نہ جانتا تھا۔ کہ فاحببت مجھے خواہش ہوئی کہ اَنْ عُرِفَ کوئی تو ہو جو میری پہچان کرے۔ کوئی تو ہو جو مجھ پر اپنی جان قربان کرے۔ کوئی تو ہو جو میری وجہ سے اپنے سب رشتے ناطے چھوڑ دے۔ کوئی تو ہو جو صرف میرا ہو کے بیٹھ جائے۔ میری محبت کو اپنا مقصود حیات بنائے۔ فخلقت الخلق، پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

عشق سے ظاہر ہوئی ہے ذات حق عشق کی خاطر ہوئے چودہ طبق

Marfat.com

اللہ کی محبت کیا ہے؟ ایسا کیف ہے، ایسا سرور ہے، ایسا وجدان ہے، کہ عاشق لوگ اس میں ایسے مست الست ہوتے ہیں کہ ہزار سال کی راہ ایک گھڑی میں طے کر جاتے ہیں

عشق اوّل ، عشق آخر ، عشق کل عشق شاخ عشق نخل و عشق گُل

محبت الٰہی ہی سب کچھ ہے۔ ہر چیز سے ماوراء، ہر چیز پہ چھائی ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے خلیل تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے مال کی فراوانی نصیب فرمائی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اتنا بڑا ریوڑ تھا کہ روایت میں ہے کہ اس کی حفاظت کے لیے 40000 کتے مامور تھے۔ اتنا بڑا ریوڑ، فرشتوں نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ یا اللہ تو نے اس کو اتنا زیادہ مال عطا کیا ہے۔ اسی لیے یہ تیری حمد و ثناء بیان کرتا ہے۔ اگر یہ مال کی فراوانی اس سے چھن جائے۔ تو یہ شاید تیری عبادت اس طرح نہ کر سکے۔ کیا ہم تیرے دوست کا امتحان لے سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے امتحان کی اجازت دیدی۔ فرشتے آسمان دنیا سے زمین پر تشریف لائے۔ اور ایک پہاڑ کے دامن میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند کیا۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ۔ الخ

ذکر ہو اللہ تعالیٰ کا آواز ہو فرشتوں کی اور سننے والے کان ہوں خلیل کبریا کے تو پھر عشق کے سمندر میں کیسا طوفان آیا ہوگا۔ یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس سوختہ جان عاشق نے جب اپنے محبوب کا ذکر سنا تو تجسس پیدا ہوا کہ اور کون ہے میرے سوا جو میرے محبوب کو جانتا ہے اور اس کا ذکر کر رہا ہے۔ تلاش کے لیے نکل کھڑے ہوئے ۔کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ سفید پوش لوگ پہاڑی کے دامن میں ذکر الٰہی کر رہے ہیں۔

Marfat.com

قریب آئے کیف وسرور میں مست، خوشی کی انتہا نہ رہی۔ جب انہوں نے ذکر بند کیا تو ان سے فرمائش کی کہ ایک دفعہ اور ذکر بلند کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ پہلے تو ہم اپنی مرضی سے ذکر کر رہے تھے۔ اب آپ کی مرضی سے ذکر کریں گے۔ تو آپ ہمیں کیا دے سکتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے کہنے پر ذکر بلند کریں۔ سرکار خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا میرا بہت بڑا ریوڑ ہے میں تمہیں آدھا دینے کو تیار ہوں۔ انہوں نے ذکر حبیب بلند کیا۔ شوق بڑھ گیا۔ جذبۂ محبت اپنی انتہا کو چھو رہا تھا۔ کیف و مستی میں فرمایا ایک دفعہ اور ذکر بلند کرو۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ اگر ہم دوبارہ ذکر حبیب کریں تو اب کیا دو گے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا باقی آدھا ریوڑ بھی لے لو۔ انہوں نے پھر ذکر بلند کیا پھر تسبیح کی۔ تو دلِ عاشق تڑپ اٹھا۔ ذوق وشوق اور بڑھا۔ ذکر محبوب سے دل عاشق کبھی سیر نہیں ہوتا بلکہ عشق میں شدت اور زیادتی ہوتی رہتی ہے پھر ذکر سنا تو محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ مزید فرمایا کہ میرے حبیب کا ذکر بلند کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اب ہمیں کیا دو گے سارا ریوڑ تو پہلے ہی ہمارا ہو چکا ہے۔ خلیل اللہ نے جواب دیا کہ عاشقوں کے خزانے کبھی خالی نہیں ہوتے۔ یہ اتنا بڑا ریوڑ چرانے کے لیے تمہیں ایک چرواہے کی ضرورت ہوگی۔ میں تمہارا ریوڑ چراتا رہوں گا اور تم میرے محبوب کا ذکر سناتے رہنا۔ محبت محبّ کو ہر چیز سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ بلکہ ارشاد ہے کہ "طلب اللہ فرض قبل کل فرضٍ" یعنی ہر فرض سے پہلے اللہ کی محبت فرض ہے۔ اس لیے جو اس محبت میں غرق ہوتے ہیں وہ ہر شے کو بھلا بیٹھتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ مجھے اس طرح یاد کرو کہ اپنے آپ کو بھول جاؤ۔ چنانچہ عارف رومی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را اوست سید جملہ موجودات را

یعنی جو شخص اپنے محبوب حقیقی کے جمال کا عاشق ہے۔ وہی تمام موجودات عالم کا سردار ہے۔

سلسلہ قادریہ کے شہباز بلند پرواز حضرت شیخ ابو بکر شبلی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز فجر کی نماز پڑھ کر مسجد سے گھر آ رہا تھا کہ میں نے راستے میں ایک نوجوان عورت کو آتے دیکھا۔ جس کا لباس شاہانہ تھا۔ مگر سر اور پاؤں سے ننگی تھی۔ اور دیوانہ وار چلی آ رہی تھی۔ جب وہ عورت میرے قریب سے گزری تو میں نے اس سے کہا ''اے زن سر بہ ہوش'' یعنی اے عورت اپنے سر کو ڈھانپ لے۔ تو اس عورت نے جواب دیا ''اے شیخ گل خوش رنگ سر نمی پوشد'' یعنی اے شیخ خوبصورت پھول کبھی اپنے سر کو نہیں چھپاتا۔ میں نے پھر اس سے کہا ''ہر کہ تو بیند فریفتہ شود'' یعنی جو بھی تجھ کو دیکھے گا تجھ پہ شیدا ہو جائے گا۔ تو اس عورت نے جواب دیا۔ ''اے شیخ دروغ مے گوید ہر کہ مارا بیند سوختہ شود'' یعنی اے شیخ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ جو کوئی مجھے دیکھے گا جل جائے گا۔ شیخ فرماتے ہیں، میں اس کا عارفانہ کلام سن کر جذب و مستی میں پکار اٹھا اللہ اللہ اللہ۔ تو وہ عورت اللہ تعالیٰ کا نام سن کر گر پڑی۔ تڑپی اور خاکستر ہو گئی پھر کیا تھا غیب سے آواز آئی ''صد آفریں اے دامن پوش کہ بر اکثر دستار بنداں سبقت بردی''۔ یعنی سو مرتبہ آفریں ہے تجھ پر اے اپنے درد و سوز اور عشق حقیقی کو چھپانے والی تو بہت سے مردوں سے بازی لے گئی۔ اسی مقام پر شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں۔

کفر کافر را ، دیں دیندار را قطرۂ دردِ دل عطار را

یعنی کفر کافر کو اور دیندار کو دین نصیب، ہو مگر عطار کو اپنے عشق کے دریا سے

Marfat.com

ایک قطرہ عطا فرمادے۔

ایک دفعہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت اپنے چند مریدوں کے ہمراہ کہیں جنگل میں تشریف لے گئے راستے میں دیکھا کہ ایک زاہد مصلے پر بیٹھا ذکر الٰہی کر رہا ہے۔ کچھ دیر بعد جب واپس آئے تو وہ زاہد ابھی تک وہیں مشغول ذکر تھا۔ تو آپ نے مریدوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''ایں زاہد چہ بق بق و چخ چخ مے کند'' مرید تو خاموش رہے مگر وہ زاہد بھڑک اٹھا۔ اور کہنے لگا اے شبلی میں تو تجھے صالحین میں سے سمجھتا تھا۔ مگر تو تو کچھ بھی نہیں۔ اگر تو کامل ہوتا تو ایسا بے ادبی کا کلمہ ہرگز نہ بولتا۔ آپ نے پوچھا تو کس کا ذکر کر رہا تھا اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا۔ تو آپ نے فرمایا! افسوس ہے تیرے اللہ اللہ کرنے پر کہ بق بق کے لفظ سے تو بھڑک اٹھا مگر اللہ کے نام کی عظمت نے تجھے بے قرار نہیں کیا۔ اور تیرے دل میں آتش عشق نہیں بھڑکی۔ تو وہ زاہد قدموں میں گر پڑا کہ اے شیخ درد و سوز اور عشق و مستی مجھے بھی عطا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا تین بار کہو، اللہ اللہ اللہ۔ اس زاہد نے جب تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ اس کی کایا پلٹ گئی۔ اور وہ کپڑے پھاڑ کر دیوانوں کی حالت میں اللہ اللہ کہتے ہوئے دوڑنے لگا۔

ہرگز نمیرو آنکہ دلش زندہ شد بعشق   ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

جن کا دل یار کی محبت سے زندہ ہوتا ہے انہیں دو عالم کی حیات طیبہ نصیب ہو جاتی ہے

ع: اللہ اللہ کہہ اللہ رہ تو نہ رہ

حضرت مخدوم جہانیاں کی ایک مریدہ عورت ذکر الٰہی میں مشغول تھی کہ اسے جنت کا منظر نظر آنے لگا۔ حجاب اٹھا لئے گئے۔ اور حور و غلماں اس کے سامنے نظر آنے

Marfat.com

لگ گئے۔تو دوڑتی ہوئی حضرت مخدوم جہانیاں کے قدموں میں آ کر گر پڑی۔ کہ حضور یہ حجابات مجھ سے دور فرما لیجئے۔ میں جنت اور حور و غلمان کی طالب نہیں ہوں۔ میں تو صرف اس کی رضا کے لیے اس کی یاد کرتی ہوں۔

حور پہ آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

میرے حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں نے عشق کا سبق ایک سانپ سے سیکھا ہے۔فرماتے جن دنوں ہم کوہ مری میں زیر علاج تھے ایک دن چہل قدمی کیلئے بازار تک گئے، بازار میں دیکھا کہ ایک مکان کے سامنے لوگ اکٹھے ہیں۔ پتہ چلا کہ کسی سیٹھ کے مکان میں ایک زہریلا سانپ داخل ہو گیا ہے اور سپیرے (جوگی) کو بلانے کے لیے آدمی گیا ہوا ہے۔ہم وہیں کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ سپیرا آ گیا اور اس نے مکان کے سامنے اپنی کٹاری رکھ کر بین بجانا شروع کر دی ڈبل سٹوری مکان تھا۔ بین کی آواز سننے کے بعد سانپ نے ایک کھڑکی سے سر باہر نکالا۔پھر تھوڑی دیر بعد سیڑھیوں پر نظر آیا۔ 20 یا 30 سیڑھیاں تھیں۔ وہ ایک سیڑھی پر آتا اور لوگوں کی طرف سر اٹھا کر دیکھتا۔مگر بانسری کی آواز پر مستی اور کیف میں ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ ایک سیڑھی اور نیچے آ جاتا۔ پھر اگلی سیڑھی پر لوگوں کی طرف سر اٹھا کے دیکھتا۔ اور یہ محسوس ہوتا کہ وہ سوچ رہا ہے کہ یہ تمام لوگ میرے دشمن ہیں۔ ان کے پاس جاؤں گا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔مگر وہ یار کی محبت میں ایسا مست تھا کہ جھومتا ہوا اگلی سیڑھی پر آ جاتا۔ اور پھر وہی عمل دہراتا مگر بانسری کی طرف اس نے اپنا سفر جاری رکھا۔ اور آخر کار کٹاری میں آ کر سر رکھ دیا۔ سپیرے نے اوپر سے ڈھانپ کر کٹاری میں بند کر دیا۔ مگر ہمیں وہ سبق دے گیا۔ کہ عشق ہو تو ایسا کہ یار کی محبت میں جا

Marfat.com

کی بھی پرواہ نہ کرے۔ ورنہ عشق کو دھبہ لگ جائے گا۔ طالبان حق اپنی ہر چیز یار کے نام پر قربان کر دیتے ہیں۔ یہ جان تو کیا شے ہے۔ علامہ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں۔

صحبتِ پیر روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش لاکھ حکیم سر بہ جیب' ایک کلیم سر بہ کف

اس راستے میں شدت و تکالیف برداشت کرنا، اتنا بڑا کام نہیں ہے۔ مشہور پنجابی شاعر مولانا علی حیدر فرماتے ہیں۔

ش: شوق محبوب دے وچہ یارو کھیڈ اں بھلدیاں بھلدیاں بھل گئیاں
سرمہ پایا سی یار دے ویکھنے نوں ہنجوں ڈُلدیاں ڈُلدیاں ڈل گئیاں
مہندی گندھی سی عطر پھولیل والی زلفاں کھلدیاں کھلدیاں کُھل گئیاں
علی حیدرا عشق حقیقی اندر ہڈیاں رلدیاں رلدیاں رُل گئیاں

بارگاہ یار میں ہر چیز قربان کر دینا محبت کا تقاضا ہے۔ حضور نے فرمایا دین کیا ہے؟ لادین لمن لامحبۃ لہ' جس میں محبت نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ اَلْاِیْمَانُ ذَوْقٌ وَّشَوْقٌ وَّاَنَا فِیْہِ غَرَقٌ اے لوگو! ایمان نام ہے ذوق وشوق کا اور اس میں غرق ہو جانے کا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب قرب میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے بایزید تو کیا چاہتا ہے؟ کیا عرش چاہتا ہے؟ عرض کیا یہ تو عرش والوں کی جگہ ہے۔ تو پھر کیا کرسی چاہتا ہے؟ عرض کی یہ تو کروبیاں کی جگہ ہے۔ تو پھر کیا آسمان چاہتا ہے؟ عرض کیا یہ تو فرشتوں کی جگہ ہے۔ کیا بہشت چاہتا ہے؟ عرض کیا یہ تو متقیوں اور پرہیز گاروں کی جگہ ہے۔ تو پھر دوزخ چاہتا ہے عرض کیا یہ تو تیرے منکروں کی جگہ ہے۔ میں تیرا منکر تو نہیں۔ تو پھر کیا مجھے چاہتا ہے؟ عرض کیا جی۔ ازراہ

Marfat.com

الفت اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اگر تو مجھے نہ پا سکا تو؟ یہ آواز سنتے ہی ایک آہ منہ سے نکلی اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

ایک دفعہ آپ ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو نماز کے بعد امام نے پو کہ آپ بظاہر تو کوئی کام نہیں کرتے۔ تو پھر روزی کیسے پوری کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو مجھے پہلے نماز پڑھنے دو اس نے عرض کی نماز تو آپ نے ابھی پڑھی فرمایا کہ ایسا شخص جس کو اپنے رزاق کا بھی پتہ نہیں اس کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی

بلکہ مشائخ فرماتے ہیں کہ طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٍ دنیا کا طالب خسرے مانند ہے نہ ادھر کا نہ ادھر کا۔ نہ مردوں میں نہ عورتوں میں۔ طالب عقبیٰ مونث ا آخرت کا طالب مثل عورت کے ہے کہ عورت گھر بار اور زیب و زینت کی طالب ہو ہے۔ اور طالب مولا مذکر، جو اللہ کا خواہش مند ہو اصل میں وہی مرد جواں ہے خاصان الٰہی کی محبت بھی محبت الٰہی کی ایک شاخ ہے۔ یہ بھی عشق حقیقی ہے۔ اور قرآ مجید میں ارشاد ہے، قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ یعنی اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔ حضور! یا اللہ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کر ہے۔ حضور کی حدیث شریف ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اے لوگو! جب تک اپنے بہن بھائی ماں باپ عزیز اقارب بلکہ کائنات عالم کی ہر چیز سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہیں رکھو گے۔ تو ا وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تک تم مکمل مؤمن نہیں بن سکتے معلوم ہوا کہ کامل مؤمن ہونا آپ کی محبت میں غرق ہو جانے کا نام ہے۔ حضور کی محبت

Marfat.com

ی کی محبت ہے اسی طرح اولیائے کرام کی محبت بھی اللہ کی محبت بلکہ ارشاد فرمایا اللہ
بت رکھتا ہے ایمان والوں کو۔ یعنی اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت
رتے ہیں۔ یہ محبتیں محبت الٰہی کی شاخیں ہیں۔
ں تو ذاتِ پیر را کردی قبول ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
رتعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے راستے پر اور اس کے صالحین کے راستے
بلیں۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

شانِ مصطفیٰ

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ا
بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والضحٰ
والیل اذا سجی ما ودّعك ربك وما قلی وللآخرۃ خیر لك من الاو
صدق اللہ العظیم قال اللہ تعالی فی شان حبیبہ مخبرا وّ امراً! ان اللہ
ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلمو
تسلیماً الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ، و علی اٰلك و اصحاب
یا حبیب اللہ۔

جبریل سے اک روز یوں کہنے لگے شاہِ اممؐ
ہم نے تو دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
جبریل نے ہنس کر کہا اے مہ جبیں تیری قسم
آفاق ہا گر دیدہ ام مہرِ بُتاں ور زیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بُتانِ آزری
ہر چند وصفت می کنم در حُسن زاں زیبا تری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری
کس کی ہے جلوہ نمائی عالمِ امکان میں
حق نے دکھلائی وہ صورت، صورتِ انسان میں

Marfat.com

دوستو، بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے اس فانی زندگی کے اندر ایک اور جمعہ اپنے گھر کے میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی یہ سر بسر اس اندک پذیر اور بسیار بخش ذات کا لامحدود کرم ہے اس کی خاص عنایت ہے۔

میں نے آپ کے سامنے ایک سورۃ مبارکہ کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ رب العزت مالک کون و مکاں نے فرمایا۔ والضحی ° قسم ہے اے محبوب روز روشن کی، وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ° اور رات کی جس وقت وہ مکمل چھا جاتی ہے۔ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ° تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا ہے اور نہ تیرے ساتھ ناراض ہوا ہے۔ وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ° تمہارے رب نے ہر آنے والی گھڑی یقیناً تمہارے لیے بہتر بنائی ہے۔

اس سورۃ کا نزول اس وقت ہوا جب کہ زندگی میں حضور پر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ مفسرین نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کچھ نے بیس دن کہے کچھ پچیس دن کا وقفہ کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ روایات چالیس دن تک پڑھنے میں آئی ہیں۔ کفار نے واویلا مچانا شروع کر دیا طعن طرازیاں شروع کر دیں۔ وہ پہلے بھی ایسے موقع کے منتظر تھے انہوں نے مکہ کے گلی کوچوں میں اعلان کرنا شروع کر دیا کہ معاذ اللہ! محمدؐ کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ اور دوسری بات ان کے ساتھ ناراض ہو گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ گلے شکوے غمی کا باعث بنے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی تکلیف گوارا نہ کی فوراً جبرائیل کو بھیجا اور اس سورۃ کا نزول فرمایا۔ والضحیٰ ....الاولیٰ قسم ہے روز روشن کی اور جس وقت رات چھا جاتی ہے نہ تمہارا رب تم

Marfat.com

سے ناراض ہوا ہے اور نہ اس نے تمہیں چھوڑا ہے بلکہ تمہارے لیے اے میرے محبوب اے میرے حبیب ہر آنے والی گھڑی گذری ہوئی سے بہتر ہے۔

جس طرح دن کے بعد رات کا آنا اپنے اندر حکمتیں رکھتا ہے بعینہ اسی طرح حضور پر کچھ دن وحی کا ٹھہرنا اپنے اندر بے شمار حکمتیں اور کمال رکھتا ہے۔ مفسرین اور ائمہ کرام نے اس کے نزول کے اور تشریح کے میں کافی سارے اقوال بیان کیے ہیں بعض نے کہا ہے کہ والضحیٰ سے مراد حضورؐ کے علم مبارک کا نور جس کے ساتھ میرے آقا نے عالم غیب کے اسرار کو بغیر نقاب کے دیکھا بغیر حجاب کے عالم غیب کو دیکھا۔ والضحیٰ سے یہ مراد ہے۔ واللیل اذا سجیٰ سے کیا مراد ہے؟ حضور کا عفو و درگزر یعنی امت کی پردہ پوشی کرنا۔ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم ہائے سیاہ کو تیرے عفو بندہ نواز میں

پردہ پوشی اختیار کرنا سنت مصطفیٰؐ ہے۔ حضرت فریدالدین گنج شکرؒ سے منقول ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خرقہ فقر عطا فرمایا اور حکم فرمایا اپنے دوستوں یاروں میں سے یہ جواب جو حضور کو دے اس کو یہ خرقہ عطا فرمانا۔ میرے آقا معراج سے واپس تشریف لائے ایک دن احباب خاص کو مدعو فرمایا تا کہ انہیں خرقہ عطا کروں اور ارشاد ہوا کہ مجھے معراج کی رات اللہ رب العزت نے خرقہ فقر عطا فرمایا ہے اور ساتھ ہی کچھ سوالوں کے جواب پوچھنے کا ارشاد ہوا ہے اے ابوبکر اگر تجھے یہ خرقہ عطا کروں تو تو کیا اختیار کرے گا؟ عرض کی صدق۔ پھر حضور عمر کی طرف مخاطب ہوئے فرمایا اگر تجھے عطا کروں تو تُو کیا کرے گا؟ عرض کی عدل و انصاف مقرر کروں گا

Marfat.com

ذرہ برابر گنجائش نہیں چھوڑوں گا پھر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا جس سے میرا رب بھی حیا کرتا ہے تو کیا کرے گا؟ عرض کی حیا۔ پھر حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اے ابوتراب اگر یہ خرقہ تجھے عطا کروں تو تو کیا اختیار کرے گا۔ عرض کی پردہ پوشی اختیار کروں گا میں مخلوق کے گناہ چھپاؤں گا۔ فرمایا تجھے مبارک ہو علی یہ خرقہ فقر اللہ نے تیرے لیے بھیجا ہے۔

درویش اور اولیاء کرام کا جو طریقہ ہے وہ پردہ پوشی ہے۔ مخلوق کے عیب دوسروں پر ظاہر نہ کرنا لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ اللہ نے ارشاد فرمایا بے شک تمہارا رب برائی کے چرچے کو پسند نہیں فرماتا۔ ہم اپنی حالت دیکھیں آج ہمیں اگر کسی مسلمان بھائی کا عیب نظر آجائے تو ہم اس کا چرچا کرتے ہیں۔ لوگوں میں مشہوری کرتے ہیں اور کہتے ہیں یار و یہ بھی کوئی بندہ ہے جس میں فلاں عیب ہے کاش کہ اس کی نکتہ چینی سے پہلے، اس کے دل پر انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے دامن کو دیکھ لے۔ اس دامن کو کتنے چھید لگے ہوئے ہیں۔ اس کرتے کو کتنے پیوند لگے ہوئے ہیں کیا اس سے بڑا عیب تیرے اندر موجود نہیں۔ جس وقت تو اپنے اندر نگاہ کرے گا، اپنے اندر دیکھے گا، اپنی طرف دھیان کرے گا اپنے شیشہ دل کو اپنے سامنے کرے گا پھر یہ انگلی کسی پر اعتراض کے لیے نہیں اٹھے گی۔ ایک فقیر صاحب فرماتے ہیں۔

میں ڈھونڈنے نکلا برا مجھے برا ملا نہ کو شیشے میں منہ دیکھا مجھ سا برا نہ کو فقیر آئینے کی مثل ہے جو تیرا عکس تیرے اوپر ظاہر کرتا ہے تو میں عرض کر رہا تھا اپنے موضوع کی طرف پلٹتا ہوں مفسرین کرام نے اس آیت کے کئی معانی و مطالب بیان کیے ہیں بعض نے کہا کہ والضحیٰ سے مراد وہ مبارک دن جس دن موسیٰ علیہ السلام نے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے شرف کلام پایا۔ والیل اذا سجیٰ سے مراد وہ رات ہے جب حضورؐ کو عالم بالا کی سیر کرائی گئی۔ بعض نے کہا والضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جب آپ نے اس دنیا کے اندر نزول فرمایا یعنی آپ کی ولادت والا دن والیل اذا سجیٰ سے مراد وہ رات ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کرائی۔ بعض نے لکھا ہے کہ والضحیٰ سے مراد چاشت جب سورج پوری طرح آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پوری طرح چڑھتا ہے اور والیل اذا سجیٰ سے مراد ہے رات کا وہ حصہ جب رات مکمل چھا جاتی ہے یعنی اندھیرا چھا جاتا ہے لیکن ایک معنیٰ اہل درد اور اہل شوق نے بھی کیا، ایک معنی اہل تصوف نے بھی کیا اور وہ کیا ہے فرمایا والضحیٰ سے مراد رخِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور والیل اذا سجیٰ سے مراد حضور کی زلف دوتا ہے۔ زلفِ عنبریں ہے۔ صورت مصطفیٰ کو اگر دیکھا تو اولیاء اللہ نے دیکھا۔ جہان سیرت میں ہی مصر رہا۔ پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں۔

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں ۔ بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دِسے اس مورت تھیں ۔ وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں
دَسے صُورت راہِ بے صُورت دا ۔ توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سُوجھت دا ۔ کوئی ورلیاں موتی لے کر تریاں

صورت مصطفیٰ کو دیکھنا ہے تو صدیق اکبر والی آنکھ لے آ۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے میرے صدیق، اے میرے ابوبکر، اے صدیق نبوت بتا تجھے میرے دین میں کیا چیز پسند آئی ہے۔ عرض کی فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ اَلنظرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ۔ اللہ کے حبیب تیرے چہرے کی زیارت کرنا مجھے تیرے دین میں زیادہ پسند ہے۔ حضور کا وصال ہوا تو آپ روتے تھے اور افسوس کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا اے خلیفۃ

Marfat.com

الرسول کیوں رو رہے ہو فرمانے لگے آج مجھے ایک افسوس ہو رہا ہے، کیا افسوس ہو رہا ہے فرمایا میں جس وقت اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور طرفۃ العین حضور کے چہرہ کی زیارت کرتا تھا آج مجھے افسوس اس بات کا ہے حضور کی زیارت کرتے وقت کچھ لمحے جو میں آنکھ جھپکتا تھا کاش وہ بھی نہ جھپکتا اور ٹکٹکی باندھ کر حضور کی زیارت کرتا رہتا۔ اگر مصطفیٰ کو دیکھنا ہے تو صدیق والی آنکھ لے کر آ۔ اُن کی آنکھ ہو گی تب تُو مصطفیٰ کو دیکھ سکے گا۔ میرے دادا بزرگوار سیدی و مولائی خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادری فرماتے ہیں۔

م: محمدؐ مدنی ماہی جیہڑا آیا ویس وٹا اے قسم خدا اے
لوکاں دے سمجھاون کارن تاہیں گھنڈ چا مکھ تے پا اے قسم خدا اے
بانا بشری چال رحمانی کوئی عجبی یار دا نا اے قسم خدا اے
حافظ عاشقاں خوب پچھاتا مظہر ذاتِ خدا اے قسم خدا اے

مصطفیٰ کو دیکھنا ہے تو عاشقوں کی نظروں سے دیکھ ہر ایک رخِ محبوب کو نہیں دیکھ سکتا اگر معشوق کو دیکھنا ہے تو عاشق والی آنکھ لے کر آ۔ اگر مطلوب کو دیکھنا ہے تو طالب والی آنکھ لے کر آ۔ اگر محبوب کو دیکھنا ہے تو محبّ والی آنکھ لے کر آ۔ اگر مصطفیٰ کو دیکھنا ہے تو صدیقؓ والی آنکھ لے کر آ۔ پھر تو اس کی زیارت کر سکے گا اور ان کے جمال باکمال سے فیض یاب ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ''اے محبوب بے شک کچھ لوگ تجھے دیکھتے ہیں تیرے پاس رہتے ہیں لیکن تیری حقیقت سے نا آشنا ہیں۔ یار کی حقیقت سے آشنا ہونا ہر کسی کا کام نہیں۔

Marfat.com

ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں یہ مرتبہ بلند ملا جسکو مل گیا

ہر مدعی دیارِ یار سے فیض یاب نہیں ہو سکتا سولی نہیں چڑھتا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

محمود غزنی ایک دن اپنے پیر ابوالحسن خرقانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا دیکھا کہ شیخ اس دن حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر رہے ہیں۔کافی دیر بیٹھا رہا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا عرض کرنے لگا یا شیخ کافی دیر سے میں حاضر درگاہ ہوا ہوں ۔حاضر خدمت ہوا ہوں حضور بایزید بسطامی کا ذکر فرما رہے ہیں یہ کیسا بزرگ ہوا ہے ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے محمود جو اسے دیکھ لیتا وہ بے ایمان نہ ہوتا تھا۔محمود غزنوی عرض کرنے لگا حضور کیا معاذ اللہ بایزید نبی اکرمؐ سے بھی مقام و مرتبہ میں بڑھ گیا۔فرمایا آپؐ کے غلاموں کے غلام کے جوڑوں کی خاک سے بھی نہیں بڑھا۔محمود نے عرض کی حضور رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی حضور ﷺ کو کفار مکہ نے دیکھا ایمان نہ لائے ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ جو بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیتا وہ گمراہ نہ ہوتا تھا۔راہِ راست پر آجاتا۔آپ نے فرمایا بیٹا تو میری بات کو نہیں سمجھا تو میری بات کی تہہ تک نہیں پہنچا یاد رکھ! کفار نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا بھی نہیں ۔ابو جہل جب بھی دیکھتا یتیم عبداللہ کو دیکھتا، عبداللہ کے یتیم بچے کو دیکھتا تھا اگر ایک دفعہ رسول اللہ کو دیکھتا تو کبھی رائیگاں نہ جاتا۔اللہ کے کرم اور رحمت کے بادل اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے۔

ایک دن ابو جہل حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا معاذ اللہ! تمہارے جیسا میں نے بدصورت نہیں دیکھا حضورؐ نے فرمایا صدقت تو نے سچ کہا

Marfat.com

تھوڑی دیر کے بعد صدیق اکبر حاضر ہوئے عرض کی میں نے آپ جیسا حسین آج تک نہیں دیکھا آپؐ نے فرمایا صدقت صحابہ نے عرض کی آقا سوال مختلف تھے جواب ایک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مثل آئینہ ہوں۔ مجھے جو بھی دیکھتا ہے اسے اپنا چہرہ نظر آتا ہے ابوجہل نے مجھے دیکھا اس جیسا بد صورت کوئی نہیں تھا اسے اپنا آپ نظر آیا میں نے کہا صدقت ابوبکر جیسا کوئی حسین نہیں تھا اس نے مجھے دیکھا اسے اپنا آپ نظر آیا میں نے کہا صدقت۔

آنکھوں والا ہی یار کے جمال سے فیضیاب ہوتا ہے جو آنکھوں سے ہی اندھا ہو اس سے اگر تو پوچھے کہ فلاں کی شکل و صورت کیا ہے اس نے تجھے کیا بتانا ہے؟

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے
بوجہل ہے اندھا' کیا دیکھے محمدؐ کو جو صدیقوں نے دیکھی ہے صورت ہے محمدؐ کی

عاشق معشوق کے دیدار سے نابلد نہیں رہتے فیض یاب ہوتے ہیں۔ مصطفیؐ کو دیکھنا چاہتا ہے تو عشاق کی آنکھ لے کر آ۔ حقیقت حال دیکھنا چاہتا ہے تو عشاق کی نظر لے کر آ۔ پھر یار کے علاوہ تجھے کوئی چیز نظر ہی نہیں آئے گی۔ صحابہ کرام کی محبت وہ محبت ہے حضرت حسان بن ثابت بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

واحسن منك لم ترقط عيني وا جمل منك لم تلد النساء

میری آنکھوں نے آپ جیسا خوبصورت ہرگز نہیں دیکھا اور آپ جیسا حسین وجمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں جو آپ کی مثل ہو۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عیبوں سے پاک تخلیق فرمایا بلکہ آپ کی منشاء پر

Marfat.com

آپ کو پیدا فرمایا۔

ایک نیا کلیہ ہے سوچنے کا مقام ہے جو اس کے بچپن کا یار ہے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک ساتھ رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ جن لوگوں میں پیدا ہوئے، جوان ہوئے، جن میں نبوت سے سرفراز کیا گیا ان کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ تیرے جیسا ماں نے جنا ہی نہیں۔ آج چودہ سو سال بعد پیدا ہونے والا ملاں کہتا ہے کہ وہ میری مثل ہے۔ اشرف علی تھانوی کہتا ہے۔

''نبی کا احترام کرنا چاہیے جس طرح بڑے بھائی کا۔ وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے ہیں''۔ (معاذ اللہ) بے شک اللہ نے اپنے محبوب کو صورت انسانی میں تخلیق فرمایا اس واسطے کہ انسان زیادہ قریب سے فیض یاب ہو سکے۔ لیکن حقیقت میں ان کا جو بال کام کرتا ہے تیرا سارا جسم بھی نہیں کر سکتا ان کے وضو کا جو ایک قطرہ کام کر سکتا ہے تیرا سارا وجود نہیں کر سکتا۔ دیکھ حضرت ابو طلحہؓ نے ایک کنواں کھدوایا اس کا پانی کڑوا نکلا حضور نے اس میں تھوک مبارک ڈالی فرمایا جا طلحہؓ یہ کڑوا نہیں ہوگا۔ تیرا تھوک بیماریوں کی جڑ ہے۔ ڈاکٹری اصول کے مطابق بندے کے تھوک سے ہزاروں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ٹی بی ہوتی ہے، زکام کی وبا پھیلتی ہے، یہ ساری بیماریاں تھوک سے پیدا ہوتی ہیں۔ تو تھوک پھینکے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اگر اللہ کا نبی تھوک پھینکے تو کڑوے کنویں میٹھے ہو جاتے ہیں۔ جن کی آنکھیں خراب ہو جاتیں مدینے کے تاجدار اگر تھوک مبارک لگا دیتے تو وہ آنکھیں پہلے سے دوگنی ہو جاتیں۔ ہر آدمی کا پیشاب مطلق حرام ہے۔ اگر من دودھ کے اندر ایک قطرہ پیشاب کا چلا جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ پیشاب حلال ہے۔ نہیں!

Marfat.com

مطلق حرام ہے۔ لیکن ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب فرمایا، اپنی لونڈی ام ایمن کو فرمایا کہ اے ام ایمن اسے باہر پھینک آ وہ باہر گئیں اور اسے پی گئیں حضورؐ نے پوچھا اسے کدھر پھینکا عرض کرنے لگی حضور پی گئی ہوں۔ فرمایا جا ام ایمن سوائے موت کے تیرے پیٹ کے اندر کوئی بیماری نہیں آئے گی۔

یہ اس اندک پذیر اور بسیار بخش ذات کا کرم ہوا کہ اس نے بشریت کے اندر حضور کو تخلیق فرمایا۔ تاکہ انسان زیادہ قریب سے فیضیاب ہو سکے یاد رکھ! کہ حضور کی حقیقت نہ نور ہے نہ بشر ہے، بشر کا یہ مقام کہ بیت المقدس میں آدمؑ سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب پیچھے کھڑے ہیں، میرا نبی آگے کھڑا ہے۔ ساتوں آسمانوں سے بھی گزر گئے یہاں تک کہ نور بھی عاجز آ گیا اور کہا۔

گر یک سر موئے برتر پرم فروغِ تجلی بسوزد پرم

اگر بال کے برابر بھی اوپر جاؤں تو اللہ کے انوار و تجلیات مجھے جلا کے راکھ کر دیں گے۔ لیکن آپ اتنا قریب چلے گئے کہ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

ایک آدمی کہنے لگا کہ تم کہتے ہو کہ حضور نور ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ " مِّثْلُکُمْ " اے محبوب فرما دو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں'' میں نے کہا یاد رکھ! قرآن کریم کی آیت مبارک پہ بندہ فتویٰ دے ہی نہیں سکتا جب تک اس کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہو گا۔ جب تک اس کے احکام اور آنے کے اسباب سے واقف نہیں ہو گا کہ یہ کس موقع پر اتاری گئی۔ کیا وجوہات بنیں۔ قرآن پاک اٹھا کے دیکھ لو حقیقت اس آیت کریمہ کی یہ ہے کہ یہودیوں نے پراپیگنڈہ کیا کہ حضور سے چند سوالات کرتے ہیں وہ جواب نہیں دے سکیں گے ہم ان

Marfat.com

کے پیچھے تہمت لگا دیں گے۔ لہذا وہ کاشانہ نبوت پر حاضر ہوئے عرض کرنے لگے حضور روح کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرا حبیب اگر تو ان کو جواب دے بھی دے تو ان لوگوں نے ماننا نہیں لہذا تو ان کو کہہ دے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔

جس طرح ایک بادشاہ بطور عاجزی اپنی رعایا کو کہتا ہے کہ میں تمہارا خادم ہوں۔ حقیقت میں وہ خادم نہیں ہوتا۔ بعینہٖ اسی طرح حضور کا خود فرمانا کہ میں بشر ہوں یہ عاجزی ہے۔ حقیقت حضور کی بشریت نہیں ہے۔ حضور کی حقیقت یا حضورؐ خود جانتے ہیں یا ان کا خدا جانتا ہے۔

حقیقت محمد دی پا کوئی نئیں سکدا
اِتھاں چُپ دی جا اے آلا کوئی نئیں سکدا
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
ایہو راز مشکل ڈسا کوئی نئیں سکدا

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده اما بعد فقد قال الله تبارك و تعالىٰ فى القرآن المجيد و الفرقان الحميد ، اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم۔ هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيً عليم صدق الله العظيم' قال الله تعالى فى شان حبيبه مخبرا وّ آمرا! ان الله و ملئكته يصلون على النبى يا ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما' الصلوة والسلام عليك يا رسول الله، و على اٰلك و اصحابك يا حبيب الله ـ

سید و سرور و محمدؐ نورِ جاں　　بہتر و مہتر شفیع مجرماں
بہترین و مہترین انبیاء　　جز محمدؐ نیست در ارض و سما
گر نبودِ ذاتِ احمد در جہاں　　کے شود پیدا زمین و آسماں
لی مع اللہ شان خود فرمودہ ای　　من نا دانم بندہ ای یاحق تو ای
دید نت دینِ من و ایمان من　　حسنِ رویت منزلِ قرآن من

میرے بزرگو، دوستو پیر بھائیو! احسان عظیم ہے اس اندک پذیر اور بسیار بخش ذات کا جس نے اس حیات مستعار کے اندر اس فانی اور چند روزہ گذشتی و گذاشتی دنیا میں ایک اور جمعۃ المبارک اپنے گھر میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی ویسے بھی یہ ماہ مبارک ربیع الاول شریف کا ہے بڑی برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے۔ اس کی رفعت اور بلندیوں کے کیا کہنے۔ اس کے مبارک ایام کے اندر وہ ہستی اس عالم ناپائیدار کے اندر جلوہ افروز ہوئی جو کہ باعث تخلیق عالم ہے۔ بلکہ باعث تخلیق کائنات

Marfat.com

بھی یہ معنی نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! لَوْلَاکَ لَمَا اَظْھَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃ اے محبوب، اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار بھی نہ کرتا ۔ اللہ رب العزت نے ہمیں یہ زبان بخشی ہے اپنی اور اپنے محبوب کی تعریف کے لیے ۔ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ یہ زبان جس کام کے لیے تخلیق کی گئی ہے کوشش کرو کہ اسی کام میں اپنی زندگی بسر کرے اسی مشن کی تکمیل کے لیے بولتی رہے۔ سرگرداں رہے، جس کے لیے اس کی تخلیق کی گئی ہے۔

میں ایک چھوٹی سی مثال عرض کر کے مدعا بیان کروں گا۔ حضور کی محبت ہر آدمی پر کتنی فرض ہے، یاد رکھو! جسم روح کے بغیر بے کار ہے۔ جسم کی حیات روح کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب تک جسم میں روح موجود ہے اس وقت تک اس کا شمار زندوں مین ہوتا ہے، جانداروں میں ہوتا ہے، جس وقت روح منتقل ہو جاتی ہے۔ عالم برزخ کی طرف انتقال کر جاتی ہے۔ اس وقت اس وجود کو زندہ کوئی نہین کہتا۔ اس وقت اس کا شمار مُردوں میں کیا جاتا ہے۔ جس وقت تک اس میں روح ہے اس سے ہزاروں کام پڑتے ہیں۔ امیدیں اس کے ساتھ وابستہ رکھی جاتی ہیں۔ جس وقت یہ مر جاتا ہے، روح اس سے انتقال کر جاتی ہے اس وقت یہ بے ضرورت ہو جاتا ہے۔ پہلے جو تیرے دوست عزیز واقارب صبح شام تیری ناز برداریاں اٹھاتے تھے اب تجھے کوئی ایک دن گھر میں نہیں رکھتا۔ اس لیے پہلے اس سے فیوض و برکات حاصل کیے جاتے تھے، پہلے اس سے سو مطلب اور کام ہوتے تھے لیکن اب اس کے ساتھ کوئی کام اور مطلب نہیں رہ گیا۔ پہلے جو وجود باعث رحمت تھا اب یہ باعث زحمت بن گیا۔ دو دن اگر اس کو گھر میں رکھیں گے تو بدبو پیدا ہو جائے گی جسم پھول جائیگا۔ یعنی جسم کے ساتھ

Marfat.com

وح وابستہ ہے اگر روح اس سے انتقال کر جائے پھر یہ اپنے معنی کھو دیتا ہے۔اس کی قیقت اس دنیا میں ختم ہو جاتی ہے۔یاد رکھو! یہ ایمان کا ڈھانچہ ہے، یہ اسلام کا سانچہ ہے اس کی روح محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسلام کی روح کیا ہے؟ تاجدارِ مدینہ کی محبت س کی محبت جس کا ذکر رب تعالیٰ نے خود بلند فرمایا ہے۔جس کے شہر کی قسمیں وہ اٹھا رہا ہے۔اگر وہ مکے میں ہیں تو سورتیں مکے میں نازل ہو رہی ہیں اگر مدینے پاک جاتا ہے تو مدینے کی قسمیں اٹھائی جا رہی ہیں۔علامہ رحمۃ اللہ علیہ مرحوم نے فرمایا ہے۔

ہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

تیرے وجود کی اساس محبت رسول ہے۔جس وقت آدمی محسوس کرے گا کہ حضور علیہ السلام کی محبت پہلے سے بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے اس وقت اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس سے ایمان کا اخراج ہو رہا ہے، اس کا ایمان ختم ہو رہا ہے اس کے وجود میں کمی ہو رہی ہے حضور نے خود فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اے لوگو! جب تک اپنے بہن بھائی ماں باپ عزیز و اقارب بلکہ کائنات عالم کی ہر چیز سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہیں رکھو گے۔تو اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔اس وقت تک تم مکمل مؤمن نہیں بن سکتے۔

معلوم ہوا کہ کامل مؤمن ہونا آپ کی محبت میں غرق ہو جانے کا نام ہے۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ہمیں نماز ملی، روزہ ملا، ایمان ملا جو کچھ بھی ملا درِ حضورؐ سے ملا ہے۔سیدنا صدیقؓ سے حضورؐ نے پوچھا اے ابوبکر تجھے دنیا میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے

Marfat.com

۔ کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ آپ نے پوچھا اللہ سے بھی زیادہ میرے ساتھ محبت ہے عرض کی ہاں اس لیے کہ اگر جناب نہ ہوتے تو ہم بت پرست ہوتے ۔ ہمیں تو رحمٰن ملا تو درِ مصطفیٰ سے ملا ۔ عمرو بن سالم فرماتے ہیں ۔ اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ نَحْنُ عَبْدُ مُحَمَّدٍ اللہ تعالیٰ محمد کا رب ہے اور حقیقت بھی اسی طرح ہے کہ جو عرفان اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کیا وہ کسی اور بشر کا حصہ نہیں ۔ جس طرح بے نقاب ہو کے چہرۂ ذات کو مصطفیٰ نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا ۔

نحن عبد محمد ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو تیرے غلام ہیں ہمیں تو جو کچھ ملا تیرے در سے ملا ۔ حضور کی محبت دین حق کی شرط اول ہے ۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے   اگر اس میں ہو کچھ خامی تو ایماں نامکمل ہے

اب اپنے موضوع کی طرف پلٹتا ہوں میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اللہ نے فرمایا هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تصنیف مدارج النبوۃ میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ اے لوگو! یہ آیت حمد خدا بھی ہے اور نعت مصطفیٰ بھی ہے ۔ علامہ اقبال نے فرمایا ۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر   وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے   غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

حضور اول بھی ہیں آخر بھی ہیں ۔ اول اس لیے کہ سب سے پہلے تخلیق ہے ۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ؟ فَقَالَ

Marfat.com

هُوَ نُورُ نَبِيِّکَ یَاجَابِرُ خَلَقَهُ اللهُ تَعَالٰی (مصنف عبدالرزاق)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا جسے اللہ عزوجل نے سب سے پہلے پیدا فرمایا تو آپ نے فرمایا: اے جابر سب سے پہلے اللہ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

اور آخر اس لیے کہ آپ ختم الرسل ہیں، رسولوں کے خاتم ہیں۔ سب سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔ مواہب لدنیہ میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ شب معراج میرا گزر کچھ احباب کے پاس سے ہوا اور انہوں نے اس انداز سے مجھ پر سلام بھیجا السلام علیک یا اول: السلام علیک یا آخر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو معلوم ہے وہ کون تھے میرے اوپر سلام بھیجنے والے؟ صحابہ کرام کا یہ ایمان تھا اور ہمیشہ ان کی گفتگو کا یہ ہی انداز تھا کہ جب حضورؐ ارشاد فرماتے تھے وہ عرض کرتے اللہ ورسولہ اعلم۔ جہاں ہمارے عقل وفہم وادراک کی انتہا ہے وہاں اس ذات کی ابتداء ہوتی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ایک حضرت ابراہیمؑ اور دوسرے حضرت موسیٰؑ اور تیسرے حضرت عیسیٰؑ تھے۔ مدعا و مقصد کیا تھا کہ نبی اکرم کو اول و آخر صرف امت محمدیہ ہی نے تسلیم نہیں کیا بلکہ سابق انبیاء کرام نے بھی تسلیم کیا کہ آپ اول بھی ہیں آخر بھی ہیں۔

میرے آقا کی تشریف آوری اس ماہ مبارک کے اندر ہوئی۔ شب ولادت کئی لحاظ سے دنیا کی تمام راتوں سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ شب قدر سے بھی افضل ہے۔

☆ پہلی وجہ یہ کہ شب قدر وہ رات ہے کہ جس میں قرآن کا نزول ہوا اور شب ولادت وہ رات ہے کہ جس میں صاحب قرآن تشریف لائے۔ ☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ شب

Marfat.com

قدر میں ملائکہ زمین پر اترتے ہیں اور اس رات کو والی کائنات اترے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

☆ تیسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اس لیے یہ تمام راتوں سے افضل ہے۔ ☆ چوتھی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات کو مومنوں پر خاص رحمت نازل فرماتا ہے۔ شب ولادت کی یہ خوبی ہے کہ اس میں رحمۃ اللعالمین تشریف لائے۔ جو صرف اپنوں کے لیے نہیں بلکہ بیگانوں کے لیے بھی رحمت ہیں یعنی شب قدر میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر رحمت فرمائی۔ اور شب ولادت اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر کرم فرمایا اور اپنے حبیب کو اس دنیا میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی جسم اور روح کے درمیان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل خطہ بطحا میں سے (جہاں حضور کی مرقد انور ہے) خشخاش کے برابر مٹی ذرہ لے آؤ۔ سیدنا جبرائیل نے زمین پر نزول فرمایا اور اعلان فرمایا اے وادیٔ بطحا کی زمین میں تجھ سے آج محبوب عالم کے لیے خاک پاک لینے آیا ہوں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین وجد میں آ گئی اور ذوق کی حالت میں کافور کے برابر کافور کو زمین نے اپنی سطح سے باہر نکالا۔ اور مثقال کے برابر مٹی حضرت جبرائیل لے کر اپنے مقام پہنچے۔ پھر اس مبارک مٹی کو اللہ نے کوثر و تسنیم میں ملا دیا۔ اس ذرہ برابر مٹی کو خام نور میں ملا دیا پھر وہ ذرہ ہزاروں سال خام نور میں رہا۔

حضور اس دنیا میں تشریف لائے اس نور کو سب سے پہلے حضرت آدم کی

Marfat.com

پشت میں رکھا حضرت آدمؑ آگے آگے چلتے ہیں فرشتوں کی قطاریں پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔ اور اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔ حضرت آدمؑ نے حیران ہو کر عرض کی یا اللہ تیرے مقربین فرشتے میرے پیچھے ہو کر تسبیح پڑھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میں نے تیری پشت میں محمد کا نور رکھا ہے۔ یہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی یا اللہ اس نور کو میری پیشانی میں منتقل فرما تا کہ میں اس کو دیکھوں۔ نور پیشانی میں منتقل ہو گیا۔ اشتیاق بڑھ گیا کہا یا اللہ اس نور کو میرے اوپر ظاہر فرما دے۔ مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی نے فرمایا۔

جب وہ نور آپ کے انگوٹھوں سے ظاہر ہوا تو آپ نے زیارت کی آپ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا جو آج صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت کے ہر فرد کے منہ سے حضورؐ کا نام نامی اسم گرامی سن کر نکلتا ہے۔ قُرَّۃُ عَینِی بِکَ یا رَسُول اللّٰہ ۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پہ رکھنا یہ کوئی بعد میں شروع نہیں ہوا بلکہ سب سے پہلے چومنے والے ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر نوح علیہ السلام کے وجود میں منتقل ہو گیا۔ شاعر نے کیا خوب فرمایا۔

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

پشت در پشت جس وقت یہ نور مجسم نور پاک حضرت سیدنا عبدالمطلب کی پشت میں داخل ہوا۔ آپ ایک دن حطیم کعبہ میں آرام فرما رہے تھے نیند کا غلبہ ہو گیا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں حتیٰ کہ وہ درخت بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے تمام عالم کو اپنے گھیرے میں لے لیا

Marfat.com

ہے۔اس کے پتے اس قدر چمکدار ہیں جس طرح سورج کی روشنی ہوتی ہے کچھ لوگ اس درخت کے ساتھ لگتے جا رہے ہیں۔آپ کوشش کرتے ہیں اس درخت کو پکڑنے کی لیکن پکڑ نہیں سکتے۔غیب سے آواز آتی ہے یہ نصیب والوں کے ہاتھ میں آتا ہے۔کچھ لوگ اس کو کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ایک حسین و جمیل جوان ظاہر ہوتا ہے جوان کو پیچھے دھکیل دیتا ہے۔آپ صبح ایک راہب کے پاس گئے اس کو کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے وہ راہب دنگ رہ گیا اور کہا عبدالمطلب تجھے مبارک ہو تیری اولاد میں ایسا آدمی پیدا ہوگا جو پوری دنیا پر بادشاہ ہوگا اور پوری دنیا پر اس کا سکہ چلے گا۔پھر یہ نور حضرت عبداللہ کی طرف منتقل ہو گیا۔آپ کے جسم سے پھر ایسی چیزوں کا ظہور ہونا شروع ہو گیا جو پہلے نہ تھا۔جس جگہ پر ہاتھ رکھتے تھے سبزہ پیدا ہو جاتا تھا۔خشک لکڑی پر ہاتھ رکھتے تو سرسبز ہو جاتی تھی۔وہ پھیل جاتی تھی اور آپ پر سایہ کر لیتی تھی۔

جس وقت آپ کے فضائل کمالات تک پہنچے تو ستر یہودی علماء کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا یہ ارادہ کر کے آئے تھے کہ جب تک سیدنا عبداللہ کو شہید نہیں کریں گے واپس نہیں آئیں گے۔ایک دن حضرت عبداللہ مکے کی وادی میں شکار کرنے کے لیے گئے اور انہوں نے گھیرے میں لے لیا۔انہوں نے اپنی تلواریں زہر سے آلودہ کی ہوئی تھیں۔زہر لگا کر پھر آگ میں ڈال کر خشک کی ہوئی تھیں۔جس وقت آپ پر وار کرنے لگے۔آسمان سے رنگ برنگی فوج اتری جنہوں ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔اس چیز کو دیکھنے والے حضرت وھب تھے۔جس وقت انہوں نے یہ واقعہ دیکھا گھر آ کر اپنی زوجہ محترمہ کو بتایا۔اور کہا اس وقت قریش میں اس سے بابرکت شخص نہیں ہے۔بہتر یہ ہے کہ تو حضرت عبدالمطلب کے پاس چلی جا اور ان سے کہہ کہ ہم اپنی بیٹی آمنہ کا عقد

Marfat.com

عبداللہ سے کرنا چاہتے ہیں وہ حضرت عبدالمطلب کے پاس تشریف لے آئیں۔ رشتہ پیش کیا آپ نے منظور فرمالیا۔ حتیٰ کہ شادی ہوگئی۔ قرآن میں یہ فرمایا کہ یہودی آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں کہ جس طرح اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں۔ یہودی علماء اس چیز سے آگاہ تھے کہ یہ امام الانبیاء ہیں۔ کئی لڑکیاں اپنا وطن چھوڑ کر اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لیے اِدھر چلی آئیں۔ لیکن یہ سعادت حضرت آمنہ کے حصے میں آئی۔ آپ کا عقد مبارک ہوا۔

جس دن حضورؐ کے نور نے حضرت آمنہ کے وجود کی طرف انتقال کیا اس دن شجر، حجر ہر ایک چیز نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی کہ آج نبی رحمت تشریف لے آئے۔ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ پہلے مہینے مجھے خواب میں ایک شخص کی زیارت ہوئی اور وہ کہتے ہیں بی بی تجھے مبارک ہو تیرے وجود سے وہ بچہ پیدا ہونے والا ہے جو رحمت دو عالم ہے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو آپ نے کہا میں آدم صفی اللہ ہوں۔ دوسرے مہینے حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے تیسرے مہینے حضرت خلیل اللہؑ آئے چوتھے مہینے ہود علیہ السلام آئے پانچویں مہینے موسیٰ کلیم اللہ آئے چھٹے مہینے حضرت عزیر آئے ساتویں مہینے حضرت ہارونؑ آئے آٹھویں مہینے حضرت یوسفؑ آئے نویں مہینے حضرت عیسیٰؑ آئے حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حضور میرے پیٹ میں آئے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ بوجھ محسوس نہ ہوا، اور جس وقت حضور کی پیدائش ہوئی حضور اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے۔ آپ کی والدہ نے سب سے پہلے کیا اعلان فرمایا۔ خَرَجَ مِنِّی نُوْر مجھ سے نور پیدا ہوا۔ آج تک کسی ماں نے اپنے بیٹے کو نور نہیں کہا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اس نور کی موجودگی میں میں نے مکہ میں بیٹھ کر شام کے محلات دیکھے۔ اس نور مجسم کی برکت کیا ہے؟ مکہ میں بیٹھنے والے شام کے محلات دیکھ رہے ہیں۔ اور پیدا ہونے والا کون ہے۔ اللہ نے فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ نور آیا مگر بشری لباس پہن کر آیا۔ اس لیے بشری لباس پہن کر آیا تا کہ لوگ فیوض و برکات حاصل کر سکیں۔

م محمد مدنی ماہی جیہڑا آیا ویس وٹا اے قسم خدا اے

لوکاں دے سمجھاون کارن تائیں چا گھنڈ مکھ تے پاے قسم خدا اے

بانا بشری چال رحمانی کوئی عجبی یار دا نا اے قسم خدا اے

حافظ عاشقاں خوب پچھاتا مظہر ذاتِ خدا اے قسم خدا اے

مَنْ رَاٰنِىْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ، لوگو! جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ لِىْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِىْ فِيْهَا مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِىٌّ مُّرْسَلٌ فرمایا میرے اوپر ایک ایسا وقت آتا ہے جس میں نہ کوئی نبی رسول سما سکتا ہے نہ کوئی مقرب فرشتہ سما سکتا ہے۔ اسی مقام میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لی مع اللہ شان خود فرمودہ ای من ندانم بندہ ای یا حق تو ای

فرشتہ گر چہ دارد قربِ درگاہ نگنجد در مقامِ لی مع اللہ

جتنا کسی نے دیکھا ہے اتنا اس نے پایا ہے۔ جن آنکھوں نے حسن مصطفیٰ کو دیکھا وہ اس قدر فریفتہ ہو گئے کہ انہوں نے علی الاعلان کہا۔

Marfat.com

خُلِقتَ مُبرّأ من كُلِّ عَیبٍ کَانّکَ قد خُلِقتَ کَما تَشاءُ
اَحسنُ مِنکَ لَم تَرقطُّ عینی وَ اَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِدِ النّساءُ

اے اللہ کے حبیب تیرے جیسا حسین ہماری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں اور تیرے جیسا حسین کسی ماں نے پیدا ہی نہیں کیا۔

اور جنہوں نے نور بصیرت سے دیکھا دل کی آنکھوں سے دیکھا انہوں نے کہا۔

ع: ایہو یار کلو کڑی رات والا اج ویس وٹا کے وَت آیا

حضرت ابو ہریرہؓ بول اٹھے اے لوگو آج مدینہ پاک کی گلیوں میں مَیں نے اپنے محبوب کو اس حال میں دیکھا کہ وہ سرخ دھاری دار لباس پہن کر خراماں خراماں چل رہا ہے۔ جنہوں نے حضور کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں اے صحابہ کی جماعت ایک گھڑی میرے حضورؐ پر ایمان تو لے آؤ۔ صحابہ کرام عرض کرنے لگے حضور ہم آپ پر ایمان نہیں لے آئے؟ حضور فرمانے لگے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ جن آنکھوں کے ساتھ اس نے مجھے دیکھا کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔ صدیق اکبر بول اٹھے النظر الی وجہ رسول اللہ مجھے پورے اسلام سے یہ بات اچھی لگی تجھے دیکھتا رہوں۔ جتنا کسی نے دیکھا' اتنا اس نے مانا۔ مصطفیٰ کو دیکھنا ہے تو صدیق اکبر کی آنکھ لے کر جاؤ۔ اگر پیر کو دیکھنا ہے تو کامل مرید کی آنکھ لے کر جاؤ جتنا کوئی مانتا ہے اتنا پالیتا ہے۔ کسی نے صرف پیامبر مانا، کسی نے مالک ارض وسما مان لیا۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

یار کے جمال کو وہی دیکھتا ہے جس کی آنکھیں ہوں جس کی نظ بھی کوئی نہیں اس نے جمال سے کیسے فیضیاب ہونا ہے؟ اگر محبت کی آنکھ سے دیکھو گے تو بارگاہِ

Marfat.com

مصطفیٰ تک رسائی ہوگی۔ اگر حضورؐ کی کامل اتباع کرنے کا ارادہ ہے، کامل مومن بننے کا
ارادہ ہے تو محبت کی آنکھ سے دیکھ۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

لیکن شرط کیا ہے نگاہ عشق و مستی۔ اگر شوق کے ساتھ محبت کے ساتھ، الفت کے ساتھ
پیار کے ساتھ دیکھے گا تو پھر سارا کچھ تیرا ہے۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے　　غبار راہ کو بخشا فروغ وادئ سینا

اللہ رب العزت اپنے محبوب کی کامل اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحابہ کرام
والی محبت عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

اتباعِ مصطفیٰ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده اما

بعد فقد قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید،

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ

تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ صدق الله العظیم قال الله تعالی فی

شان حبیبه مخبرا وَّ امراً ان الله و ملئکته یصلون علی النبی یا ایها

الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما الصلوة و السلام علیك یا

رسول الله، و علی الك و اصحابك یا حبیب الله۔

سید و سرور محمد نورِ جاں | بہتر و مہتر شفیعِ مجرماں

بہترین و مہترینِ انبیاء | جز محمد نیست در ارض و سما

گر نبودِ ذاتِ احمد در جہاں | گے شود پیدا زمین و آسماں

زید نت دینِ من وایمان من | حسن رویت منزلِ قرآن من

لی مع اللہ شان خود فرمودہ ای | من ندانم بندہ ای یا حق تو ائی

لوح محفوظ ہست پیشانی یار | سر پنہانش نماید آشکار

میرے دوستو، بزرگو پیر بھائیو! اس اندک پذیر اور بسیار بخش ذات کا کرم اور مہربانی ہے جس نے اس حیات مستعار کے اندر ایک اور جمعہ اپنے گھر میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

میری طلب بھی انہی کے کرم کا صدقہ ہے | یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

یاد رکھو! جن پر وہ راضی ہوتا ہے انہیں اپنے گھر میں بلاتا ہے۔ شادی پر وہی

Marfat.com

آتے ہیں جن کو بلایا جاتا ہے۔ جن کو کوئی رقعہ بھی نہ بھیجے انہوں نے کیا آنا ہے۔

ایک غلام تھا پچھلی رات کو اٹھا نوافل تہجد ادا کیے اور اللہ کی بارگاہ میں مناجات کی یا اللہ تیری میرے اوپر بڑی عنایت ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ برقرار رہے۔ اس کے مالک نے سنا اور پریشان ہوا کہ اسے کیسے پتہ ہے کہ وہ رب اس کے اوپر راضی ہے۔ اس نے غلام سے پوچھا تمہیں کیسے پتا ہے کہ وہ رب تیرے اوپر راضی ہے تو دعا مانگ رہا ہے کہ یا اللہ مجھے پتا ہے کہ تو میرے اوپر راضی ہے۔ اس نے کہا میرے مالک اس گھر میں اور بھی آدمی رہتے ہیں پچھلی رات کو اٹھنے کی توفیق مجھے ہوتی ہے اور تو کسی کو نہیں ہوتی وہ میرے اوپر راضی ہے تو مجھے توفیق دیتا ہے اگر توفیق نہ دیتا تو میں بھی سویا رہتا۔

جمعہ کا دن مساکین کے لیے حج کا دن ہے جو لوگ حج کی استطاعت نہیں رکھتے وہ ذوق وشوق کے ساتھ جمعہ ادا کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں حج کا ثواب دیتا ہے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ دین میں کوئی جبر اور سختی نہیں۔ ہمارا دین فطرت کے عین مطابق ہے۔ اور اللہ کے گھر میں چل کر آنا بھی اس کی مہربانی ہے۔

میں نے تمہارے سامنے قرآن مجید کی آیت پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اے محبوب فرمادیجیے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِی میری اتباع کرو، میری فرمانبرداری کرو میرے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لو میری صفات کے اندر اپنے آپ کو متصف کرو یُحْبِبْکُمُ اللہ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

ہر بندہ اپنے جگر کے اندر اللہ کا محبّ ہے کبھی کوئی بندہ اللہ کو ماننے سے انکار

Marfat.com

نہیں کرتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا رب میرے اوپر راضی ہو، ہر بندہ یہی تصور رکھتا ہے کہ رب الارباب راضی ہو جائے، مالک ارض وسما راضی ہو جائے۔ پھر سوچتا ہے کہ پتہ نہیں میرا رب راضی بھی ہے کہ نہیں۔ یقین نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت نے اپنی محبت کا ایک طریقہ بتا دیا ہے۔ بلکہ عام الفاظ کے اندر اللہ نے اپنا خزانہ کنجی بتا دی اور وہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ تم لاکھ بار کہو کہ ہم اللہ کے محبّ ہیں لیکن تمہاری محبت کے اندر صداقت نہیں لاکھوں دعوے کرو تمہارا یقین قائم نہیں۔ لیکن میں تمہیں ایک کلیہ بتا دیتا ہوں اور وہ کیا ہے میرے حبیب کے ساتھ پیار کرو۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے سینے میں بسا لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اعلان کرتا ہوں میں رب تمہارا محبّ بن جاؤں گا۔ اب بتاؤ اللہ کے محبّ ہونے کا کیا مقام ہے اللہ کی محبت کا مدعی ہے لیکن اس کی صداقت کی نشانی نہیں ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے گا اس کی محبت میں اپنے آپ کو سرشار کرے گا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا یُحْبِبْکُمُ اللہ میں رب تم سے محبت کروں گا۔ تو معلوم ہوا کہ سرکار کی محبت ہی اللہ کی محبت ہے جو حضور کی محبت اپنے دل میں بسا لے وہی اللہ کا محبّ ہے۔ اسلام سرکار کی محبت کا نام ہے۔ لاکھ بار پڑھ لا الہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کوئی مسجود نہیں تیرے ایمان میں شک کیا جا سکتا ہے تیرے ایمان کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی جب تک رسالت محمدیہ کا اقرار نہیں کرے گا دل سے تصدیق نہیں کرے گا اور نہیں پڑھے گا محمد رسول اللہ تیرا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ کوئی ایسی قوم نہیں جو رب کو نہیں مانتی ہر آدمی رب کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے کسی نے بھگوان کی شکل میں مان لیا کسی نے رحمٰن کی شکل میں مان لیا۔ رب کی ذات کا ہر کوئی اقرار کرنا

Marfat.com

ہے۔ ایمان کیا ہے؟ ایمان اللہ اور اس کے حبیب کو ماننے کا نام ہے۔

نماز اچھی روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی حج اچھا مگر میں باوجود اسکے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ایمان کیا ہے؟ سرکار کی محبت میں مگن و مست رہنا ہے ہمہ وقت حضور کی محبت میں مستغرق رہنا ہے۔ یہی ایمان ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه، جس نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لی اس نے رب کی اطاعت کر لی اللہ نے سبق بھی یہی دیا ہے فرمایا حبیب جو تیرے ہو جاتے ہیں وہ میرے ہو جاتے ہیں۔ جو تیرے نہیں ہوتے وہ میرے نہیں ہوتے۔ بندگی کا جو محور ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے۔ صحابہ کرام نے حضور کی محبت کا درس دیا، حضور کے احترام کا درس دیا۔ اصل چیز محبت ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرار شہنشاہی

جس وقت سینے میں محبت آجاتی ہے تو ادب بھی آجاتا ہے احترام بھی آجاتا ہے۔ تعظیم و تکریم بھی آجاتی ہے، تقدس بھی آجاتا ہے، ہر چیز آجاتی ہے۔ محبت کا لفظی معنی یہ ہے کہ جاؤ سر جھکاؤ اور کسی چیز کی طلب چھوڑ دو۔ لیکن اس کا معنی بڑا وسیع و عریض ہے، ہمیشہ محبّ کسی کمال کی طرف توجہ رکھتا ہے میرا محبوب میرے اوپر راضی ہوا یا نہیں۔ نظر فرمائے کرم فرمائے اس کی صبح شام منشاء ہوتی ہے۔ محبت کے کئی اسباب ہیں جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے بندہ اس کا ذکر کرتا ہے پھر اس کے پیاروں کا ذکر کرتا ہے، پھر اس سے منسوب ہر شے سے پیار کرتا ہے، پھر جس کے ساتھ وہ عداوت کرتا ہے اس کے ساتھ عداوت کرتا ہے۔

Marfat.com

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا فَاَكْثَرَ ذِكْرَہٗ، فرمایا جس سے بندہ محبت
کرتا ہے کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا محبّ
کون ہے، خود اللہ کریم ہے حضور کا پہلا محبّ کون ہے اللہ تعالیٰ حضور سے محبت کرتا ہے
لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا درس دیتا ہے۔ قرآن پاک کو اٹھا لو تو زلفوں کو فرمایا جا رہا
ہے واللیل عمر کو فرمایا جا رہا ہے لعمرک چہرہ کو والضحیٰ فرمایا جا رہا ہے پیشانی کو والفجر کے
ساتھ تشبیہ دی جا رہی ہے بلکہ حضورؐ کے ذکر کو فرمایا جا رہا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ
ذِكْرَكَ اے حبیب ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند فرمایا۔ اللہ نے اپنے حبیب کا
ذکر بلند کر دیا اور جس کا ذکر اللہ بلند کر دے کون ہے اس کا ذکر گھٹانے والا۔ دیکھ ایک
بال ہے اگر اس کو بچہ کِک مارے تو آٹھ فُٹ اوپر جائے گا اگر کوئی جوان مارے تو بیس
فٹ اوپر جائے گا کھلاڑی مارے چالیس فٹ چلا جائے گا۔ اگر ورلڈ چیمپین مارے تو
ڈیڑھ سو فٹ اوپر جائے گا بال ایک ہے اگر اس سے پوچھا جائے کہ تو وہی بال ہے آٹھ
فٹ بھی جاتا ہے بیس فٹ بھی چالیس فٹ بھی لیکن اگر کوئی ورلڈ چیمپین تجھے کک
مارے تو تُو ڈیڑھ سو فٹ تک چلا جاتا ہے فرق کیا ہے۔ وہ کہے گا فرق مارنے والے کا
ہے اگر میں آٹھ فٹ اوپر جاؤں تو سمجھ کسی بچہ نے کِک ماری اگر میں بیس فٹ اوپر
جاؤں تو سمجھ کسی جوان نے کِک ماری اگر میں چالیس فٹ اوپر جاؤں تو تصور کرو کہ یہ
کوئی بچہ نہیں کوئی جوان نہیں بلکہ کھلاڑی ہے اگر میں ڈیڑھ سو فٹ اوپر چلا جاؤں تو سمجھ
کہ کسی ورلڈ چیمپین نے کِک ماری ہے اور جس کا ذکر رب الارباب بلند کر دے اللہ کی
ذات کی کوئی حد نہیں وہ ذات دوئی سے پاک ہے مبرّا و منزّہ ہے اللہ کی ذات کا کوئی
بندہ اندازہ نہیں کر سکتا ہر آدمی کے فہم و فراستِ ادراک سے ماوراء ہے اور جس کا ذکر وہ

Marfat.com

ذات بلند کر دے اس کے ذکر کی کوئی حد نہیں۔ فرمایا جہاں تک میری خدائی ہے وہاں تک تیری مصطفائی ہے۔ جہاں تک میرا ذکر ہے وہاں تک تیرا ذکر ہے۔ کوئی مخلوق میں نے ایسی پیدا نہیں کی جو تیری ذات سے ناآشنا ہو اگر مجھے جانتے ہیں تو تجھے بھی جانتے ہیں۔ اللہ نے اپنے محبوب کے نام کو جدا نہیں کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو اس نے اپنے ساتھ رکھا تو کون جدا کرنے والا ہے جس کے ذکر کو خدا نے بلند کر دیا ہم کون ہیں گھٹانے والے۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

اللہ رب العزت نے حضور کی محبت کا درس دیا کس کو دیا صحابہ کرام کو دیا لَا تَرفَعُوٓا اَصوَاتَکُم فَوقَ صَوتِ النَّبِی میرے نبی سے ذرہ برابر بھی اپنی آواز اونچی نہ کیا کرو اگر معمولی سا بھی اونچا بولو گے تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں گے تمہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔ بلکہ فرمایا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرنَا مشرکین اس کو بگاڑ کر کہتے ہیں۔ اللہ کو یہ لفظ بھی پسند نہ آیا فرمایا اے میرے نبی کے غلامو! تم یہ لفظ بھی چھوڑ دو بلکہ تمہارے لیے ایک نیا لفظ مقرر کیا ہے میرے نبی کو جب بلانا ہو تو کہو انظُرنَا یَا رَسُولَ اللّٰہ ہماری طرف نظرِ کرم فرماؤ۔ صحابہ کرام کی تربیت قرآن نے فرمائی ہماری تربیت صحابہ نے فرمائی اگر صحابہ کی محبت کے مدعی ہیں تو اس طرح حضور سے محبت کریں جس طرح صحابہ نے کی۔ صحابہ کی محبت کا اندازہ دیکھ! حضرت قتادہ جس وقت حضور کا ذکر فرماتے ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ حضرت عبدالرحمٰن جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور کمر دوہری ہو جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے میں یہ کیفیات تھیں۔ حضرت عمر فاروق اتنے بڑے جرنیل اور حضور

Marfat.com

کے منظورِ نظر صحابی حضور کا ذکر ہوتا تو غش کھا جاتے حضور کا وصال ہوا تو حضرت ام ایمن ہر وقت حضور کے فراق میں روتی رہتی تھیں۔ سیدنا عمر فاروق نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہما سے فرمایا آئیں اور تسلی دے آئیں ہر وقت روتی رہتی تھیں یعنی حضور ہر وقت ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ ان کی زیارت ہمارے اوپر واجب ہے۔ میرے نبی کے دونوں خلفاء حضرت ام ایمن کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ رو رہی تھیں صدیق اکبر نے عرض کی کہ اے سیدہ رونا کیا معنی رکھتا ہے حضور تمہارے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے حضور کی بڑی عنایت تھی تم پر۔ حالانکہ انہوں نے بڑے اعلیٰ انداز میں تلقین کی اس سے بڑھ کر کوئی تلقین کر سکتا ہے؟ لیکن ام ایمن نے فرمایا اے ابو بکر و عمر یہ تو بتاؤ اب مدینے میں جبرائیل آتے ہیں، اے عمر اب مجھے بتاؤ کیا حضور مسجد نبوی میں منبر پر بیٹھ کر خطاب فرماتے ہیں؟ کیا تم حضور کی مجلسوں سے فیضیاب ہوتے ہو۔ آپ کی یہ بات کرنا تھی کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اتنا روئے کہ غش کھا گئے۔

حضرت عمرؓ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے پوچھا تو مجھ سے کتنی محبت رکھتا ہے عرض کی اپنی ہر چیز سے آپ مجھے زیادہ عزیز ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بہن، بھائی عزیز و اقارب، کائنات کی ہر چیز سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ کرے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اب آپ مجھے جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ ایمان حضور ﷺ کی محبت کا نام ہے۔

تیرے رستہ میں مر مٹنا شہادت اس کو کہتے ہیں　　تیرے کوچہ میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں

Marfat.com

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا۔ تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

جو رکے تو کوہِ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے

رہِ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

حضور کے ساتھ جنون کی حد تک لگاؤ رکھنا محبت ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے اعلان معراج فرمایا، ابوجہل نے سنا کہنے لگا بڑا اچھا موقع ہے آپ کے متوسلین کو گمراہ کرنے کا۔ انبیاء و اولیاء پر عموماً سب سے پہلے مسکین لوگ ایمان لے آتے تھے اللہ تعالیٰ نے اولیت پر مسکین کو رکھا ابوجہل صدیق اکبر کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بہت بڑے مدبر تھے سارا مکہ آپ کی شرافت وصداقت کے گن گاتا ہے۔ هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِكَ يَزْعُمُ اَنَّهُ اُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ اِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ اپنے ساتھی کے متعلق تیرا کیا گمان ہے کہ آج اسے بیت المقدس تک لے جایا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

لَئِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ اگرانہوں نے یہ فرمایا ہے تو تحقیق سچ ہے۔ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ اَبُوبَكْرِ الصِّدِّيق (خصائص کبریٰ)
اسی بناء پر آپ کا نام صدیق ہو گیا۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے عشق بے چارہ نہ ملاں ہے نہ زاہد نہ فقیہ
عقل والے تیری دنیا سے پریشان گئے عشق والے تجھے ہر رنگ میں پہچان گئے

بلکہ علامہ اقبال کا فتویٰ ہے۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

Marfat.com

عقل کا کام ہے یار میں عیب تلاش کرنا، یہ چیز کیوں ہے یہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔ لیکن عشق پر اعمال کی بنیا د رکھ۔ جہاں محبت ہو وہاں عیب نظر نہیں آتے۔

جب رکھ دیا ہے سر تو اٹھانا نہ چاہیے　　جانا نہ چاہیے در جانانہ چاہیے

حضور کے ساتھ غایت درجہ کی محبت رکھی جائے۔ آپ ﷺ کی محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں اگر محبت ہے تو جتنا بھی گنہگار ہو اگر اپنے دل کو اسکی محبت میں مسرور کر لیا ہے مستانہ کر لیا اپنے دل کو حضور کی محبت کا میخانہ بنا لیا ہے تو پھر یہ محبت کسی حال میں بھی تجھے نہیں چھوڑے گی تجھے صراط مستقیم پر رکھے گی اور آخرت میں جنت میں پہنچا دے گی۔

جسم کی حیات روح کے ساتھ وابستہ ہے جس وقت روح جسم سے پرواز کرتی ہے اس وقت یہ مردہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہی وجود گھر والوں کی رونق تھا لوگوں کے لیے رحمت تھا۔ ہزاروں کام آتا تھا لیکن جب اس کی اصل اس سے جدا ہو گئی اگر گھر میں رکھیں گے تو بد بو پیدا ہو جائے گی۔ جتنا جلدی ہو سکے اس کی تدفین کر دی جائے کیوں؟ اس واسطے کہ اس کی اصل اس جدا ہو گئی ہے۔ وہ روح جس کے ساتھ اس کے چمنستان میں بہار تھی وہ عالم بالا کی طرف منتقل ہو گئی ہے اسی طرح دین کی بھی ایک اساس ہے۔ ایک روح ہے۔ اسلام کی بھی ایک روح ہے ہمارے مذہب کی بھی ایک جان ہے۔ اور وہ جان کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حضور ﷺ کی ذات بابرکات اسلام کی روح ہے انگریز آیا اس نے دیکھا یہ

Marfat.com

لوگ غریب ہیں دو وقت کی روٹی انہیں نہیں ملتی جس وقت جہاد کا معاملہ پیش آتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی حرمت کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے یہ لوگ اپنے سروں پر کفن باندھ کر آجاتے ہیں اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے کون سی چیز ہے جو انہیں گھر بیٹھنے نہیں دیتی۔ اس نے اپنے مفکرین کی ٹیم بلائی اور کہا کہ اس چیز پر ریسرچ کرو کون سی چیز انہیں گھر میں نہیں بیٹھنے دیتی کونسی وہ قوت ہے ان کے دلوں میں جس کے سامنے تمام چیزیں مردہ پڑ جاتی ہیں۔ والدین کی محبت ختم ہو جاتی ہے عزیز و اقارب کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے فرمایا۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے　　دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

وہ محبت کیا ہے اور وہ قوت کیا ہے؟ علامہ کی روح پکار اٹھی وہ مفکرین کی جو ٹیم تھی انہوں نے انگریز کو کہا جناب وہ مدینے والے کی محبت ہے یہ لوگ اپنے محبوب کی محبت میں اس طرح سرشار ہیں کہ جس میں ناموس مصطفیٰ سے کھیلنے کا سوال تک پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اپنی جان تو کجا یہ بیٹیاں، بیٹے، مال اولاد، ہر شے قربان کر دیتے ہیں۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　اس کے بدن سے روح محمد نکال دو

جب تک محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے میں موجود ہے اتنے تک یہ کمزور نہیں۔ اتنے تک اسے خیر ہی خیر ہے۔ جس وقت حضور کی محبت کم ہو جائیگی اس وقت سمجھ یہ کمزور ہی کمزور ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے　　مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

اگر وہ قوت نہیں تو مٹی کا ڈھیر بن جائیگا۔ جس طرح چاہو اس کو بیڑی کے ساتھ ادھر اُدھر پھینک دو۔ اس کے اندر قوت کیا ہے؟ رسول اللہ کی محبت ہے۔ آج

Marfat.com

اگر کوئی آدمی کہتا ہے کہ اسلام میں ہزاروں فرقے بن گئے ہیں مسلمان ہزاروں فرقوں میں بٹ گئے ہیں تو میں اپنی عاقبت سنوار لوں اس کا ایک ہی کلیہ اور نسخہ ہے اپنے سینے میں کملی والے کی محبت بسا لے۔ جس جگہ یہ بیٹھا ہے محبت اسے ڈولنے نہیں دے گی۔

ایک کافر ہندو دلو رام حضور کی محبت کا اسیر ہو گیا۔ جہاں جاتا حضور کا ذکر خیر کرتا تھا کسی نے کہا جسکا ذکر کرتا ہے اس کا کلمہ بھی پڑھ لے اس نے کہا میں نے اسوقت تک کلمہ نہیں پڑھنا جب تک وہ مدینے والا خود نہ پڑھائے۔ یہ شعر اس کے ہیں۔

دَیر سے نور چلا اور حرم تک پہنچا سلسلہ میرے گناہوں کا کرم تک پہنچا
تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

یہ دلو رام کے اشعار ہیں ان کے دل کی کیفیت ہے۔ جب مرنے لگا۔ شعراء کا طبقہ پاس بیٹھا ہے دست بستہ کھڑا ہو گیا اور کہتا ہے پیچھے ہٹ جاؤ ہاتھ باندھ کر کہنے لگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا حبیب اللہ پھر کلمہ پڑھنے لگ گیا۔ بلند آواز سے لوگوں نے پوچھا دلو یہ کیا کر رہے ہو؟ ساری زندگی جس دین کے اوپر تو ہندو بنا رہا آج اس کو چھوڑ کر کلمہ پڑھنے لگ گیا ہے۔ کہنے لگا آج وہ کلمہ پڑھانے والا خود آ گیا ہے۔ میرے اوپر نزع کی کیفیت طاری ہوئی میں نے عرض کی حضور ساری زندگی آپ کی تعریف کروں اور پھر دوزخ میں جاؤں کلمہ پڑھاؤ آج وقت ہے میری امداد کرو دلو کو کلمہ پڑھا کر آج اپنے ساتھ لے جاؤ کہتا ہے میں نے کیا دیکھا حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے دلو! کیا تجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ مدینے والا میری مدد نہیں کرے گا۔ ساری زندگی جس کے گیت گاتے ہوئے اسکی نصیحتیں پڑھتے ہوئے صرف کر دی وقت اجل تجھے فراموش کر دیتا۔ فرمایا ہم فراموش کرنے والے نہیں ہیں نہ ہم نے تمہیں بھلایا ہے میں تجھے کلمہ پڑھانے آیا ہوں اٹھ پڑھ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نے کلمہ پڑھا اور اس کی روح پرواز کر گئی یعنی حضور کی محبت کافر بھی اپنے دل میں بسا لے، اپنے دل میں رچا لے۔ بے شک ہے کافر مگر وہ نا امید نہیں ہوا ہم تو پھر بھی مسلمان ہیں لہذا حضور کی محبت دل میں بسا لو۔ یار کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لو۔ بے شک ہمارے اعمال حضور کی مشابہت نہیں شکل تو محمدی ہونی چاہیے شکل وصورت اس طرح ہو کہ لوگ دیکھیں تو کہیں کہ مسلمان جا رہا ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود   یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یاد رکھو سب سے بہتر رنگ مدینے والے کا رنگ ہے۔ وہ رنگ خدائی رنگ ہے۔ میرے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے۔

پُر ہُو

یسبح للہ پڑھ پڑھ رنگے صبغۃ اللہ اندر   طوق غلامی دا گل پایا ہوئے مست قلندر

اللہ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لیا مدینے والے کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا اور ہر چیز سے بے نیاز ہو گئے جنہوں نے اس کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا، اللہ نے اعلان فرمایا اَلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں   کون آنکھوں میں بچے دیکھ کے تلوا تیرا

حضور کی غلامی نصیب ہو جائے معیت نصیب ہو جائے اس سے بڑا اور کیا اعزاز ہے۔

بادشاہی تیرے نعلین کو سر پر رکھنا   اس سے بالا نہیں کونین میں کوئی اعزاز

خاکِ عشاق کا ہر ذرہ لحد میں پُرنم   چشم مازاغ کا فیضان یہی سوز و ساز

کیسے عظمت ہو بیاں شہر نبی کی طاہر   روبرو خاکِ حرم عرش کا صد عجز و نیاز

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن

Marfat.com

اخلاقِ حسنہ

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وإنّكَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِيْم صدق اللہ العظیم' قال اللہ تعالی فی شان حبیبہ مخبرا وّ اٰمرًا! ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما' الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ، و علی اٰلك و اصحابك یا حبیب اللہ۔

بندۂ پرور دگارم امتِ احمد نبی دوستدارِ چار یارم تابع اولاد علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل خاکپائے غوثِ اعظم زیر سایہ ہر ولی
منشا یہی ہے سلسلہء قیل و قال کی ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

میرے بزرگو! دوستو اور پیر بھائیو! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جس میں رب جلیل نے اپنے محبوب، امام الانبیاء نبی رحمت کے اخلاق حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے، کہ بے شک اے محبوب تمھارا اخلاق عظیم ہے۔

وہ ذات جس کے سامنے کل کائنات ہیچ ہے۔ جس کے ایک لفظ کن سے نیست سے ہست ہو جاتا ہے۔ اور ہست سے نیست ہو جاتا ہے۔ جس کے سامنے کسی چیز کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہ ہر شے سے بے پرواہ ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْل ،اس کے ہاں ہر چیز عاجز و مجبور ہے۔ وہ اعلیٰ و ارفع ذات فرماتی ہے کہ اے

Marfat.com

میرے محبوب تیرا اخلاق عظیم ہے۔ بہت بلند ہے۔ معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم کے اخلاق اتنے عظمت والے ہیں کہ کائنات کی سمجھ و شعور سے باہر ہیں۔ کہ خود خالق کائنات انہیں عظیم فرما رہا ہے۔ اور ہمیں کیا حکم ہے کہ ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جیسے میرے محبوب نے زندگی گزاری ہے۔ وہ اعلان ان کے پیروکاروں کے لیے ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہر عمل کے لیے ان کے عمل کو اپنا شعار بنائیں۔ ان کے طرزِ زندگی کو مدنظر رکھ کر ہی ہم کامیاب زندگی گزرانے کا تصور کر سکتے ہیں۔ یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد ہم پر عین فرض ہے کہ اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق جمیلہ کو اپنائیں۔ ہمیں حکم ہے کہ اپنی زندگی کو اخلاق محمدی کے ساتھ سنواریں۔ اور ہمیں حکم ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهُ ''اللہ کے اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرو'' اللہ تعالیٰ کا اخلاق کیا ہے؟ وہ اپنے بندوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے؟ ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں۔ دیکھیں کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ وہ تمام انسانوں کا خالق و رازق ہے۔ وہ کافر کو بھی روزی فراہم کرتا ہے اور مسلمان کو بھی۔ وہ تمام انسانوں کو پالتا ہے بلا امتیاز کہ وہ اس کا کہنا مانتے ہیں یا نہیں۔ اس کو رب اور خدا تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ وہ سب کو دیئے جاتا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی بندوں سے لا غرضانہ سلوک کرنا چاہیے۔ اور اللہ کے اخلاق کیا ہیں؟ اس کے محبوب کے اخلاق ہی اللہ کے اخلاق ہیں۔ اس لیے اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرنے کے بعد سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ سب سے اہم اور لازم چیز جو ہم پر ضروری ہو جاتی ہے وہ ہے حضور کے

Marfat.com

اخلاق حمیدہ کی تکمیل۔ "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ" یعنی اللہ تعالیٰ کے اخلاق حمیدہ کو اپناؤ۔

حضور کا ارشاد ہے کہ تمام مومنین میں سے مکمل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق میں بہترین ہے۔ حضور کا ارشاد گرامی اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ ہے کہ اے میری امت یاد رکھو! کہ مجھے صرف اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ یعنی مجھے نبوت ہی اس لیے عطا ہوئی ہے کہ میں اخلاق کا درس دوں۔ یعنی نبوت کی بعثت کی بنا ہی اخلاق حسنہ ہے۔ دین سارے کا سارا نصیحت ہی نصیحت ہے۔ بھلائی ہی بھلائی ہے۔ مومن کبھی بد اخلاق یا بد خواہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مومن تو دوسروں کا خیر خواہ اور دوسروں کو نفع پہنچانے والا ہی ہوسکتا ہے۔

ٹوٹی کو ہے جوڑتا، نہیں توڑن کی رِیت — ایسی کریئے پریت جیسی جولاہے کی رِیت
دھوپ جھلے سر اپنے اوروں کو چھاں کرے — ایسی کریئے پریت جیسی برچھ کرے

مومن اس درخت کی مانند ہوتا ہے جو خود تو دھوپ میں سڑتا ہے مگر دوسروں کو سایہ مہیا کرتا ہے۔ یعنی اس درخت کی مانند جو بھی مومن کے دست رحمت کے قریب آتا ہے اس کو امن نصیب ہوجاتا ہے۔ اس کو ٹھنڈک مل جاتی ہے۔ یہ ہے پہچان مومن کی۔ اور جولاہے کی مانند مومن تعلق کو جوڑنے والا ہوتا ہے۔ نہ کہ تعلق کو توڑنے والا۔ تعلق کو توڑنے والا مومن نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مومن تو مخلوق خدا کو نفع پہنچانے والا ہوتا ہے۔ ایمان کے بعد افضل ترین عبادت اللہ کی مخلوق کی اصلاح ہے۔ اس کی خیر خواہی اور بھلائی ہے۔ نماز فرض ہے عبادت نہیں۔ اسکی بندگی کا نام نہیں۔ یہ اس مالک کا حکم ہے۔ اس کا انکار تو کفر ہے۔ اسی طرح روزہ حج، زکوٰۃ بندگی نہیں، بلکہ اس خالق کا حکم

Marfat.com

ہے۔ اور اس کا نہ ماننا اس کا انکار ہے۔ اس کی عبادت یہ ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اور مخلوق خدا کے ساتھ بہترین برتاؤ ہی مسلمان کی نشانی ہے۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسِ بہتر انسان وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچانے والا ہو۔ پس ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل اور مقبول ترین عبادت، معرفت یار کی خبر دینا ہے۔ اس کو سیدھی راہ دکھانا ہے۔ مخلوق کی خدمت اور اس کی فلاح کی کوشش کرتے رہنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کے دل میں دوسرے مومن کا غم نہیں ہوتا وہ میرا امتی نہیں ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ بہترین انسان کون ہے۔ جواب ملا، میرے کلیم بہترین انسان وہ ہے جو کسی کے کانٹا چبھنے پر خود تڑپ جاتا ہے۔

خنجر چلے کسی پہ، تڑپتے ہیں ہم امیرؔ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہمارے کسی قول، فعل یا کسی حرکت سے مخلوق خدا کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ مگر دل میں محبت صرف اور صرف خدا کی ہو۔ مخلوق کو فائدہ پہنچانا صرف خالق کی رضا کی خاطر ہو۔ اپنی رشتہ داری یا فائدہ مندی مقصود نہ ہو۔ بلکہ صرف اس کی رضا ہی اصل مقصد ہو۔ ارشاد ہے کہ وہ دل روشن نہیں جس میں مخلوق بسیرا کرے بلکہ دل وہ روشن ہے جس میں خالق کا بسیرا ہو۔ یعنی وہ دل جو اللہ کی یاد سے غافل ہے وہ مردہ کی مانند ہے۔ اور جو دل اللہ کی یاد سے معمور ہے وہ زندہ کی مثال ہے

Marfat.com

۔ ہر چیز کو کسی نہ کسی مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اور دل کو صرف اور صرف خالق نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔ اس لیے اس میں خالق اور مخلوق دونوں نہیں ٹھہر سکتے۔ اگر خالق ہو گا تو مخلوق کا ٹھکانا نہیں ہو گا۔ اور اگر دنیا رہے گی تو اللہ کی یاد اس دل سے محو ہو جائیگی۔ اس میں ایک چیز ٹھکانا کر سکتی ہے۔۔ یا شیطان رہے گا یا رحمان رہے گا۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں　ایں خیال است و محال است و جنوں

دل میں ایک ہی کا بسیرا ہو سکتا ہے۔ یا کھیڑے یا رانجھا۔ بس ایک ہی کا مکاں ہو گا۔ جیسے خواجہ غلام محمد جلوآنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایہا تار ہمیشہ چھک ہکو ہک تے ہکو ہک
ہکے نال محبت لا ہر پاسے نہ پیا تکا
چھوڑ وظیفے ورد ہزار بس ہک ذاتی نام چتار
عشق پیا لہ ہر دم پی خوشیاں مان ہمیشہ جی
چھوڑ مقید ہو مطلق انت الہادی انت الحق

وہ دل روشن ہے جس میں یار کا ٹھکانا ہے۔ اور جس میں غیر اغیار بستے ہیں وہ دل سیاہ ہے۔ مومن کا معنیٰ ہی امن والا ہے۔ اسلام کا مطلب ہی سلامتی ہے۔ دنیا کی تمام بیماریوں سے بڑی بیماری، اور خطرناک بیماری، دل کی بیماری ہے۔ اور دل کی تمام بیماریوں میں سے سب سے بڑی بیماری دل آزاری ہے۔ اس لیے کسی نے کہا ہے کہ

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے، ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا
اک بندے دا دل نہ ڈھاویں، رب دلاں وچہ رہندا

حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے

Marfat.com

ایک دن اور ایک رات اس طرح گزاری کہ اس نے کسی مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچائی، اس نے وہ رات اور دن اللہ کے پیغمبر کی صحبت میں گزارا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے اِدۡفَعۡ السَّیِّئَۃِ بِالۡحَسَنَۃِ تم برائی کو اچھائی سے ٹال دو۔ یعنی اگر کوئی برا کرے تو تم اس سے اچھا سلوک کرو۔ جیسے صندل کرتا ہے کہ کلہاڑا صندل کو کاٹتا ہے مگر صندل اس کے منہ کو خوشبو سے بھر دیتا ہے۔ جس کے پاس خوشبو ہو گی اس کو اگر تم تکلیف بھی دو تب بھی وہ خوشبو ہی بکھیرے گا۔ پھول کو دیکھئے ہم اس کو اصل سے توڑ لیتے ہیں اس کو ہاتھ سے مسل کر اس کی مثال مٹا دیتے ہیں۔ مگر وہ کیا کرتا ہے وہ صرف اور صرف خوشبو ہی دیتا ہے۔ درخت کی طرح کہ ہم اس کو روڑے مارتے ہیں۔ ہم اس کو تکلیف پہنچاتے ہیں مگر وہ ہمیں بیر دے دیتا ہے۔ ہم اس کو پتھر مارتے ہیں اور وہ ہم کو آم دے دیتا ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے راستے میں کوئی کانٹا بچھائے تو تم اس کی راہ میں پھول بچھاؤ۔ اگر تو بھی اس کی راہ میں کانٹا بچھائے گا۔ تو تم میں اور اس میں کیا فرق رہ جائے گا۔

مومن کی صفت سلامتی کی صفت ہے۔ وہ سلامتی والا ہے۔ مومن بدخواہ نہیں ہوسکتا۔ مومن بداخلاق نہیں ہوسکتا۔ بداخلاق سے نہ خالق راضی ہوتا ہے اور نہ مخلوق راضی ہوتی ہے۔ اخلاق والے سے اللہ بھی راضی ہوتا ہے اور مخلوق بھی۔ بلکہ ارشاد ہے کہ اَلۡخَلۡقُ عِیَالُ اللہِ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اب جس نے مخلوق کو اذیت دی اللہ نے اس کو اذیت دی۔ کسی کو بھی باعث نفرت مت جانو۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المومنین نے کسی عورت کی برائی بیان کر دی۔ کہ فلاں عورت تو چھوٹے قد کی ہے اور بھینگی ہے۔ سرکار جلال میں

Marfat.com

آ گئے۔ فرمایا تم نے ایسی بات کہہ دی جس کو اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر میلا ہو جائے۔ اس لیے مخلوق کی تکلیف کو اپنی تکلیف جاننا چاہیے۔

سردار الاصفیاء حضرت اعلیٰ دھڑوی فرماتے ہیں کہ

فضل کرم دا میں سرسائیاں مینہ برسایا ہویا   تاں میں خلقت نال خدا دی پیار بنایا ہویا

اگر تم جہاں کی حاجت پوری کرو گے اور کسی کا غم مٹاؤ گے تو قیامت کے روز خدا تمہارا غم مٹائے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔

مہربانی کرو تم اہل زمیں پر   خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

اگر کوئی جرم کرے، کوئی مجرم تمہارے ساتھ برائی کرے تو اگر تو بھی اس کے ساتھ برائی کرے گا تو تُو اس کے برابر ہو جائے گا۔ تو بھی کسی کا مجرم ہے۔ تو بھی کسی کو جواب دہ ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا جرم مٹا دیا جائے، اگر تو اپنے جرم سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو پہلے اس کی مخلوق کو چھٹکارا دے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو خوشی دی تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرما دیتا ہے، جو کلمہ پڑھتا رہتا ہے اور جب وہ بندہ جس کو کسی کو وہ خوشی پہنچائی ہو گی قبر میں جاتا ہے تو فرشتہ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ بندہ پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ تم مجھے پہچانتے نہیں ہو؟ میں وہ فلاں خوشی ہوں جو تم نے فلاں مسلمان کو پہنچائی تھی۔

یہ بدلہ ہے کس کے ساتھ بھلائی کا! اسلام تو محبت کا پیغام ہے۔ نفع دینے کا نام ہے۔ حاجت روائی کرنے کا نام ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ کسی کو صرف خوش ہو کر دیکھنے سے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنے سے اور اچھا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ایسی مقبولیت ہے اللہ کے ہاں کسی کو نفع

Marfat.com

پہنچانے کی۔ بلکہ فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک بھائی کو تکلیف پہنچے تو دوسرا پریشان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمان آپس میں جسم کے اعضاء کی مانند ہیں جب کسی بھی عضو کو چوٹ لگے، تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ زخم انگلی پہ آئے تو درد تمام جسم میں محسوس کرتا ہے۔

دو مسلمان آپس میں دو ہاتھوں کی مثل ہیں کہ ایک ہاتھ کی مٹی دوسرا ہاتھ جھاڑ دیتا ہے۔ ایک ہاتھ کی پلیتی دوسرا ہاتھ پاک کر دیتا ہے۔ مسلمان نہ ظلم کرتا ہے نہ ظالم کے سپرد کرتا ہے۔ اسلام محبت کا پیغام دیتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے محبوب تیرا اخلق بہت عظیم ہے۔ اور ہمیں حکم فرمایا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کہ حضور کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

قرآن مجید کی سورۃ النمل میں ہے کہ جب حضرت سلیمان کا لشکر آ رہا تھا تو ایک چیونٹی نے اپنی برادری کی چیونٹیوں کو مخاطب ہو کر اعلان کیا یٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ وَلَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ کہ اے چیونٹیو! تم اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ۔ ورنہ لشکر سلیمان تمہیں روند ڈالے گا۔ اب اللہ تعالیٰ کو اس چھوٹی سی مخلوق کی اپنی برادری کے ساتھ بھلائی ایسی بھائی کہ نہ صرف اس کو قرآن بنا دیا بلکہ اس سورۃ کا نام بھی نمل (چیونٹی) رکھ دیا۔

یہ جانور جو گوبر کرتے ہیں۔ اگر گوبر یعنی گندگی کو زمین میں ڈال دیا جائے تو وہ زمین کو ایسا طاقتور بنا دیتی ہے کہ اس زمین کو کھاد کی ضرورت نہیں رہتی۔ گوبر ناپاک چیز ہے۔ گندگی ہے، اور وہ اپنے ساتھ لگنے والی زمین کو ایسی طاقت فراہم کرتی ہے کہ کھاد کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہم تو ایمان والے ہیں۔ ہمیں اپنے ساتھی کو کتنا نفع پہنچانا چاہیے۔ اب اگر کسی بندے سے اس کے ساتھی کو نفع نہیں پہنچتا ہے تو وہ اب اس گندگی کے ڈھیر سے بھی گیا گزرا ہے۔ کہ جس نے اپنی ساتھی کو جلا بخشی۔

Marfat.com

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کپڑے کی دکان تھی۔ ایک دفعہ دوپہر کو واپس گھر آرہے تھے۔ کسی نے پوچھا آج جلدی واپس آرہے ہو۔ فرمایا کہ موسم خراب ہے اور لوگوں کو پہچان نہیں رہتی۔ اس موسم میں اب کل دکان کھولوں گا۔ جب موسم ٹھیک ہو جائے گا۔ تاکہ لوگ کپڑے پہچان کر صحیح طریقہ سے خرید سکیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مصر کو فتح کیا تو خیمے نصب کیے ہوئے تھے۔ جب واپس جانے لگے تو خیمے اکھاڑنے کا حکم دیا، مگر جب اپنے خیمے میں آئے تو پتہ چلا کہ ایک کبوتری نے وہاں انڈے دے دیئے ہیں۔ فرمایا کہ میرے خیمے کو یونہی چھوڑ دیا جائے۔ اور باقی تمام خیمے اکھاڑ لئے جائیں۔ ایسی کرم نوازی تھی۔ ہمارے آباءواجداد کی مخلوق پر۔ کہ چھوٹے سے پرندے کے لیے اپنا گھر ہی چھوڑ دیا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سردیوں میں ایک دفعہ تہجد کی نماز کے لیے اٹھے، جب تہجد کی نماز پڑھ کر واپس بستر میں جانے کا ارادہ فرمایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بلی ان کے بستر میں چھپی بیٹھی ہے۔ واپس مصلے پر آگئے اور باقی رات مصلے پر گزار دی۔ کہ اللہ کی مخلوق کو تکلیف نہ پہنچے۔

مشہور واقعہ ہے ایک فاحشہ عورت کا کہ اس نے راستہ میں ایک پیاسے کتے کو اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر اپنی جوتی کے ذریعے سے کنویں میں سے پانی نکال کر پلایا تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کے تمام گناہ بخش دیے بلکہ اس کو ولایت کا درجہ عطا فرمایا۔ یہ صلہ ہے ایک حیوان کی خدمت کرنے کا۔ اور اگر تو کسی مسلمان کو نفع پہنچائے تو اللہ تعالیٰ کیا کیا نہیں عطا فرمائے گا۔ اس لیے سب سے بڑا فرض خندہ پیشانی کے ساتھ دوسروں کی خدمت کرنا ہے۔ رواداری اختیار کرنا ہے۔ مخلوق کو معاف کر دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاق محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

مقام انسان

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده اما بعد فقد قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید، اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ صدق الله العظیم قال الله تعالی فی شان حبیبه مخبرا وّ امرا، ان الله و ملٰئكته یصلون علی النبی یا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً، الصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله، و علی اٰلك و اصحابك یا حبیب الله۔

بندہء پرور دگارم امت احمد نبی　دوست دارِ چار یارم تابع اولادِ علی

مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل　خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

☆☆☆

جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد　کوہ در رقص آمد و چالاک شد

ہر کہ را جامہ ز عشقِ چاک شد　اوز حرص و عیب کلی پاک شد

میرے دوستو بزرگو پیر بھائیو! سب تعریفیں اس ذات کیلئے جس نے ہمیں اس حیاتِ مستعار کے اندر ایک اور جمعہ اپنے گھر کیمپ میں پڑھنے کی توفیق مرحمت فرمائی (بڑی مسجد میں پہلے جمعہ کی مناسبت سے اعلان ارشاد فرمایا) جو پیر بھائی یہاں رہتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ پانچ وقت باجماعت نماز کا خصوصی خیال رکھیں دو آدمی ہوں تب بھی نماز باجماعت ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ بندوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

حق ترا گر دہد ہدایت دین بندہ را اجتہاد باید کرد

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو تا ابد الآباد قائم دائم رکھے۔ اور ذکر و فکر کا یہ مرکز بنے اور اس میں میرے آقا مدینے والی سرکار کی تعریف و توصیف ہو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

میں نے قرآن پاک کی ایک مختصر آیت مبارکہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا اللہ کریم نے اپنی لاریب کتاب کے اندر ارشاد فرمایا وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ خالق کائنات مالک موجودات فرماتا ہے عزت بنی آدم کو دی کرامت کا تاج ابوالبشر کے سر پر سجایا۔ فرمایا ہم نے عزت دی ہے۔ کس کو دی ہے؟ انسان کو عزت دی ہے۔ سبھی سے جدا اور سبھی سے زیادہ عطا فرمائی ہے مقام غور ہے کہ وہ کون سی عزت ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کو دی ہے۔ وہ کونسی بزرگی اور بڑائی ہے جو اللہ نے انسان کو عطا فرمائی ہے پھر دیکھنا ہے کہ اس عزت اس مقام اور تعظیم و توقیر کے باعث اللہ رب العزت نے تمام موجودات کا اس کو سردار بنایا۔ معلم انسانیت فخر موجودات بنایا۔ بزرگی اور عزت کیا چیز ہے؟ فرمایا ہر شے کی تخلیق فرمائی۔ چرند پرند زمین و آسمان، ہر شے کی تخلیق لفظ کن سے فرمائی۔ لیکن صرف انسان کی تخلیق لفظ کن سے وابستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کُنْ" سب کچھ بن گیا۔ قرآن کو دیکھیں لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ (سورہ ص ۷۵) میں نے انسان کو دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ پہلی بات یہ ہے کہ سارے جہاں کو مالک ارض و سموٰت نے لفظ کن سے پید فرمایا۔ لیکن صرف انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا فرمایا لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ۔

Marfat.com

مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ کے متعدد معنی کیے ہیں۔ فرماتے ہیں ان دو ہاتھوں سے مراد جلال اور جمال ہے۔ یعنی حضرت انسان اللہ رب العزت کے جلال اور جمال کا مظہر اتم ہے۔

بعض مفسرین نے دونوں ہاتھوں سے مراد لیا ہے، شان تشبیہ۔ شان تنزیہہ، انسان شان تشبیہ اور شان تنزیہ کا مظہر اتم ہے۔ یعنی جو جسم ہے انسان کا یہ شان تشبیہ کا مظہر ہے۔ تشبیہ کہتے ہیں مثال کو تمثیل کو۔ یعنی انسان کا یہ جو وجود ہے یہ شان تشبیہ کا مظہر ہے۔ اور اس کے وجود کے اندر ایک راز ہے ایک سر ہے۔ اور جو انسان کی روح ہے یہ شان تنزیہہ کا مظہر ہے۔ تنزیہہ کہتے ہیں بے عیب کو یعنی جس میں عیب نہیں ہے فرمایا قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی اور روح اللہ کا امر ہے یعنی حضرت انسان شان تشبیہ اور شان تنزیہ کا مظہر ہے۔

اللہ رب العزت نے اس کی تخلیق اپنے دونوں ہاتھوں سے فرمائی ہے۔ اس کو اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا۔ تخلیق کا باعث اپنی عبادت تھا۔ اور عرفان تھا۔ فرمایا کُنْتُ کَنزاً مَخفِیًا میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا فَاَحْبَبْتُ پس میں نے پسند کیا اَنْ اُعْرَف کہ میں پہچانا جاؤں۔ کوئی میرا عاشق ہو، کوئی میری محبت کا مدعی ہو، کوئی میرے پیچھے جہاں سے رشتہ منقطع کرے۔ میرا ہو کر رہے اور میرا ہو کر بلایا جائے۔ بلکہ فرمایا اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی تفسیر ہو جائے۔ اس کی نماز اس کی قربانی اس کا جینا اس کا مرنا میرے لیے ہو جائے۔ بلکہ فرمایا الحب للہ و البغض للہ جس کے ساتھ رہے میری وجہ سے رہے اور جس کے ساتھ بغض رکھے

Marfat.com

میری وجہ سے رکھے۔ میری وجہ سے لوگوں کے ساتھ پیار کرے اور میری وجہ سے ہی لوگوں سے عداوت کرے اس عرفان کے لیے فَخَلَقْتُ الْخَلْق پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ اِنِّی جَاعِلٌ" فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃ ، پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے طرف روئے سخن کر کے فرمایا میں ایک نائب تخلیق کرنے والا ہوں تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ نائب کس کو کہتے ہیں۔ نائب خلیفہ کو کہتے ہیں۔ یعنی جو احکام اور عوامل کے اجراء میں اصل کا نائب ہو اس کو خلیفہ کہتے ہیں۔ اس زمین کے اوپر جو احکام و عوامل کے اندر نائب ہے وہ حضرت انسان ہے۔ مسائل بڑے غور سے سننا اور سمجھنا۔ ہماری تخلیق کا مقصد کیا ہے ہم کیوں دنیا پر آئے؟ ہماری زندگی دوستو جانوروں کی طرح ہوگئی ہے جانور کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں اور بچے بھی پیدا کرتے ہیں۔ ہم بھی کھاتے پیتے اور بچے پیدا کرتے ہیں تجھے اس لیے تو پیدا نہیں فرمایا۔ یہ سارا جہان مالک نے تیرے لیے بنایا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جانور پیدا کیے تیری وفا کے واسطے ❊ چاند، سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے ❊ سب جہاں تیرے لئے ہے تو خدا کے واسطے

یہ سارا پسارا مالک نے تیرے لیے کیا، تجھے اس نے اپنے لیے منتخب کیا ہے

۔ اللہ رب العزت نے اعلان فرمایا ہے، قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ (سورہ بقرہ پ ا) فرشتوں نے اپنے رب کو کیا کہا؟ انہوں نے کہا تو اس کو نہ بنا یہ جہان پر فساد کرے گا۔ ویسفک الدماء، خون ریزیاں کرے گا

Marfat.com

قتل و غارت کرے گا۔ دیکھ لو آج بندے کہتے ہیں کہ نبی کو علم غیب نہیں ہے۔ بندہ مومن کی شان وراء الوریٰ ہے فرشتے کو غائب کا علم ہے کیا نبی کو غیب علم نہیں ہے۔ بلکہ انسان تو مسجود ملائکہ ہے۔ تُو اسی باپ کا بیٹا ہے جسے فرشتے سجدہ کرتے تھے۔ وہ غیب رکھتے ہیں تجھے علم غیب نہیں ہو سکتا۔ اپنے دل کے اندر لیاقت پیدا کر اپنے دل کو صاف کر۔ یہ دنیا کی محبتیں اور گرد و غبار اس وقت تیرے دل سے اٹھ جائیں گے۔ کسی مرد کامل سے اس بند کتاب کے اوراق کھلوا لے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ جو اللہ کے نور سے دیکھے پھر اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ جنہوں نے نور کے ساتھ دیکھا وہ بغداد کے اندر بیٹھ کر فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ التِّصَالِیْ

میں نے اللہ کی زمین و آسمان کی طرف دیکھا مجھے اس طرح معلوم ہوا جس طرح ہتھیلی پر رائی کا دانہ ہوتا ہے۔ کیا مقام ہے؟ دیکھو اللہ رب العزت نے تیری تخلیق کس چیز سے فرمائی۔ اس پہچان کے لیے فرمائی۔ تیرے باپ کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور انہیں علم غیب ہے، تیری وہاں شکایت کر رہے ہیں۔ یا اللہ اسے پیدا نہ کرنا۔ اللہ نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ فرشتوں نے کہا یا اللہ یہ قتل و غارت کرے گا خون ریزیاں کرے گا اسے پیدا نہ کر ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں تیری حمد کرتے ہیں ہم نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اس بشر کی تخلیق مٹی سے کی گئی ہے۔ اللہ نے فرمایا فرشتو تمہاری نظر فسادیوں کی طرف ہے اور میری نظر ہے محمد کریمؐ کی طرف

Marfat.com

میری نظر ہے ابراہیم خلیل اللہ کی طرف، موسیٰ کلیم اللہ کی طرف۔ اور عیسیٰ روح اللہ کی طرف۔ انبیاء کرام کی طرف صدیقین کی طرف، میری نظر ہے صالحین کی طرف، میری نظر ہے اولیاء کرام کی طرف۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اس نے حضرت آدم ابوالبشر کو تمام علوم سے مالا مال فرمایا۔ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کیا مقام دیا۔ تو آج بھول گیا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے کیا عزتیں دیں۔ تجھے کس شان سے سرفراز فرمایا کسی اور کو سرفراز نہ فرمایا۔ تو زمین و آسمان میں اس کا خلیفہ بنا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا، اللہ نے ابوالبشر حضرت آدم تمام انسانوں کے باپ کو تمام علوم سے نوازا۔ خواہ وہ علوم ذاتی ہوں یا صفاتی۔ اللہ رب العزت نے بے شک ملائکہ کو بھی علوم عطا کیے ہیں۔ ملائکہ کے پاس بھی بہت سے علوم ہیں۔ اللہ کے چار مقرب فرشتے جن کے کام یہ ہیں۔ ۱۔حضرت جبرائیل کا یہ کام ہے کہ وہ مخلوق پر بذریعہ وحی بذریعہ صحیفے، بذریعہ کتاب اللہ کے احکام [illegible] تے ہیں اور ان کے عالم فاضل، محقق و مدبر ہیں۔ ۲۔میکائیل کا کیا کام ہے۔ خاکی و آبی جتنی اللہ کی مخلوق ہے سب کو رزق دینا اس کے ہاتھ میں ہے۔ جہاں بارش برسانی ہو۔ جہاں قحط ڈالنا ہو، جہان کی روزی اللہ نے اس کے ہاتھ میں دی ہے۔ وہ جہاں کا ورتارا ہے۔ اتنا علم رکھنے والا یہ میکائیل ہے۔ آگے عزرائیل کا علم دیکھ لو کہ جہاں کسی کی روح قبض کرنی ہو عزرائیل کے سامنے دنیا اس طرح ہے جس طرح ہتھیلی پر دانہ ہوتا ہے کسی کی موت فوت میں سیکنڈ کا فرق نہیں کرتا پوری دنیا اس کے سامنے اس طرح ہے جس طرح پلیٹ میں دانہ ہوتا ہے جہاں سے مرضی کرے روح قبض کر لیتا ہے اتنا علم اور پاور رکھتا ہے۔ ایک ان سب فرشتوں سے بڑا فرشتہ اسرافیل اللہ رب العزت نے اس

Marfat.com

کو ایک قرناء دی ہوئی ہے۔ وَنُفِخَ فِی الصُّوْر، جب وہ قرناء پھونکے گا زمین زمین نہیں رہے گی آسمان آسمان نہیں رہے گا۔ ہر شے ختم ہو جائے گی حتی کہ فرشتوں پر بھی ایک دفعہ موت آجائیگی۔ عزرائیل انسانوں کی روحیں قبض کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ بھی بنایا ہے جس نے عزرائیل کی روح قبض کرنی ہے۔ اور اس قرناء کے ساتھ ان کی زندگی ہوگی جس وقت اس قرناء نے ختم ہونا ہے انھوں نے بھی ختم ہو جانا ہے۔ لیکن اتنے علم کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عطا فرمائے ہیں فرمایا وعلم ادم الاسماء کلھا کسی کو کچھ دیا کسی کو کچھ دیا مگر اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ دیا اور اس کو کیا دیا۔ کل کا کل دے دیا۔ تمام علوم وفنون سے اس کو چاک و چوبند کیا۔ یہ انسان اللہ رب العزت کا شاگرد بنا۔ اس نے ڈائریکٹ بارگاہ صمدیت سے علوم حاصل کیے۔ وَعَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ پھر ملائکہ پر پیش فرما کر فرمایا اگر تم سچے ہو تو جواب دو۔ لیکن انہوں نے علی الاعلان کہا لا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا، تیرے علوم کے سامنے فرشتے عاجز ہیں۔ اس وقت اللہ رب العزت نے فرمایا تم نے میرے خلیفہ کے بارے میں جس کو میں نے عزت دی ہے جس کو میں نے اپنا خلیفہ بنایا ہے اس کی تعظیم وتکریم کرنے میں عذر پیش کیا لہذا یہ تمہارا استاد ہے۔ یہ تمہارا معلم ہے۔ لہذا اس کی تعظیم کرو۔ سب نے سجدہ کیا لیکن عزازیل نے نہ کیا اور کہا کہ مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں میں اس کی تعظیم کروں۔ لہذا مردود خلائق ٹھہرا راندہ درگاہ ہو گیا۔ بھول گیا انکار کر بیٹھا۔ یہ پتہ نہ چلا کہ سجدہ کس کو کرایا جا رہا ہے۔ روح اول وآخر ظاہر وباطن ہے نہ کہ اس فانی جسم کو کرایا جا رہا تھا۔ فرمایا اے فرشتو

Marfat.com

میرے خلیفہ کو سجدہ کرنا، کب؟ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ جس وقت اس میں میری روح پھونکی جائے۔ درحقیقت وہ تعظیم میری ہے اس کی نہیں۔ اللہ کے واسطے تعظیم کی جارہی ہے۔ تمام نے اس کو سجدہ کر کے مراتب حاصل کیے لیکن اس نے سجدہ نہ کیا بھول گیا، انکار کر بیٹھا۔ آج جو کوئی صبح اٹھتا ہے تو یہی پڑھتا ہے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ یعنی علم حضرت انسان کا جس نے چیلنج کیا اور پہلا بندہ جس نے حضرت آدمؑ کی تعظیم نہ کی اور اس کے مقام کو نہ سمجھا وہ شیطن بنا۔ جس نے آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کی اس نے درجات علویہ حاصل کیے اور جس نے تعظیم نہ کی وہ اسی صف میں شامل ہوگیا۔ جس میں اسکا استاد شامل ہوا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر نبودِ ذاتِ حق اندر وجود آب و گِل راکے کند ملکاں سجود

فرمایا اگر اس مٹی کے پتلے میں وہ ذات حق جلوہ گر نہ ہوتی تو اس مٹی کو فرشتوں نے کیا سجدہ کرنا تھا شیطان بھول گیا۔

گیا ابلیس مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے سے اگر لاکھوں برس سجدوں میں سر مارا تو کیا مارا

بلکہ حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ شاہ قلندر کیا خوب فرماتے ہیں۔

جمالت بود اندر روئے آدم کہ می بودش شرف بر جملہ عالم

آدم کے چہرے کے اوپر اے محبوب تیرا جمال با کمال تھا کہ اس عالم کو سرفراز فرمایا۔

اگر ایں نکتہ دانستِ عزازیل ہزاراں سجدے آور دے دما دم

فرمایا شیطان بھول حضرت انسان کامل کی حقیقت سے ناآشنا رہا۔ یہ نہ سمجھا کہ،

اوہو یار کلو کڑی رات والا اج ولیس وٹا کے وت آیا

اگر اسی حقیقت کو پالیتا یہ راز اس پر آشکارا ہو جاتا تو ایک سجدہ تو کجا فرمایا

Marfat.com

ہزاروں سجدے آوردے دمادم، ہزاروں سجدے کرتا۔ سجدے سے سر نہ اٹھاتا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ یہ اللہ کی عزت ہے جو انسان کو عطا فرمائی۔ فرمایا تبارک اللّٰہُ احسنُ الخالقین برکت والا وہ رب ہے جس نے حسین مخلوق تخلیق فرمائی۔ جس نے حسین مخلوق بنائی۔ ہر مصور جب تصویر کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے وہ تصویر اس کے آئینہ دماغ پر نمودار ہوتی ہے۔ جب تک وہ تصویر، وہ تشبیہ اس کے آئینہ دماغ میں جلوہ گر نہ ہو اس وقت تک اس کا وجود میں آنا ناممکن ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ۔ سو اس کا نقشہ بہترین نقشہ پر رکھا گیا۔ سورۃ والتین اٹھا کر دیکھ لو اللہ نے چار قسمیں اٹھائیں فرمایا وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ، اس کو کیا ضرورت تھی قسمیں اٹھانے کی۔ یہ تیرا مقام اور تیری عزت ہے۔ جو تیرا رب تجھے دے رہا ہے فرمایا، لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ انسان کو میں نے سب سے خوبصورت بنایا۔

پھر فرمایا ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اسفل نیچی اور گندی جگہ کو کہتے ہیں یعنی پھر ہم نے اس کو گندے کنویں میں پھینک دیا۔ یعنی یہ دنیا گندے کنویں کی مانند ہے۔ اس گندے کنویں میں خود پھینک دیا کس لیے؟ اپنا آپ جاننے کے لیے۔ پھر فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مگر وہ لوگ جو مجھ پر ایمان لائیں محبت کا دم بھریں، وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ "اور اچھے عمل کریں میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کون اس جگہ پر رہ کر بھی میری محبت کا دم بھرتا ہے۔ بالفرض ہمارے پاس ایک رومال ہو اسے ہم گندی نالی میں پھینک دیں تو اس کے ساتھ گندگی کا لگنا عین فطرت ہے۔

Marfat.com

کیونکہ اسے پھینکا جو گندگی میں گیا ہے۔ اس لیے اے انسان تیرے ساتھ گندگی کا لگ جانا عین فطرت ہے چونکہ تمہیں پھینکا جو اس گندگی میں گیا ہے۔ مگر منشاء ایزدی یہ ہے کہ خواہ یہ دنیا تمہارے دائیں بائیں موجود ہو، تیرے ہاتھوں اور جیبوں میں موجود ہو مگر تو مجھ سے غافل نہ رہے۔ ہر حال میں اپنی اصلاح کا طالب رہے۔ یہ نفس ہزار بہانوں سے تجھے بھٹکانے کی کوشش کرے مگر تیرے لیے خیر اسی میں ہے کہ تو مجھ سے غافل نہ رہے۔ فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ انسان کو میں نے سب سے خوبصورت بنایا۔ مالک سے ادب کے ساتھ پوچھیں اے میرے رب تو نے فرمایا ہے کہ میں نے اسے خوبصورت بنایا اور اس کی حسین تخلیق فرمائی۔ مصور ازلی کا یہ شاہکار احسن تقویم ہے۔ صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ سوہنے نقشے پر اس نقاش ازلی نے رکھا۔ یا اللہ وہ کون سا نقشہ تھا جس کے اوپر تو نے اسے بنایا۔ مسلم شریف کی حدیث ہے سیدنا ابو ہریرہؓ نے روایت فرمایا اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ، اللہ رب العزت نے فرمایا کسی کو کسی صورت پہ بنایا کسی کو کسی نقشہ پر بنایا لیکن ابوالبشر کو میں نے اپنی صورت پر بنایا۔ اس کی صورت میری صورت ہے

لقد کرمنا بنی آدم پھر اس سے آگے کمال کیا ہے

جب صورت اللہ پہ صورت آدم زیادہ اس سے جمال کیا ہے

پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں۔

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں بے صورت ظاہر صورت تھیں

بے رنگ دسے اس مورت تھیں وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

فرمایا اس کو میں نے اپنی صورت پر بنایا۔ یہ میرا مظہر اتم ہے اور حقیقت حال

Marfat.com

یہ ہے کہ انسان چونکہ عکس رحمٰن ہے خلیفۃ الرحمٰن ہے۔ یہ بھی بے مثل اور بے مثال ہے۔ ہر انسان اپنی شان میں بے مثل و بے مثال ہے۔ اور اللہ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کی ایک دلیل ہے وہ رب خود بے مثل بے مثال ہے اس کے خلیفہ کی بھلا مثال ہوسکتی ہے؟ وہ آپ بے مثل ہو اور اس کے خلیفہ کی لاکھوں مثالیں ہوں یہ نہیں ہوسکتا۔ فرمایا اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰةُ الرَّحْمٰنِ انسان آئینہ رحمٰن ہے۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ ”انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔ یعنی اللہ کا راز بھی بے مثل ہے۔ ہر بندے کی شکل وصورت علیحدہ ہوتی ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلاں فلاں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن اصل نہیں کہا جاسکتا۔ ہر سچا بنا کر توڑ دیا۔ فرمایا میں رحمٰن بے مثل بے مثال ہوں اور یہ انسان میرا خلیفہ اس کی مثال کیوں ہو۔

مظہر تام غیر انساں نیست کہ ہمہ کون را مسخر کر

مظہر کامل سوائے انسان کے اور کوئی نہیں۔ یہ زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد۔ حضرت انسان کی شان ہے۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اس کا عنوان ہے۔ اس کی شان لاریب ہے۔ اس کا عنوان بھی لاریب ہے۔ بلکہ فرمایا وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ، کامل معیت کا بیان ہے اور اس کی معیت بھی بے مثل بے مثال ہے فر وَمَا ظَھَرْتُ کَظُھُوْرِیْ فِی الْاِنْسَانِ۔ حدیث قدسی ہے۔ حضرت مولانا جلوآنوی نے تحقیق العارفین کے اندر نقل فرمائی ہے۔ اللہ نے فرمایا: اتنا کسی اور شے سے ظاہر نہ ہوا جتنا میں حضرت انسان کامل سے ہوا۔ یعنی مظہر کامل حضرت انسان ہے اللہ رب العزت کا مظہر اتم ہے۔ قرآن مجید اٹھا کر دیکھو آ

Marfat.com

درخت سے آواز آ رہی ہے۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ، اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں۔ اگر درخت سے اللہ رب العزت ظاہر ہو سکتا ہے کیا نیک بخت انسان سے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ ایک طرف لفظ کن کی تخلیق ہے ایک طرف لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اس کے دو ہاتھوں کی تخلیق ہے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فرمایا

روا باشد انا اللہ از درختے چرا نبود روا از نیک بختے

اپنے آپ کو کم سے کم چیز تصور مت کر۔ تیری تخلیق مالک نے اپنی معرفت کے لیے کی۔ اللہ نے تجھے اپنے عرفان کے لیے پیدا کیا تو حقیقت میں اعلیٰ سے اعلیٰ چیز ہے۔ اور تو اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف راغب ہے۔

حضرت علیؓ کی خدمت میں آپ کے بیٹے حاضر ہوئے۔ امام حسن عرض کرنے لگے بابا مجھے تعلیم فرماؤ۔ مرآۃ العارفین کے اندر آپ نے اپنے بیٹے کی کیا خوب تعلیم فرمائی ہے۔ فرمایا، یَا وَلَدِیْ فِکْرُکَ فِیْکَ یَکْفِیْکَ دَائُکَ فِیْکَ لَیْسَ شَیْءٌ خَارِجًا مِنْکَ اَنْتَ اُمُّ الْکِتَابِ یَا وَلَدِیْ اَنْتَ جِسْمٌ صَغِیْرٌ وَ مِنْکَ عَالَمٌ اکبر۔ اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لیے کافی ہے، تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں ہے کوئی چیز باہر نہیں، تجھ سے تو ام الکتاب ہے اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بہت بڑا جہان ہے۔

جو نظر آتا ہے تجھ کو اے پسر تو ئی ہے لیکن ہے اعمیٰ سر بسر

اے میرے بیٹے اگر تو اللہ کا دیدار حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنے اندر فکر کر، تیرا دوست تیرا غیر نہیں ہے۔ تیرا محبوب تجھ سے علیحدہ نہیں ہے۔ وَفِی

Marfat.com

اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔

بلّھا شوہ اساں تھیں وکھ ناہیں بن شوہ تھیں دوجھا ککھ ناہیں
پر ویکھن والی اکھ ناہیں تاہیں جان پئی دکھ سہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

تیرادوست تیراغیرنہیں ہے۔نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔مولانا روم فرماتے ہیں۔

نحن اقرب گفت من حبل الورید تو فگندی تیر فکرت را بعید

تیرادوست کہتا ہے میں تیری جان سے بھی زیادہ قریب ہوں تو اپنے فکر کے تیر کو کیوں دور پھینکتا ہے۔فرمایا اے بیٹے تیرارب تیرے اندر ہے۔اگر اسے دیکھنا چاہتا ہے تو اپنے من کو دیکھ۔فرمایا قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ۔دیکھ عین شہ رگ کے جھروکوں میں سے کون بول رہا ہے۔یہ تخت نشین کون سی ذات بابرکات ہے۔فرمایا تیرا وجود صرف بیماریوں کا گھر نہیں اس کی دوا بھی تیرے اندر موجود ہے۔بات صرف تریاق ڈھونڈنے کی ہے اور یہ تریاق ایسے نہیں مل سکتا،بس کسی سے اس کا پوچھنا پڑتا ہے اگر تو کسی کامل حکیم کے پاس پہنچ جائے تو وہ تیرے اندر کی بیماریاں تیرے اپنے وجود کے دفاعی نظام سے ختم کردے گا۔جب تو کسی کامل پیر کے پاس پہنچ جائے تو وہ تجھے نفس کشی کا راستہ بتادے گا نفی اثبات کا میٹھا شربت پلادے گا۔کہ یاد یار سانس کے ساتھ جاری رہے۔حدیث شریف میں ہے ”اَلْاِیْمَانُ ذَوْقٌ وَشَوْقٌ“ وَاَنَا فِیْہِ غَرَقٌ“۔ایمان نام ہے ذوق وشوق کا اور مجھ میں غرق ہو جانے کا۔بلکہ ہمارے اسلاف کا فرمان ہے اگر یاد دوست کے بغیر ایک سانس بھی

Marfat.com

نکلے تو وہ حرام ہے۔

حضور منگانوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے کسی پیر بھائی نے پوچھا کہ اس آیت شریف کی تفسیر کیا ہے "اللہ تعالیٰ ذرہ ذرہ کا حساب لے گا" فرمایا اس کی عالمانہ تفسیر کروں یا درویشانہ، فرمایا پائی پائی (ذرہ ذرہ) سے مراد سانس ہے تم ایک دن میں چوبیس ہزار 24000 سانس لیتے ہو۔ اس ایک ایک سانس کا حساب ہوگا کہ یہ سانس تم نے میری یاد کے ساتھ لیا تھا یا میری یاد کے بغیر لیا تھا۔

حضرت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ (قطب الاقطاب پیر مکلوی کے دادا پیر) کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک لقمہ منہ میں ڈال کر نکال دیا۔ کسی نے پوچھا کیا وجہ ہے۔ کیا کھانے میں کوئی نقص تھا۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ لقمہ اس کے ذکر کے بغیر میرے جسم میں داخل ہونے والا تھا۔ پھر فرمایا اَنْتَ الْكِتَابُ الْمُبِيْنُ الَّذِيْ بِاَحْرُفِهٖ يَظْهَرُ الْمُظْهَر فرمایا تو ایک جامع کتاب ہے تیرے اندر مالک نے کتاب مبین رکھی اس کے بند اوراق کسی مرد کامل سے کھلوا لے۔ یہ جب اپنا علم تیرے اوپر ظاہر کرے گی تو پھر عرش سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک اور سدرۃ المنتہیٰ سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی بھی چیز تجھ سے چھپی نہیں رہے گی۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے   تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

ان دنیاوی محبتوں کو اپنے دل کی تختی سے مٹا دے۔ جس وقت ہٹا دے گا اس وقت مالک فیوض و برکات کی بارش کر دے گا۔

خواہم کہ بیخ صحبت اغیار بر کنم   در باغ دل رہا نکنم جز نہال دوست

اپنے دل کے اندر غیروں کی محبت اور صحبت کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

نیست و نابود کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے دل کی کیاری میں سوائے یار کی محبت کے اور اس کے عرفان اور عشق کے بغیر ہر چیز ختم کرنا چاہتا ہوں۔ وہی پودا لگانا چاہتا ہوں۔ وہی پودے رہیں جس پر یار کی محبت ہے۔ مالک نے یہ دل اپنی محبت کے لیے بنایا ہے۔ یہ مقام یار ہے نہ کہ مقام اغیار ہے۔ اس دل کو یار نے اپنی معرفت کے لیے بنایا ہے۔

جس وقت اللہ رب العزت نے انسان کی تخلیق فرمائی حضرت آدمؑ کا جسم بنایا جا رہا تھا شیطان معائنہ کرنے کے لیے آیا۔ اس وقت معلم الملکوت تھا اس کو معلوم تھا فرشتوں نے اللہ کے ساتھ بہت جھگڑا کیا۔ بڑے دلائل دیئے ہیں لیکن اللہ سب سے بڑھ کر اپنا خلیفہ بنا رہا ہے۔ دیکھ تو آؤں وہ کیا خلیفہ ہے۔ آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے اس کے شاگرد تھے۔ وہ حضرت آدمؑ کے جسم کو دیکھے اور ہنسے۔ فرشتوں نے کہا کہ استاد جی کیوں ہنسے ہو۔ شیطان نے کہا کہ اللہ نے سب سے بڑھ کر شے بنائی ہے پر کسی کام کی نہیں ہے۔ اس وجود کے ساتھ تو سوراخ ہیں۔ اس وجود کے ساتھ تو سو طرح کی چیزیں وابستہ ہیں۔ اگر اس کو روٹی نہیں ملے گی تو بھوک سے مر جائے گا۔ اگر پانی نہیں ملے گا تو پیاس سے مر جائیگا۔ دورہ کرتے کرتے جس وقت دل پر پہنچا تو وہاں جا کر رک گیا۔ ٹھٹھک گیا گھبرا گیا۔ فرشتوں نے پوچھا کیوں پریشان ہو کہنے لگا یہ جو کوٹھڑی جس کو کوئی راستہ نہیں جاتا معلوم ہوتا ہے یہی پورے وجود کا کنٹرول روم ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے انوار و اسرار کا مخزن بھی اسی کو بنایا ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔

خدا کا گھر ہے یہ اس کو نہ بھر عشقِ مجازی سے
کہ جو ناپاک کر دے پاک کو، وہ ہے کمینوں میں

Marfat.com

نہ یوں لیلیٰ وشوں کی عارضی خوبی پہ مجنوں بن
تجھے اوروں سے کیا تو آپ ہے محمل نشینوں میں

اپنے دل کو صاف کر لے اور اس کے اوپر جو انا، تکبر، حرص اور ہوس کی میل ہے کسی مرد کامل کے پاس جا کر صاف کرا لے۔ وہ جب اسم ذات کا پانی لگائے گا تو یہ صاف ہو جائے گا۔ سائیں شیر پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دل وی ہکو تے یار وی ہکو وت غیر تے دل ٹکا ناہیں
اکھیں بنیاں یار دے ویکھنے نوں پھر در جھاتیاں پا ناہیں
بنے گوشش آہن ہوش یار دے نوں ہور غیر آواز سنا ناہیں
قطب شاہ نگاہ دل یار ہووے بن اکم کوئی دم بھلاناہیں

یہ دل اللہ نے اپنی محبت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ حضرت سید سردار علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ر: محبت یار دا حصہ توہیں لائی چار چوفیرے زوف ہے تیرے
دل وچہ غیر ٹکانا کیتا جتھے آہن یار دے ڈیرے زوف ہے تیرے
آہیں محرم تے بن گیوں مجرم ایہہ سمجھ تیری دا پھیرا ے زوف ہے تیرے
سردار علی ہے دل وچہ دلبر بھل وہنا ایں پرے پریرے زوف ہے تیرے

کبھی تو فرشتے تجھے سجدہ کر رہے ہیں، کبھی تو خلیفۃ اللہ ہے لیکن آج مالک سے غافل ہوا تو مجرم بن گیا۔ حضرت علی فرماتے ہیں "وَتَزْعَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ" "وَفِيْكَ الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ" اے بیٹے اپنے وجود کو ادنیٰ سے ادنیٰ چیز مت تصور کر۔ اپنے آپ کو کمزور مت تصور کر حالانکہ تیرے اندر تو عالم اکبر موجود ہے۔

Marfat.com

ایک دفعہ شیخ الاسلام حضرت قمر الدین سیالوی اور حضور قبلہ عالم منگانوی اکٹھے ہوئے تو شیخ الاسلام نے دل کی وسعت کے بارے میں پوچھا۔ سرکار نے فرمایا کہ آپ بڑے ہیں آپ خود ہی اس کی تشریح کریں۔ مگر انہوں نے اصرار کیا کہ میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ تو میری سرکار محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دل اتنا وسیع و عریض میدان ہے کہ اگر اس میں چودہ طبق اور قیامت تک آنے والی ہر چیز عرش و کرسی سمیت ڈال دی جائے تو پھر ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی۔ اس لیے کہ خود خدا نے فرمایا ہے کہ میں صرف بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔ جس چیز میں خدا سما سکتا ہے اس کی وسعت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ وہ خدا جو نہ آسمان کے فاصلوں میں سماتا ہے، نہ زمین کی وسعتوں میں سما سکتا ہے، وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، ہر شے کو تو اس کی کرسی نے گھیرا ہوا ہے لیکن وہ فرماتا ہے فِی قَلْبِ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔ تفسیر والوں نے یہ حدیث نقل کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَسَعُنِی اَرْضِی وَلَا سَمَائِی، اے میرے بندے میں زمین کے فاصلوں میں نہیں سما سکتا اور نہ آسمان کی وسعتوں میں وَلٰکِنْ یَسَعُنِی فِی قَلْبِ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ، بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ مہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگن تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو سوئی رب حق پچھانے ہو

Marfat.com

اسی دل کی پہچان کر لے کہ یہ تیرا دل کیا شے ہے۔تو مالک کا عرفان حاصل کر لے گا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (کیمیائے سعادت امام غزالی، تفسیر عرائس البیان) اور یہ علم یہ چیزیں فقیروں کی خدمت سے حاصل ہوتی ہیں اللہ رب العزت کے بندوں کے پاس جائیں تو حاصل ہوتی ہیں۔ یہ علم، یہ مقام، یہ مرتبہ اللہ کے بندوں کے قدموں کی مٹی کو سر پر رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ایسا علم ہے اور یہ نبی امی کے علم کا حصہ ہے۔ یہ نبی امی کے علم کا فیض ہے۔ جو سینہ بسینہ آ رہا ہے۔

ہمارے حضرت صاحب سید سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ بظاہر سکول نہیں پڑھے ہوئے تھے۔لوگوں نے کہا جناب آپ نے اتنی کتابیں لکھی ہیں لیکن آپ سکول تو گئے نہیں۔آپ نے فرمایا میں نے یہ علم اپنے نانا نبی امی کے علم سے حاصل کیا ہے۔ ان کا یہ فیضان ہے۔علم کیا ہے؟علم کا معنی لغت کے اندر ہے جاننا اور کس کو جاننا؟ یار کو جاننا۔یار کا عرفان حاصل ہو جانا۔فرمایا فاَحْبَبْتُ ان عُرِفَ مجھے محبت ہوئی کہ کوئی مجھے جاننے والا ہوتا۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں، وما خلقت الجن والانس الالیعبدونؕ اللہ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔آپ تفسیر فرماتے ہوئے کہتے ہیں، درحقیقت لیعبدون سے مراد لیعرفون ہے۔اللہ نے جنوں اور انسانوں کو کس لیے پیدا فرمایا؟ اپنی معرفت کے لیے پیدا فرمایا۔جنہیں یار کا تعارف حاصل ہوا۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاکِ مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیست

Marfat.com

جنہوں نے جانا حسن آئے تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بن گئے حبش سے بلال آئے تو سیدنا بلال بن گئے روم سے صہیب آئے تو سیدنا صہیب بن گئے۔ اس جہاں کا مرکز ومحور کیا ہے مکہ ہے۔ وہاں کا رہنے والا جاہلوں کا باپ بن گیا۔ علم یار کے جاننے کا نام ہے وہ قوم جو پستی وگمراہی کے گڑھے میں تھی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ سرکار کو جانا تو۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردے کو مسیحا کر دیا

جو خود راہ پر نہ تھے اوروں کے رہبر بن گئے۔ جو خود مردہ تھے اب جہان کے مردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں۔ کب؟ جب یار کو جانا۔ تعظیم کی، یار کی معرفت حاصل کی، یار کو جانا کوئی صدیق اکبرؓ بن کے جا رہا ہے کوئی عمر فاروق بن کے جا رہا ہے۔ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَنطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ (مشکوٰۃ) اللہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ عثمان ذوالنورین بن کے جا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان سے اللہ بھی حیا کرتا ہے۔ آدمؑ سے لے کر نبی تک کسی بشر کو یہ مقام سوائے عثمان کے حاصل نہ ہوا۔ کہ اس کے گھر نبی کی دو بیٹیاں ہوں۔ اتنے مقامات اللہ نے انہیں عطا فرمائے۔ کوئی حیدر کرار بن کے چلا گیا۔ جنہوں نے یار کو نہ پہچانا، نا آشنا رہے۔ بے شک مکے میں اس سے بڑا دانا کوئی نہیں تھا۔ ابوالحکم تھا۔ سرکار نے فرمایا یہ ابوجہل ہے۔ یہ جاہلوں کا باپ ہے۔ آج بھی جو یار کا عرفان حاصل کرتا ہے وہ مراتب علویہ حاصل کرتا ہے۔ اگر یار کی معرفت نصیب نہ ہوئی تو وہی ابوجہل رہ گیا۔

Marfat.com

حضرت انسان کامل کا مقام دیکھ! عمر فاروق کا پیغام گیا: رکا ہوا دریا اس طرح چلا کہ آج تک رکنے کا نام نہیں لیا۔ تو بھی انسان ہے کہ مچھر اور مکھی سے بھی کمزور ہے۔ مچھر و مکھی لڑی تجھے ہیضہ اور ملیریا ہوا۔ مر گیا۔ کبھی سوچ اللہ تعالیٰ نے تجھے کیا مراتب عطا کیے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی معرفت کی توفیق عطا فرمائے تو سمجھے کہ تو کیا چیز ہے۔

اسے خاکی پتلا سمجھنا نہ تم یہ مٹی کی مورت بڑی چیز ہے

حضرت امیر المومنین سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں جب فتوحات اسلام بہت زیادہ پھیلنے لگیں۔ تو یہودی بادشاہ بڑے پریشان ہوئے، انہوں نے سوچا کہ جب تک عمر زندہ ہے فتوحات رک نہیں سکتیں اس لیے انہوں نے اپنے ماہرین طبیعات سے ایک سریع الاثر زہر تیار کروایا جس کا ایک قطرہ انسان کی جان لینے کے لیے کافی تھا۔ ایک جاسوس کو وہ زہر دے کر بھیجا گیا کہ عمر کو کسی طریقے سے ایک قطرہ بھی پلا دیا جائے تو ہماری نجات ہو جائے گی۔ اسلامی فتوحات رک جائیں گی۔

مگر جب وہ مدینہ پاک پہنچا حضرت عمر نے اس کو اپنے نور بصیرت سے پہچان لیا۔ اس کو جب حضرت سیدنا عمرؓ نے بلایا تو کانپتا ہوا آیا عرض کیا فلاں بادشاہ یہود نے آپ کو پلانے کے لیے زہر دیا ہے۔ تاکہ آپ کی زندگی ختم ہو جائے اور اسلامی فتوحات کا سلسلہ رک جائے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

سرکار حضرت عمرؓ نے زہر کی ڈبیا لی اور تمام کی تمام پی لی اور کہا کہ تم کیا سمجھتے

Marfat.com

ہو، ہماری زندگیاں ان دنیاوی زہروں کی مرہون منت ہیں؟ نہیں، بلکہ ہم کسی کی محبت والفت کے اسیر ہیں۔ ہم اس کی رضا پر راضی ہیں۔ مومن فقط احکامات خداوندی کا پابند ہوتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں معرفت حق کی توفیق عطا فرمائے)

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شیر کا بچہ کسی چرواہے کو مل گیا تو اس نے اسے بکریوں میں لا کر چھوڑ دیا۔ انہی کے ساتھ چرنے لگا۔ اور اپنے آپ کو بھی ایک کمزور وناتواں بکری سمجھنے لگا۔ ایک دن کسی شیر نے اس ریوڑ پر حملہ کیا تو شیر کا بچہ بھی بکریوں کے ساتھ بھاگنے لگا شیر نے دیکھا کہ میری نسل کا ایک فرد بکریوں کے ساتھ ڈر کر بھاگ رہا ہے۔ وہ حیران و پریشان ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ یہ بکریوں میں کیسے مل جل گیا۔ بکریاں تو ہماری خوراک ہیں۔ اس کو چاہیے تھا کہ انہیں چیر پھاڑ کر کھاتا یہ کیسے ان کے ساتھ بھاگ رہا ہے۔ اس نے تمام بکریوں کو چھوڑ کر اسی شیر کے بچے کو پکڑ لیا۔ وہ شیر کا بچہ منت سماجت کرنے لگ گیا کہ میں کمزور بکری ہوں۔ تو جنگل کا بادشاہ ہے۔ اے بادشاہ سلامت مجھے معاف کر دو مجھے مت مارو۔ رونا دھونا شروع کر دیا۔

شیر نے اسے کہا کہ تو شیر کا بچہ ہے یہ کیا ماجرا ہے۔ تو کیوں بکریوں میں پھر رہا ہے۔ اس نے کہا نہیں بادشاہ سلامت میں تو ایک کمزور سی بکری ہوں۔ مجھ پر مہربانی فرمائیں۔ شیر اس کو پکڑ کر پانی کے تالاب پر لے گیا۔ اسے کہا کہ تو اپنی صورت دیکھ کہ تو کیا ہے۔ جب اس نے اپنی صورت دیکھی تو انگڑائی لی۔ اور شیر سے پہلے انہی بکریوں کو شکار کرنے لگ گیا۔

اس لیے اے انسان! تو اپنی اصل سے ناآشنا ہے۔ تو اپنی شناسائی کے لیے

Marfat.com

کسی رہبر کو تلاش کر جو تجھے بتائے تیری اصل حقیقت کیا ہے۔ تو کسی ایسے پیر کامل کے پاس چلا جا جو تجھے نفی اثبات سکھا دے۔ پھر تجھے اپنے آپ میں ہر چیز نظر آنے لگ جائے گی۔ تو آئینہ جمال بن جائیگا۔ خدا کی پہچان بن جائے گا۔ لوگ تجھ سے خدا کا راستہ پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ جو اس جہاں میں میری پہچان بھول گیا اگلے جہان میں وہ اندھا ہوگا۔ دل کی آنکھ ہی اصل چیز ہے۔ اسی آنکھ سے تو خدا کو دیکھ سکتا ہے۔ انسان خدا کا مظہر اتم ہے۔ دیکھنے کی طاقت چاہیے۔

پیر کامل صورت ظلِ الٰہ

آنکہ دید پیر دید کبریا

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا مقام پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

بے ثباتی دنیا

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد فقد قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ؛ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْل'' صدق الله العظیم' قال الله تعالی فی شان حبیبه مخبرا وّ امراً! ان الله و ملٰئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما' الصلوة والسلام علیك یا رسول الله، و علی اٰلك و اصحابك یا حبیب الله۔

گر تا قیامت زندہ ای آخر فنا آخر فنا ور ہم چو ماہ و بندہ ای آخر فنا آخر فنا
نے شاہ ماند در جہاں نے ماہ اندر آسماں نے آسماں باید آماں آخر فنا آخر فنا
ہر دم خدارا یاد کن دل راز غم آزاد کن جاں را ہمیشہ شاد کن آخر فنا آخر فنا
آدم کجا حوا کجا آں دانہء گندم کجا آں دم کجا ایں دم کجا آخر فنا آخر فنا
کشتی کجا طوفاں کجا آں نوح کشتیاں کجا آں موجد عماں کجا آخر فنا آخر فنا
تختِ سلیماں ہاں کجا داؤد خوش الحاں کجا آں حشمت و آں شاں کجا آخر فنا آخر فنا
کو حشمتِ اسکندری بر خلقِ عالم سروری آں رفعت و بالا تری آخر فنا آخر فنا
اے دل تو با حق یار شو از غیر حق بیزار شو غفلت مکن ہشیار شو آخر فنا آخر فنا
بر دولت دنیا مبیں خود را مکن اندوہگیں گاہے چناں گاہے چنیں آخر فنا آخر فنا
کو سعدی شیریں بیاں کو حافظ غیب والسّاں کو خسرو طوطی بیاں آخر فنا آخر فنا

میرے دوستو بزرگو پیر بھائیو! لاکھ لاکھ احسان اس اندک پذیر اور بسیار بخش

Marfat.com

ذات کا جس نے اس حیات مستعار اور زندگی ناپائیدار کے اندر ایک اور جمعہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

میری طلب بھی انہی کے کرم کا صدقہ ہے یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

یہ اس کریم ذات کا کرم ہے کہ پھر اپنی بارگاہ میں منظور فرمایا۔ یہ دنیا چند روزہ گذشتی و گذاشتی ہے انسان اس دنیا کے بازار میں بحصولِ حسناتِ طیبات آیا ہے۔ نہ اپنی مرضی سے آیا ہے نہ اپنی مرضی سے جائیگا۔ ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔

میں ہوں پتلی کاٹھ کی ڈور پیا کے ہات ناچت ہوں میں پریم سے جیسے پیا نچات

ہم پتلیوں کی مانند ہیں اور ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے جب تک اس کی مرضی ہوگی وہ رکھے گا جب اس کی مرضی ہوگی اپنے پاس بلالے گا ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہئے۔ اور اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی مختصر آیت پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ مالک ارض وسمانے فرمایا۔

قُلْ پیارے فرمادیجئے۔ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ، یہ دنیا کی متاع مختصر وقت کے لیے ہے مختصر قسم کی ہے حالانکہ کتنی بڑی دنیا ہے۔ یہ دنیا جسے ہم بڑی شمار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دنیا جو ہے یہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے اس کی متاع قلیل عرصے کے لیے ہے مختصر چیز ہے۔ حضرت مظہر جان جاناں محبوب سبحانی کی خدمت میں گورنر نے خط لکھا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے آستانے پر بہت سے لوگ آتے ہیں صبح شام لنگر چلتا ہے غرباء و مساکین کھاتے ہیں۔ حضور وعظ و نصیحت فرماتے ہیں تبلیغ باحسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں میرا خیال ہے کہ اپنی

Marfat.com

حکومت کے ایک دو اضلاع کی آمدن آپ کے لنگر شریف کے لیے وقف کر دوں۔ جناب منظور فرماؤ۔ آپ کے پاس خط لایا گیا آپ نے دیکھا اللہ کے فقیر نے پڑھا اس خط کی پچھلی طرف آپ نے اپنی قلم کے ساتھ جواب لکھا۔ فرمایا کہ اے گورنر وقت یاد رکھ! اللہ رب العزت نے فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنیا قَلِیل دنیا کی متاع مختصر ہے فرمایا کہ اللہ نے اس مختصر حصہ میں سے ایک مختصر سے بھی مختصر حصہ تمہیں عطا فرمایا ہے۔ پھر اس مختصر حصہ میں سے پتہ نہیں تو دسواں یا پندرھواں حصہ میرے لیے مختص کرتا ہے۔ لہذا اتنی قلیل چیز لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے یہ اپنی متاع، اپنی دولت، اپنے اضلاع اپنے پاس رکھ۔

حضور سیدنا غوث الاعظم قطب اللوح والقلم کے دور میں وہاں کے گورنر نے آپ کی طرف خط لکھا اور اس خط کے مندرجات کچھ اس طرح تھے کہ جناب جو آپ اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے لہذا علاقہ نیم روز میں نے جناب کی خانقاہ کے لیے وقف کر دیا ہے۔ جناب سلطنت نیم روز اپنی بارگاہ میں قبول فرمالو۔ حضرت شیخ نے جب یہ خط دیکھا، پڑھا فوراً جواب لکھا فرمایا، اے بادشاہ یاد رکھ! جب سے ہمیں نیم شب کی حکمرانی نصیب ہوئی ہے نیم روز کی حکمرانی ہمارے نزدیک مچھر کے پر سے بھی کم تر ہے۔

نیم شب کس کو کہتے ہیں پچھلی رات کو بیٹھ کر مالک کی یاد میں مست و بے خود رہنا۔ اس کی یاد، اس کی محبت، اس کی محویت میں گم رہنا۔ ذکر اذکار میں مستغرق رہنا۔

دوستو! یہ دنیا عارضی ہے چند روزہ ہے سدا ہم نے یہاں نہیں رہنا دنیا دار الحزن ہے، دار القرار نہیں ہے غم کی جگہ ہے۔ سکون کی جگہ نہیں۔ دنیا دار الفتن ہے

Marfat.com

دارالامن نہیں ۔فتنوں کی جگہ ہے امن کی جگہ نہیں ہے ۔ دنیا دار الغرور ہے آخرت دارالسرور ہے۔ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے۔ دنیا تماشا گاہ نہیں البتہ عبرت گاہ ضرور ہے۔حدیث پاک ہے اَلدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَہٗ فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں ۔ یہ اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں ۔فرمایا یہ جمع وہی کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں ۔فرمایا جو عقلمند ہے وہ اس کو جمع نہیں کرتا ۔ جو دانا ہے انہوں نے زمین کھودی ، پہاڑ کھودے ، بیابان کھودے ،سونا نکالا ، چاندی نکالی جو کچھ ملا تا کہ اس کو اپنے اسراف میں لائیں ۔ اپنی دنیاوی ضرورتیں پوری کریں اور جو احمق تھے انھوں نے کیا کیا گھر کے اندر گڑھے کھودے اور وہی سونا چاندی دوبارہ زمین کے اندر چھپایا۔کوئی چور نہ لے جائے' کوئی اور چھپا کر نہ لے جائے۔ یہ داناؤں کا طریقہ نہیں ہے۔ یہ تیری ضروریات کے لیے ہے۔

مشائخ عظام فرماتے ہیں سونے کو اگر بیس منٹ اپنے ہاتھ میں لے لو تو اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔جس کے دل میں سونے کی محبت ہو جائے کیا اس کے دل میں سے بدبو نہیں آئے گی؟ اس دل کو تو اللہ نے اپنی محبت کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ دنیا کے لیے تو پیدا نہیں فرمایا۔سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

ادھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیا داراں ھُو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ھُو
پیواں کولوں پتر کوہاوے بھٹھ دنیا مکاراں ہو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باھو لین باغ بہاراں ہو

درویشی کیا ہے؟ دنیا کو اپنے دل سے نکال دینا۔ پھر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ایہہ دنیا زن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہو
جیں فقر گھر دنیا ہووے لعنت اس دے جیوے ہو
حب دنیا دی رب تھیں موڑے ویلے فکر کچیوے ہو
سہ طلاق دنیا نوں دیئے باھو جے سچ پچھیوے ہو

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ مشائخ عظام اجمعین کے احوال آپ دیکھیں بلکہ صحابہ کرام نے یہ تلقین کی ہے آج لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنا پورا لشکر دریا میں سے گزار لیا۔ دریا پانی سے بھرا ہوا ہے۔ موجیں رواں دواں ہیں لیکن کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی۔ کوئی جان ضائع نہیں ہوئی۔ حتی کہ ایک صحابی کا پیالہ گم ہو گیا اس تے شکایت کی آپ نے دریا کو حکم دیا اس نے پیالہ بھی لوٹا دیا۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ مشائخ عظام فرماتے ہیں صحابہ کرام کی عظمت دیکھنی ہے تو دیکھو قیصر وقصریٰ کے خزانے اور تاج ان کے پاؤں کے نیچے ہیں سونے اور چاندی کی نہریں ان کے پاؤں کے نیچے ہیں۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکرم کی ایک حدیث جس وقت قصریٰ کا سارا خزانہ آیا آپ کھڑے ہو گئے فرمایا اے سونا چاندی میرے غیر کو دھوکہ دے میں تیرے دھوکہ میں آنے والا نہیں ہوں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے بارہ ہزار درہم اللہ کی راہ میں ایک دن میں خرچ کر دیے۔ دیکھو سونا چاندی کی نہریں صحابہ کرام کے پاؤں کے نیچے سے گزر رہی ہیں لیکن وہ اپنے ایمان کی کشتی صحیح سلامت کنارے پر لے گئے۔ اسی طرح مشائخ کو دیکھ لو اللہ تعالیٰ کے بندے دیکھ لو، وہ اللہ کے بندے ہیں کسی چیز کی پرواہ نہیں رکھتے۔ یہ دنیا ہاتھ میں ہے، آنے جانے والی چیز ہے۔

Marfat.com

میرے جد بزرگ وار حضرت حافظ خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حکم ہوا تبلیغ کے لیے بلوآنہ میں آئے چک ولی شاہ کا ایک نیکوکار میاں احمد شاہ آپ کا دوست تھا۔ دو مربعے اس کے زمین کے تھے لیکن اولاد نہ تھی ۔ایک دن عرض کرنے لگا حضور ایک عرض کرنا ہے اگر منظور فرمائیں آپ نے فرمایا بتا عرض کرنے لگا جناب یہ لوگ آپ کے قابل نہیں ہیں میرا سارا کچھ آپ کا ہے میری دو مربع زمین ہے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ایک مربع میں دربار شریف کے نام کرواتا ہوں ۔اکٹھے رہیں گے میری تو کوئی اولاد نہیں ہے ۔آپ مسکرا پڑے فرمایا احمد شاہ یاد رکھ! ہم یہاں جائیدادیں بنانے کے لیے نہیں آئے زمینیں خریدنے کے لیے نہیں آئے بلکہ یار کے حکم کے لیے آئے ہیں، تبلیغ کے لیے آئے ہیں۔ اگر جائیدادیں بنانی ہوتیں تو گھر میں بناتے جہاں آباء واجداد بھی تھے۔ یہاں مالکوں نے آرڈر دیا ہے ان کی تبلیغ کے لیے یہاں آکر بیٹھے ہیں۔ لہذا ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ کبھی میرے سامنے ایسی بات نہ کرنا۔ اور دوسری بات یاد رکھ! آج تو کہتا ہے کہ ایک مربع مجھ سے لے لو میرے پاس آجاؤ کل کوئی اور آپ کا رشتہ دار کہے گا کہ جناب مجھ سے زمین لے لو میرے پاس آجاؤ۔ ہم تو ساری زندگی چلتے رہیں گے۔ فرمانے لگے یہاں یار کے حکم سے آئے ہیں۔

اللہ کے بندے جو ہوتے ہیں دنیا کی محبت ان کے سینے میں نہیں ہوتی۔ دنیا ہاتھ کی میل ہے جو کچھ کرتے ہیں آخرت کے لیے کرتے ہیں۔ میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ قبلہ عالم پیر محمد کرم حسین حنفی القادری آپ کی شادی ہوئی۔ میرے ننیال والوں نے جو کچھ بھی جہیز میں دیا جس وقت گھر آیا حضور نے دیکھا ہر طرف مال و منال پڑا ہے

Marfat.com

آپ ہنس کر اپنی والدہ سے فرمانے لگے ہم تو درویش تھے اور درویشوں کے گھر میں اتنا مال آ گیا لہذا اس کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ جتنا آپ کو جہیز ملا تھا سب سواریوں پر لدوا دیا۔ میری دادی اماں کو فرمانے لگے جتنا آپ کے پاس سامان ہے آدھا سامان اپنے بچوں کے لیے رکھ لو آدھا پیر خانے کے لیے دے دے۔ سب کچھ حضور دھڑوی پاک کے لنگر میں دے دیا۔ جس وقت سامان دھڑ شریف میں پہنچا۔ حضور سید سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا۔ ایک آدمی کہنے لگا جناب پیر کرم حسین نے بڑا سامان لنگر شریف میں دیا ہے۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا اس نے کیا مال دینا تھا اس نے تو ہمارا ابھی لے لیا۔

اللہ تعالیٰ کے جو بندے ہوتے ہیں ان کے دل دنیا کی محبت سے پاک ہوتے ہیں۔ یہ دنیا عارضی ہے فرمایا عارضی کے ساتھ عارضی محبت رکھ اور دائمی کے ساتھ دائمی محبت رکھ۔ یہ دنیا عارضی ہے یہاں کے لیے عارضی کام کر اور آخرت ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اس کے لیے ایسے اعمال کر کہ تو ہمیشہ شاد اور خوش رہ۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا ایک دن ہے اور ہم نے اس دن کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ یعنی اللہ نے درویشوں کے دل دنیا کی محبت سے پاک کر دیے ہوتے ہیں۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ریش مبارک میں کنگھی نہیں کرتے تھے ایک آدمی کہنے لگا جناب آپ کنگھی کیا کریں۔ آپ نے فرمایا بھائی جتنی دیر داڑھی سلجھانے میں لگانی ہے کیا ہی بہتر ہے کہ اتنی دیر میں دل کو سلجھا لوں۔ آپ کی خادمہ کہنے لگی کہ حضور زمانہ گزر گیا آپ نے گوشت نہیں کھایا اگر اجازت ہو تو گوشت پکا کر

Marfat.com

لے آؤں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے پکا کر لے آؤ اس نے بڑا بہترین گوشت پکایا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرت داؤد طائی نے جب دیکھا فرمایا بی بی یہ برتن اٹھالو اور ہمارے پڑوسیوں کے یتیم بچوں کو دے آؤ۔ آپ کی خادمہ کہنے لگی کہ حضور میں نے بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ آپ کے لیے پکایا چلو ایک دو لقمے تو تناول فرما لو۔ آپ نے فرمایا میں تیری محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ فرمایا اگر میں یہ کھاؤں گا تو بدبودار چیزیں پیدا ہوں گی۔ بدبودار شکل میں خارج کر دوں گا۔ اگر وہ بچے کھائیں گے تو تیری محنت عرش الٰہی تک پہنچ جائے گی۔

حضرت داؤد طائی کا جب وصال ہوا تو ایک شخص نے دیکھا کہ آپ دوڑے جا رہے ہیں اس نے پوچھا سرکار آج تیز تیز کہاں جا رہے ہو۔ فرمایا اس دنیا کی قید سے آج چھٹکارا ملا ہے۔ دوڑا اس لیے جا رہا ہوں کہیں پھر نہ واپس کر دیا جاؤں۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ ، دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ مومن کے لیے جنت نہیں ہے۔ یہ امتحان گاہ ہے آرام گاہ نہیں ہے۔ کوشش کرنی چاہیے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ دنیاوی خواہشات سے اپنے آپ کو پاک رکھنا چاہیے۔

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دو بہنیں ہیں۔ اور یاد رکھ کہ کبھی دو بہنیں ایک آدمی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ یا آخرت ہے یا دنیا، آخرت کی محبت رکھو یا دنیا کی محبت رکھو۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا　　　سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

ع: دو گھر چھڈ دے ہیرے یا کھیڑے یا رانجھے

Marfat.com

مست بادۂ قیوم مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں   ایں خیال است و محال است جنوں

تو آخر یہ تصور کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی حاصل کرلوں اور دنیا داری میں بھی میرا کاروبار اس طرح ہو اور کسی کا اس طرح نہ ہو۔ اتنی دنیا کی دولت کی فراوانی میرے قدموں میں ہو، ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ یہ خیال محال ہے بلکہ دیوانہ پن ہے۔ لہذا مالک کی محبت رکھ۔ میان میں ہمیشہ ایک تلوار رہ سکتی ہے اس دل کے خانے میں مالک کی محبت رہ سکتی ہے یا غیر کی۔ اگر غیر کی محبت ہے تو پھر مالک کی محبت نہیں اگر مالک کی محبت ہے تو پھر غیر کی نہیں۔

میرے خواجہ حضرت غریب نواز اکثر فرماتے تھے کہ دنیا ہر روز بھیس تبدیل کر کے ہمارے دروازے پر آتی تھی۔ فرمایا ہم اپنی کمزور ہڈیاں دروازے کے ساتھ لگا کر بیٹھے رہے اور اسے گھر میں نہیں آنے دیا۔ اور اگر مبادہ آ بھی جائے تو دوسری طرف سے اسے نکال دیا۔ ہمارے لیے یہ امتحان تھا کہ ہم نے دنیا کو اپنے گھر میں نہیں آنے دیا۔ تمہارے لیے یہ امتحان ہے کہ تم اسے اپنے دل میں نہ آنے دینا۔ ہاتھ میں رکھنا سر پہ رکھنا، جیب میں رکھنا، کبھی دل میں نہ آنے دینا۔ دل خانہ خدا ہے، دل محبوب کا مقام ہے، دل حریم ناز ہے، جلوہ گاہِ جاناں ہے۔ اس دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور معرفت کے لیے بنایا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ دنیا کہتے کس چیز کو ہیں۔ دنیا کس چیز کا نام ہے؟

چیست دنیا از خدا غافل بودن   نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

بیوی بچے دنیا میں، مال ومتاع دنیا میں، روپے پیسے دنیا میں، سونا چاندی دنیا

Marfat.com

میں ہیں دنیا نہیں ہوتی۔ چیست دنیا از خدا غافل بودن، اللہ سے غفلت کا نام دنیا ہے۔

ہر وہ چیز جو بندے کو خدا سے جدا کردے فرمایا اس سے بڑی دنیا اور ہے ہی نہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ دنیا ہاروت و ماروت سے بڑی جادوگرنی ہے۔

اس کا یہ کمال تھا کہ وہ میاں اور بیوی میں جدائی کروا دیتا تھا۔ دنیا ایسی جادوگرنی ہے جو مالک اور بندے کے درمیان خلا پیدا کرتی ہے۔ رب اور بندے کو دور کر دیتی ہے۔ ہر وہ چیز جو تجھے خدا سے جدا کردے وہ دنیا ہے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

درویش دنیا میں رہتے ہیں لیکن دنیا کی محبت ان کے دل پر اثر نہیں کرتی۔

حُبُّ الدُّنْیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ۔ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

آج ہم ہر چیز سے توبہ کرلیتے ہیں چوری کی ہے، ظلم وزیادتی کی ہے، ہر گناہ سے توبہ کر لیتے ہیں لیکن دنیا کی محبت سے توبہ نہیں کرتے اس لیے نہیں کرتے کہ دنیا کی محبت کو ہم گناہ سمجھتے ہی نہیں۔ حالانکہ فرمایا کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر پچھلی رات کو دعا کرتی تھیں یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن سارے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے ہیں لیکن تیرا دروازہ کھلا ہے۔ میں تیرے در کی بھکارن ہوں، تیرے دروازے کی طلبگار ہوں مجھے اپنی بارگاہ سے ناامید نہ لوٹائیو۔ جس طرح تو نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک دیا ہے اسی طرح دنیا کی محبت کو بھی میرے دل میں اثر کرنے سے روک لے۔ اللہ کے بندے اس کی محبت میں اس طرح محو و مستغرق رہتے ہیں کہ ماسوا کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اسی کی محبت میں سرشار رہتے ہیں۔

Marfat.com

حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ محض تجارت فرماتے تھے، ایک دن بغداد شریف میں بیٹھے تھے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا جناب کا تجارت والا جہاز ساز و سامان سمیت غرق ہو گیا آپ نے مراقبہ فرمایا دل کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا الحمد للہ۔ ایک اور آدمی تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوا عرض کرنے لگا جناب وہ کسی اور کا جہاز تھا، جو لنگر شریف کا جہاز تھا بخیر و عافیت بندرگاہ پر لنگر انداز ہو گیا ہے۔ شیخ متوجہ ہوئے دل کی طرف فرمایا الحمد للہ۔ حاضرین محفل میں سے ایک غلام کھڑا ہو گیا عرض کرنے لگا جناب دو متضاد خبریں دونوں موقعوں پر ملی ہیں جناب رنگ تبدیل نہیں ہوا، پریشان نہیں ہوئے خوشی غمی نہیں ہوئی ہر موقع پر الحمد للہ فرمایا۔ قطب اللوح والقلم غوث الاعظم نے فرمایا جس وقت مجھے غمی کی خبر ملی تو میں دل کی طرف متوجہ ہوا میں نے کہا اے عبدالقادر کے دل بتا تجھے کتنی تکلیف ہوئی۔ تیرا لاکھوں کروڑوں کا مال ضائع ہو گیا۔ فرمایا میرے دل نے میری بات کی طرف توجہ بھی نہ کی وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ ؛ اپنے رب کو اس طرح یاد کر کہ خود کو بھول جا فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ، ذاکر تھی مذکور میں گم ہیں نے کہا الحمد للہ، اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرے دل کو دنیا کی محبت سے پاک کر دیا۔ فرمایا پھر مجھے خوشی کی خبر ملی میں نے اپنے دل سے کہا وہ کسی اور کا جہاز تھا تیرا سامان بخیر و عافیت بندرگاہ پہنچ گیا ہے اب تیری خوشی کی انتہا بھی نہیں ہو گی فرمایا میرے دل نے مطلق توجہ ہی نہ کی۔ وہ جس طرح پہلے اللہ کی یاد میں محو تھا خوشی کی خبر سننے کے بعد بھی اسی طرح محو تھا فرمایا الحمد للہ، اللہ کا احسان ہے کہ اس نے میرے دل کو دنیا کی محبت سے پاک فرمایا۔ فقیر صاحب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

جاوت ہر کھ نہ اف جتا آوت شوخ نہ ہو ایسی کرنی جو رہے گرہ بند جوگی سو

کوئی چیز چلی جائے تو افسوس نہ کرے کوئی چیز آ جائے تو پھر شوخی نہ کرے۔

فرمایا اس طریقے پر جو رہے گا پکی بات والا درویش وہ ہوگا۔ دنیا کی محبت ہزار برائیوں کا مرکز ہے۔ یہ دل خانہ خدا ہے۔ قُلُوبُ الْمؤمِنِینَ عرش اللہ تعالیٰ ،مومنوں کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے فرمایا لا یسعنی ارضی ولا سمائی ،اے بندے میں زمینکے فاصلوں میں نہیں سماتا، آسمان کی وسعتوں میں نہیں سماتا۔ ولکن یسعنی فی قلب عبدی المؤمن ہاں بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

یہ دل محبوب کا مقام ہے مقام یار ہے اس دل کی تخلیق اللہ رب العزت نے اپنے لیے کی ہے اس کا سکون اس کی یاد سے وابستہ ہے۔ جو کوئی آدمی مشین بناتا ہے وہ اس سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔ اور وہ اس کے لیبل لگا دیتا ہے اس طرح اس کو تیل لگاتے رہو گے تو یہ درست رہے گی۔ اللہ نے انسان کی تخلیق فرمائی دل کو پیدا کیا۔ اس کے اوپر ایک لیبل لگا دیا اور حکم نازل فرمایا آلا بذکر اللہ تطمئن القلوب، اس کا اطمینان میری یاد کے ساتھ ہے ہم دل کا اطمینان ڈھونڈتے ہیں زر میں، مال و دولت میں، زمین میں، عزیز و اقارب میں، مال و دولت کی فراوانی میں! نہیں بلکہ اس نے لیبل لگا دیا اور فرمایا اے بندے یاد رکھ! اس کو سکون ڈھیر زمینوں کے ساتھ نہیں آئے گا بچوں اور دوستوں کے ساتھ نہیں آئے گا اگر یہ مطمئن ہوگا یا اس کو سکون ملے گا تو میری یاد سے ملے گا۔

نہ سکھ گھوڑے پالکی نہ سکھ چھتر کی چھاں یا سکھ ہر کی بھگت میں یا سکھ سنتو ماں

Marfat.com

بزرگ فرماتے ہیں نہ سکھ گھوڑے اور پالکیوں کے اندر ہے۔ بادشاہ بیٹھتے تھے تو چھتری لگائی جاتی تھی، اس میں ہیرے جواہرات لٹکے ہوتے تھے فقیر صاحب فرماتے ہیں ان کے نیچے بیٹھنے میں سکون نہیں ہے۔

یا سکھ ہر کی بھگت میں، ہندی میں ہر خدا کو کہتے ہیں یا سکھ اللہ کی یاد میں ہے۔ یا اس کا ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے سکون ہے، جو اللہ کے ذاکرین ہیں۔ اللہ کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں صالحین ابرار ہیں ان کے پاس بیٹھنے میں ہے۔ دل مقام یار ہے۔ دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لیے پیدا کیا ہے۔

خدا کا گھر ہے یہ ،اس کو نہ بھر عشقِ مجازی سے
کہ جو ناپاک کر دے پاک کو وہ ہے کمینوں میں
نہ یوں لیلیٰ وشوں کی عارضی خوبی پہ مجنوں بن
تجھے اوروں سے کیا تو آپ ہے محمل نشینوں میں

اللہ تعالیٰ اپنے انوار و تجلیات کا نزول اس قلب پر فرماتا ہے یہ اس کا کنٹرول روم ہے۔ اگر بادشاہ ٹھیک ہو تو رعایا ٹھیک ہے لہذا دل کو اللہ نے یاد کے لیے بنایا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے دل تو دریں دنیا چرا بے صبری روزاں و شباں در طلب سیم و زری
درقسمت تو ازیں جہاں یک کفن است ایں ہم بگماں است بری یا نہ بری

اے دل تو کیوں بے صبری کا مظاہرہ کر رہا ہے تو کیوں ہاتھ دھو کر سونے چاندی کے پیچھے لگ گیا ہے یہ دنیا ایک راہ ہے اور انسان ایک مسافر ہے۔ تو پیدا ہوا جس طرح کہ اذان ہوتی ہے پھر تکبیر ہوتی ہے تکبیر کے فوراً بعد جماعت کھڑی ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔ بعینہ اس طرح تو پیدا ہوا تیرے کان میں اذان اور تکبیر پڑھی گئی ہاں اب نماز کا
قت باقی ہے کسی وقت بھی تیری نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں الا یا ساکن القصر المعلی ،
ے مضبوط محلات میں رہنے والے ستدفن عنقریب فی
لتراب عنقریب تم مٹی میں دفن کیے جاؤ گے۔ لہ ملك ینادی کل
یوم روزانہ ایک فرشتہ تمہیں آواز لگاتا ہے، لدو للموت وابنو
للخراب موت کے لیے جنو اور خراب ہونے کے لیے بناؤ جو پیدا ہوا ہے اسے
مرنا ہے کل نفس ذائقة الموت، جتنے محلات کوٹھیاں بنالو جو بنا ہے اس
نے ٹوٹنا ہے کل من علیها فان باقی رہنے والی ذات وہ حی و قیوم ہے
اس کے ساتھ رشتہ استوار کرلے اس کی محبت اپنے سینہ میں جما لے۔ اس کی محبت میں
اپنے آپ کو گم کرلے۔

چکی کے پاٹن دیکھ کر دیا کبیرا روئے جو پاٹن میں آ گیا سوان میں بچا نہ کوئے

چکی کو دیکھ کر وہ رو پڑے اس نے دونوں پڑوں کو آسمان و زمین کے ساتھ
تشبیہ دی ہے دنیا جاتی ہے کہ بندہ دنیا میں مگن ہو گیا ہے اپنا مقصد حیات بھول گیا ہے
مالک نے تجھے دنیا میں کیوں بھیجا وما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون کونسا مقصد لے کر تو دنیا میں آیا ہے فرماتے ہیں اس دنیا میں بچنے کا
صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ۔

چکی چکی سب کہیں اور کلی کہے نہ کوئے جو کلی سے لاگا اس کا بال بیکا نہ ہوئے

چکی چکی ہر کوئی کہتا ہے کلی کو بھول گیا ہے یار کی محبت کو بھول گیا۔ اسی لیے تو

Marfat.com

تیرا کچھ نہیں بچا تو اپنا رشتہ اس کلی کے ساتھ استوار کر لے رب کی محبت اپنے سینہ میں بسا لے جو دانہ اس کلی کے ساتھ لگ جاتا ہے بے شک وہ چکی منٹ میں سو چکر لگا لے اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ ہمارے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بیٹا میں تجھے یہ نہیں کہتا کہ گھر بار چھوڑ دے دنیاداری چھوڑ دے، فرماتے تھے۔

نمی گویم کہ از عالم جدا باش بہر کارِ کہ باشی خدا باش

میں تجھے یہ نہیں کہتا کہ دنیا سے تعلق منقطع کر لے بلکہ یہ کہتا ہوں کہ باخدا ہو کر رہ۔ ہتھ کار ول چت یار ول، تیرا ہاتھ دنیا کے کاروبار کرے اور دل مالک کی طرف ہو۔ یہ غفلت تجھے رب سے دور لے جائے گی اپنے ایک ایک سانس کی قدر کر۔ کوئی لمحہ کوئی سانس یار کی محبت سے غافل نہ گزار۔

اللہ رب العزت حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصدق سے ہمارے دلوں کو تمام عوارضات سے پاک فرما دے دنیا کی محبت دل سے نکال دے۔ اپنا ذوق اور شوق عطا فرمائے۔ اپنی محبت عطا فرمائے، اپنے ذکر و فکر کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

معیت اولیاء

الحمد لله وحده و الصلاة و السلام علی من لا نبی بعده اما

بعد فقد قال الله تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ،

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o صدق الله العظیم' قال الله

تعالیٰ فی شان حبیبه مخبرا وَّ امرًا! ان الله و ملٰئکته یصلون علی النبی

یا ایها الذین امنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما' الصلوۃ و السلام علیك

یا رسول الله، و علی اٰلك و اصحابك یا حبیب الله۔

لی مع اللہ شان خود فرمودہ ای ۔ من ندانم بندہ ای یا حق تو ای

اولیاء اللہ اولیاء ہیچ فرق ۔ درمیاں نبود روا

چوں تو ذات پیر را کردی قبول ۔ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

پیر کامل صورتِ ظل الہ ۔ آنکہ دیدِ پیر دیدِ کبریا

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم ۔ تا غلام شمس تبریزی نہ شد

میرے دوستو، بزرگو پیر بھائیو! اس اندک پذیر اور بسیار بخش ذات کا کرم اور مہربانی ہے جس نے اس حیات مستعار کے اندر ایک اور جمعہ اپنے گھر میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

میری طلب بھی انہی کے کرم کا صدقہ ہے ۔ یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

ہمارا اپنے مالک کے دروازے پر آنا اس میں کمال نہیں۔ کرم، مہربانی، فضل اور عنائیت اس کی ہے۔ جس نے اپنی بارگاہ میں منظور فرمایا ہے۔ اپنے دروازے پر

Marfat.com

بلایا ہے۔ اپنے گھر میں آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ ماہ مبارک عربی سال کے مطابق صفر شریف کا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اکثر اکابرین اولیاء عظام جو ہوئے ہیں۔ ان کا اس ماہ مبارک میں وصال ہوا ہے۔ اسی ماہ مبارک کے حوالے سے چند باتیں صوفیائے کرام کے ساتھ جو ہماری نسبت ہے، تعلق ہے۔ اس کے بارے میں عرض کروں گا۔

میں نے تمہارے سامنے قرآن مجید کی ایک مختصر آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے حکم فرمایا۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَكُونُوا مَعَ ٱلصَّـٰدِقِينَ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ مل جاؤ۔ اللہ کریم نے فرمایا اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ سے ڈرنا متقیوں کا کام ہوتا ہے۔ پرہیز گار ہو جاؤ پھر کیا ہے۔ میرے صالحین کی معیت اختیار کرلو۔

یہ آیت مبارکہ مختصر ہے لیکن درحقیقت ایک بڑا جامع پیغام ہے۔ اس میں کئی چیزوں کا حکم ہے۔ اس کے تین حصے کرلیں۔ اس آیت مبارکہ کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ رب العزت نے مخاطب کس کو فرمایا ہے؟ ایمان والوں کو۔ خطاب کس کو فرمایا ہے؟ ایمان والوں کو۔ روئے سخن کس کی طرف مبذول فرمایا ہے؟ ایمان والوں کی طرف۔ بے ایمانوں کو مخاطب نہیں کیا۔ ایمان والوں کو حکم دیا ہے۔ بے ایمانوں کو نہیں دیا۔ کیا حکم دیا؟ کہ اللہ سے ڈرو، متقی ہو جاؤ، پرہیز گار ہو جاؤ۔ اتقوا اللہ، تقویٰ اختیار کرو۔ ایمان کیا ہے؟ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ، زبان کے ساتھ اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس کے

Marfat.com

محبوب کی رسالت کا اقرار کرنا اور دل کے ساتھ اس کی تصدیق کرنا۔ اس کو ایمان کہا جاتا ہے دوسرا یہ کہ تقویٰ کیا ہے؟ خالصتاً اللہ تعالیٰ کا ہو جانا یہ تقویٰ ہے۔ قولاً، فعلاً، حالاً، اس کی رضا پر سرشار ہو جانا۔ اس کی صفات میں متصف ہو جانا، اس کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لینا، یہ سب کیا ہے؟ یہ تقویٰ ہے۔ وکونوا مع الصدقین، درویشوں کے سمجھنے والی بات ہے۔ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ میرے صالحین کے قریب چلے جاؤ۔ ان کی معیت اختیار کرو۔ ان کی معیت کیا ہے؟

فرمایا جو میرے محبت ہیں، میرے محبوب ہیں، جو میرے متقی ہیں۔ جو قول، فعل اور حال کے ساتھ میری اتباع کرتے ہیں۔ قُلْ پیارے فرما دیجئے اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العزت کی رضا کے واسطے ہے۔ اس کی خوشنودی کے واسطے ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا جو میری رضا پر سرشار ہو جاتے ہیں۔ جن کا اٹھنا، بیٹھنا میری رضا کے واسطے ہوتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ میں ان کو دو عالم سے بے خوف کر دیتا ہوں۔ جو میرے ہو جاتے ہیں انہیں کوئی خوف نہیں رہتا۔ جو اس کے ہو جائیں انہیں کیا خوف ہے۔ جو لاخوف کے ہم نشیں ہیں اس کی محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ وہ بھی لاخوف ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں تین چیزوں کا حکم ہے۔ ایک معنی میں نے بیان کیا ہے اور دوسرا معنی آ گیا، فرمایا اے ایمان والو! مقصد یہ ہے کہ جو بندہ ایمان لے آیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔ اسکی توحید کا اقرار کیا ہے۔ اس کے حبیب کریم کی رسالت کا اقرار کیا زبان اور دل کے ساتھ تصدیق کی۔ اس کے باوجود اب تک وہ کامل نہیں ہوا۔

Marfat.com

حالانکہ وہ ایمان لاتا ہے۔ لیکن تکمیل ایمان ہرگز نہیں ہوئی۔ اب دوسرا حکم آ گیا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ وہ بندہ جو اس کی ذات پر ایمان لے آیا ہے وہ متقی ہوتا ہے پرہیزگار ہوتا ہے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا اس کا چلنا پھرنا، اس کی رضا کے واسطے ہو جاتا ہے۔ لیکن ابھی تک تکمیل نہیں ہوئی۔ تکمیل کب ہوگی، فرمایا وکونوا مع الصدقین اے میرے بندے جب تو میرے پیاروں کی صحبت اختیار کرے گا ان کے پاس جائے گا مجھے پائے گا۔

حدیث پاک ہے۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّف اگر تو اللہ کا تقرب چاہتا ہے تو اہل تصوف کی خدمت میں بیٹھ جا۔ اگر میرا عرفان حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے پیاروں کی معیت اختیار کر، ان کی نسبت اختیار کر، ان کی حضوری میں جا۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ تعالیٰ کے بندوں کے پاس اخلاص کے ساتھ ایک گھڑی بیٹھ جانا فرمایا سو سال کی اطاعت بے ریا سے افضل ہے۔

ایک گھڑی سے آدھی، آدھی سے بھی آدھ بھیکھا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرادھ

چند سیکنڈ خاصان الٰہی کے پاس بیٹھ جانا رائیگاں نہیں جاتا۔ جس نے صدق واخلاص کے ساتھ اللہ کے بندوں کی دو دن بھی خدمت کی ہے اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا اجر نہیں پائے گا۔ یہ خدمت کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

قطب اللوح والقلم سیدنا غوث الاعظم کی خدمت میں ایک مرید حاضر ہوا کہنے لگا۔ حضور میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میری نیند اڑ گئی ہے۔ فرمایا

Marfat.com

تو نے کیا دیکھا ہے۔ عرض کی میرا باپ دوزخ میں ہے۔ عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر رقت (نرمی) فرمائے۔ آپ نے فرمایا اے بیٹے بتا تیرا باپ ہمارا مرید تھا؟ اس نے کہا جناب نہیں۔ ہمارے پاس کبھی آیا تھا؟ جناب کبھی نہیں آیا۔ فرمایا کبھی اس نے میرے آستانے کو دیکھا تھا؟ کہنے لگا ایک دن مجھے یاد ہے میرا باپ اور میں گزر رہے تھے۔ سامنے جو رستہ ہے جب وہاں سے گزرے تو میں نے اس سے کہا ابا جان وہ سامنے جو آستانہ نظر آرہا ہے وہ میرے شیخ کا آستانہ ہے۔ وہ میرے پیر کا دربار ہے۔ میرے والد نے آپ کے آستانے کی طرف دیکھا۔ آپ نے فرمایا بس بیٹا یہ کافی ہے۔ آپ سربسجود ہو کر کہنے لگے! یا الہٰ العالمین جس نے تیرے بندے کے آستانے کو دیکھا ہے اور اس کی نظروں کی معیت اس کے آستانے کے ساتھ ہو گئی ہے۔ تو مہربانی فرما، اپنا وعدہ سچا فرما، اور اس کی مغفرت فرما۔ اللہ رب العزت نے ایک چھوٹی سی نسبت کی وجہ سے اسے بخش دیا۔

نسبت چاہے چھوٹی سی بھی ہو آدمی کے لیے کافی ہوتی ہے۔ تھوڑا سا بھی تعلق اولیاء کرام سے ہو جائے تو ہماری زندگی کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کا معمول تھا۔ آپ کے ہمسایوں میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو آپ ضرور اس کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔ آپ کا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا۔ آپ اس کے جنازے میں شامل ہوئے۔ جس وقت جنازہ سے فارغ ہوئے تو قبر کی طرف میت کو منتقل کیا گیا۔ آپ تھوڑی دیر بیٹھ گئے۔ مراقبہ کیا، رنگ متغیر ہو گیا۔ شاہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ایک خلیفہ اکبر

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ انہوں نے دیکھا بڑے حیران ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ چل پڑے کہنے لگے حضور آج مراقبہ کرتے ہوئے جناب کا رنگ متغیر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے پتہ نہیں تھا۔ جس وقت اسے قبر میں ڈالا گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ بندہ میرا پیر بھائی ہے۔ اس کی بیعت خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ ہے۔ عذاب کے فرشتے آ گئے میں بڑا حیران ہوا کہ جس کی بیعت میرے مرشد کریم کے ساتھ ہو اور اس کا یہ حال ہو۔ ابھی وقت میں وہیں دیکھ رہا تھا۔ کہ قبر کے ایک کونے سے میرے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے آئے فرماتے ہیں۔ فرشتو اسے چھوڑ دو اس کی نسبت ایک فقیر سے ہے۔ انہوں نے کہا جناب کی نسبت کا ایک بڑا اعلیٰ مقام ہے۔ جناب کی نسبت ہے لیکن اس نے آپ کی نسبت سے فیض حاصل نہیں کیا۔ اس نے برائیاں کیں، گناہ کیے، بدکاریوں میں مبتلا رہا۔ آپ نے فرمایا بے شک ایسا تھا۔ ایک درویش سے نسبت تو تھی، تعلق تو تھا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا اے فرشتو! اسے چھوڑ دو کہ جس کی سفارش میرا ایک محبوب بندہ کرے۔ میں نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔ نسبت کا بڑا احترام ہے، نسبت کا بڑا مقام ہے۔

ایک دن میرے حضرت مولائی قبلہ عالم حضور پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ حنفی القادری مسجد میں تشریف فرما تھے۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ ایک بندہ آکر کہنے لگا، جناب یہ نسبت کیا ہے؟ نسبت کا کیا فیض ہے؟ حضور نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا مریض کا ڈاکٹر کو پتہ ہوتا ہے۔ کہ مریض کو ٹیکہ درکار ہے، گولی درکار ہے، کیپسول درکار ہے، کس سے یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ حضور فرمانے لگے گرمیاں تھیں ایک درویش کھڑا ہو کر حضور کو پنکھے سے ہوا دے رہا تھا۔ آپ نے فرمایا بیٹا یہ بندہ کھڑا ہے۔ یہ پنکھا

Marfat.com

کس کے لیے ہلا رہا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جناب کو۔ حضور نے فرمایا ہوا تجھے بھی میرے جتنی لگ رہی ہے۔ حالانکہ اس کا مقصد کیا ہے؟ اپنے پیر کی خوشنودی۔ فرمایا یہ کیوں کھڑا ہے؟ اپنے مرشد کے واسطے کھڑا ہے۔ پنکھا ہلا رہا ہے میرے لیے مجھے ہوا پہنچا رہا ہے لیکن میرے جتنی ہوا تجھے بھی دے رہا ہے۔ کہنے لگا جناب اس واسطے کہ میں آپ کے پاس بیٹھا ہوں۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے تیرے سوال کا یہی جواب ہے۔ چونکہ تو میری معیت میں ہے۔ میری حضوری میں ہے۔ تجھے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ میرے ساتھ ایک نسبت پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ تو میرے پاس آ کر بیٹھ گیا ہے۔ دیکھ تجھے بھی ہوا مل رہی ہے۔ فرمایا جو خاصان الٰہی کے پاس بیٹھتے ہیں کبھی رائیگاں نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام و اکرام خاصان الٰہی پر نازل ہوتے ہیں ان کے پاس بیٹھے ہوئے بھی محروم نہیں رہتے۔

بخاری شریف کی بڑی مشہور و معروف حدیث پاک ہے کہ ذاکرین بیٹھتے ہیں مجلس لگتی ہے، اللہ اور اسکے رسول کی باتیں ہوتی ہیں۔ فرشتے جماعت در جماعت اس مجلس کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ فرشتوں کی تعداد آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ مجلس برخاست ہوتی ہے، واپس جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو بتاؤ میرے بندوں کو تم نے کیسا پایا۔ وہ عرض کرتے ہیں یا الٰہ العالمین تیرے ذکر میں مست بیٹھے تھے۔ تیری محبت میں مستغرق تھے۔ تیرا ذکر ہو رہا تھا تو جھوم رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے فرشتو گواہ ہو جاؤ، جو ذکر کی مجلس کے اندر بیٹھے ہوئے تھے، سب کے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور جنت ان پر واجب کر دی ہے۔ فرشتے سوال کرتے ہیں یا اللہ! کچھ لوگ تو خاص تیری یاد کے واسطے بیٹھے تھے لیکن کچھ لوگوں کو اپنی دنیا

Marfat.com

داری کا خیالِ کاروبار تھا۔ کچھ لوگ اس واسطے بیٹھے تھے کہ مجلس برخاست ہو تو ہم ان سے بات چیت کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میرے بندوں کے پاس بیٹھنے والے محروم نہیں رہتے۔ چاہے جس نیت سے بھی بیٹھے تھے۔ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔

گلستان میں حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت نقل فرمائی۔ فرمایا ایک دوست نے مجھے خوشبودار مٹی لا کر دی۔ میں بڑا حیران ہوا کہ مٹی میں سے کیسے خوشبو آ رہی ہے میں نے اس مٹی سے پوچھا کہ تجھ میں خوشبو کس کی ہے؟ مٹی نے مجھے زبان حال سے جواب دیا۔

بگفتا من گلے نا چیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم

میں تو ایک ناچیز مٹی ہوں میں چند گھڑیاں ایک گلاب کی معیت میں رہی ہوں۔ میں وہاں کی مٹی ہوں جس پر گلاب کا پھول تھا۔ پھول کی پتیاں مجھ پر گریں۔ چند گھڑیاں ان پتیوں کی میرے ساتھ نسبت رہی، رفاقت رہی، میرے ساتھ ان کا تعلق رہا تو۔

جمال ہم نشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یہ مجھ پر جو جمالِ باکمال ہے۔ میرے محبوب کا کمال ہے ورنہ میں تو ایک ناچیز مٹی ہوں۔

نسبت کا فیضان دیکھو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھ لو۔ حضور کے ساتھ جن لوگوں کی نسبت ہو گئی ان کا مقام کیا ہے؟ تمام امت سے وہ لوگ افضل الخلائق ہیں۔ افضل الناس ہیں کیونکہ ان کو حضور سے نسبت ہے۔ ایک آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نماز نہیں پڑھی، روزے نہیں رکھے، حج نہیں کیے، قربانی نہیں کی، ایمان

Marfat.com

کی حالت کے ساتھ والضحیٰ کے چہرے کو دیکھا۔ والیل کی زلفوں کو دیکھا۔ اس کا مقام کیا ہے۔ آج کوئی ولی، غوث، قطب، ابدال، قلندر، اوتاد کوئی بھی ہو ان کے قدموں کی گرد وغبار جیسا بھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ پیر پیراں میر میراں سیدنا غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ مجھ جیسے ستر ولی اللہ ہوں تو نبی پاک کے ایک صحابی کے پاؤں بلکہ جوتوں کے ساتھ جو لگی ہوئی مٹی ہے اس کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوئی روزہ نہیں رکھا، کوئی نماز نہیں پڑھی۔ سرکار کے ساتھ تعلق پیدا ہوا ہے۔ ایمان کی حالت میں سرکار کو دیکھا۔ اتنا مقام حاصل ہو گیا کہ وہ لوگ خیر الناس بن گئے۔ وہ لوگ جو جہالت میں گری ہوئی قوم تھی۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے۔ کوئی برائی دنیا کی ایسی نہ تھی جو اُن میں نہ ہو لیکن مدینہ والی سرکار کے ساتھ نسبت ہوئی حضور کے ساتھ تعلق ہوا۔ جہان کے رہبر بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　کیا نظر تھی جس نے مردے کو مسیحا کر دیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ، سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ جنہوں نے رسول کو دیکھا وہ صحابی بن گئے، جنہوں نے صحابی کو دیکھا تابعی بن گئے، جنہوں نے تابعی کو دیکھا تبع تابعی بن گئے۔ جنہوں نے حضور کا زمانہ دیکھا انہوں نے سب سے افضل زمانہ دیکھا۔ زمانہ بہتر کب ہوا؟ جب سرکار سے نسبت ہوئی۔ اس کے بعد صحابہ کا زمانہ آیا، وہ نسبت صحابہ کی وجہ سے افضل ہے۔ پھر تابعین کا زمانہ آیا۔ زمانہ تو ویسا ہی ہے تبع تابعین کی معیت نصیب ہو گئی۔ اس زمانے کو ان خاصوں سے نسبت ہو گئی وہ تیسرے نمبر پر آ گیا۔ اتنا بڑا اس کا مقام ہے یعنی جو تمام حسنات و برکات ہیں یہ نسبت و معیت کے ساتھ ہیں۔ نسبت ہے تو سب

Marfat.com

کچھ ہے، نسبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اللہ رب العزت نے جا بجا قرآن مجید میں خاصان الٰہی کی نسبت کی دعوت دی ہے۔ اعلان فرمایا خضر و موسیٰ کا قصہ پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ ساری نسبت ہے۔ سارا تعلق ہے۔ جو کچھ خضر و موسیٰ کے قصہ میں فرمایا گیا۔ ظاہر ہے پہلے ایک کشتی کا معاملہ پیش آیا، اس کو عیب دار بنایا پھر ایک بچے کا معاملہ آیا۔ اس کو آپ نے قتل کر دیا۔ پھر ایک گری ہوئی دیوار کا معاملہ آیا اور اس دیوار کو بنایا جا رہا ہے۔ قرآن فرماتا ہے وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ، اس دیوار کو اس لیے بنایا جا رہا ہے کہ اس کے نیچے یتیموں کا مال تھا۔ اور ان یتیموں کے جو والد تھے وہ ولی اللہ تھے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ ان بچوں کے والد نہ تھے بلکہ ان بچوں کی ساتویں پشت میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خاصان الٰہی کی نسبت کا اتنا احترام فرمایا ہے کہ سات پشتوں کے بعد بھی ایک صاحب وقت نبی ہے ایک اللہ تعالیٰ کا مقرب ولی ہے۔ وہ گری ہوئی دیواریں بنا رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے یہ قصہ قرآن مجید میں رقم فرمایا ہے۔ کس واسطے فرمایا؟ آداب مرشد، اتباع شیخ کے واسطے رقم فرمایا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر ۔۔۔ دامن آں نفس کُش را سخت گیر
پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ۔۔۔ ہست بس پر آفت و خوف و خطر

آپ نے قصہ خضر و موسیٰ کا نچوڑ بیان فرمایا ہے۔ فرمایا شیخ کی وساطت کے بغیر تو کبھی بھی راہِ حق طے نہیں کر سکتا۔ تجھ میں ہزاروں خامیاں ہیں۔ جاننے والے کے علاوہ تو یہ راہ طے نہیں کر سکتا۔ اس کی معیت اختیار کر۔

ایک عام دنیا دار بندہ ہے۔ اس پہ ہر روز شیطان ایک مرتبہ حملہ کرتا ہے۔ جس نے اس راہ پر عبور حاصل کیا ہے۔ اور جو کوئی درویش ہے ذکر و فکر کرنے والا ہے

Marfat.com

اس پر ہر روز ستر مرتبہ حملے کیے جاتے ہیں اس لیے کہ چور اس گھر چوری کرنے جاتا ہے جہاں کوئی مال ہو۔ پتھر کی کوٹھی بنی ہوئی ہو، دروازے کھلے ہوں اندر گوبر پڑی ہو کبھی کوئی نہیں جائے گا۔ تنکوں کی جھونپڑی ہو اور چور کو کوئی بتائے کہ یہاں سونا پڑا ہے ،روپے پڑے ہیں، چاندی پڑی ہے وہ جب بھی آئے گا اسی جھونپڑی کا طواف کرے گا۔اور دُرویش کا معنی بھی یہی ہے، دُرموتی، ہیرا، جواہر ویش کاردبار کرنے والا۔یعنی دُرویش لعلوں کا بیوپاری اور وہ موتی، وہ ہیرا، جواہر کیا ہیں؟ تیری نجات ہے اس کا ذکر ہے۔ درویش کے اندر ایک خزانہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کا، اس کے عرفان کا، اس کی الفت کا، اس کے پیار کا، اس کے رسول کی محبت کا، اس کے شوق کا، اس کے ذوق کا، اس کے اندر کوئی اجر وثواب نہیں۔ مولانا نے یہی فرمایا ہے شیخ کی اتباع کے بغیر کبھی بھی یہ راہ سے منزلیں طے نہیں کرسکتا۔ حقیقت حال حضرت خضر نے بعد میں حضرت موسیٰ پر ظاہر فرمائی۔ مولانا نے فرمایا۔

چوں گرفتی پیر را تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکمِ خضر رو

اپنے شیخ کو اس طرح پکڑ، اس قدر تعمیل کر جس طرح حضرت موسیٰ حضرت خضر کے زیر حکم رہے۔ انسان کی زندگی میں معیت کا بڑا مقام ہے۔ چند گھڑیاں صالحین کے پاس بیٹھنا بندے کی کایا پلیٹ کے رکھ دیتی ہے۔

اہل سلوک نے نسبت کی چار اقسام بتائی ہیں۔ نسبت انعکاسی' نسبت القائی' نسبت اصلاحی اور نسبت اتحادی

نسبت انعکاسی: یہ نسبت راہ سلوک کی کمزور ترین نسبت ہے۔ جب آدمی شیخ کامل کا مرید ہوتا ہے۔ اس کی صحبت میں کچھ وقت گزارتا ہے تو شیخ کے قلب کی کیفیات اس کے دل پر وارد ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ دنیا کی محبت پر اللہ کی محبت غالب آنے لگتی ہے۔ گناہ سے نفرت اور نیکی سے رغبت پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ سب کچھ شیخ کے قلب

Marfat.com

منور کا انعکاس ہے لیکن جب انسان اپنے شیخ سے دور ہوتا ہے تو یہ کیفیت ماند پڑ جاتی ہے۔ دنیاوی خیالات آنے لگتے ہیں۔ چند لمحوں میں وہ سب کچھ زائل ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی آدمی آگ کے پاس بیٹھے تو اسے گرمی محسوس ہو گی لیکن جب آگ کے قریب سے ہٹ جائے تو گرمی ختم ہو جائے گی، جس طرح کوئی عطر والے کے پاس بیٹھے تو خوشبو آئے گی دور ہوا تو نہیں آئے گی۔ جب تک وہ انسان شیخ کامل کے پاس رہا، شیخ کامل کے قلب کے نور کا انعکاس اس پر پڑتا رہا تو اس کی کیفیات پر سرور تھیں لیکن اپنے شیخ سے دور ہٹتے ہی وہ نور و سرور جاتا رہا۔ اسے نسبت انعکاسی کہتے ہیں۔

<u>نسبت القائی</u>: انسان جتنا وقت اپنے شیخ کی خدمت میں گزارتا ہے شیخ کے انوار و برکات اس کے دل پر جم جاتے ہیں بلکہ اس کے دل کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ کہیں آگ جل رہی ہو اور ایک آدمی اپنا چراغ لے کر وہاں سے روشن کر لے اور اس چراغ سے ہٹ بھی جائے تو اب اس کے پاس بھی وہی آگ ہے، اسی طرح چراغ ہے، روشنی کا کام لے سکتا ہے۔ اب شیخ کی نسبت اور اس کے قلب کا نور ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے دل میں چمک اٹھا ہے لیکن یہ نسبت بھی کمزور ہے کیونکہ اس چراغ کا خیال رکھنا پڑتا ہے، اس کو تیز جھونکوں سے بچانا پڑتا ہے، اس میں تیل ڈالنا پڑتا ہے تب یہ روشنی دیتا ہے۔ یہ نسبت القائی ہے۔

<u>نسبت اصلاحی</u>: جب مرید اپنے شیخ کامل کی خدمت میں متواتر رہا، بیعت کیا اور صحیح معنوں میں ہیچ ہو گیا۔ مشائخ فرماتے ہیں مرید اس وقت تک فیضیاب نہیں ہو سکتا جب تک کالمیت بین یدی الغسال اپنے شیخ کے سامنے اس طرح ہو جیسے میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے یعنی اس پر جو چاہے بلا روک ٹوک کرے زجر و توبیخ کرے، سختی کرے، مجاہدے کروائے، ریاضت کی بھٹی میں پکتا چلا جائے حتیٰ

Marfat.com

کہ خالص کندن بن جائے۔

اب وہ اپنے شیخ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوا۔ اس کا دل نور عرفان بن گیا۔ اب یہ اس کا نور نہ بجھتا ہے' اس کو خطرہ ہے' نہ اس کو تیل کی ضرورت ہے' نہ جھونکوں کا ڈر ہے۔ اس کا دل یار کی معیت کے باعث' محبوب کی قربت کے باعث خود' نور بن گیا ہے۔

نسبت اتحادی: صوفیاء اس نسبت کو کامل ترین نسبت کہتے ہیں۔ اس کے اندر مرید اپنے شیخ کی ہستی میں فنا ہو جاتا ہے۔ خود فانی ہو کر لافانی بن جاتا ہے۔ پیرو مرشد کے مابین دوئی کا پردہ ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا حضرت خواجہ امیر خسرو نے فرمایا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں
ناقص نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور جو کچھ اللہ رب العزت کی طرف سے اس کے شیخ کے دل پر وارد ہو رہا ہے اور جو فیض و برکات اور نوار و تجلیات کی بارش شیخ کے دل پر ہو رہی ہے مرید کا دل مانند آئینہ بن گیا ہے اب ان تمام فیوض و برکات کا انعکاس براہ راست مرید کے دل پر بھی وارد ہو رہا ہے۔

دوئی کا نام و نشان تک مٹ جانا، دوئی کا پردہ ہٹ جانا یہ ایک دائرہ ہے۔ اوپر والی قوس عاشق کی، اور نیچے والی قوس معشوق کی ہے۔ دو قوسیں ہیں اور ان کے درمیان ایک لکیر ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ عشق ہے۔ اور عشق کیا ہے؟ وہ عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے۔ نسبت اتحادی کے اندر پردہ ہے۔ اس کو درمیان سے ختم کر دے تو تُو ہی عاشق اور تو ہی معشوق ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سرا سر موم ہو یا سنگ ہو جا
ع: رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی

Marfat.com

کامل معیت میں اپنے آپ کو اس کی صفات میں متصف کر لے۔ اس کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لے اس کی ذات میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے

جس وقت تو نہیں رہے گا تیرا یار رہے گا اور وہ تیرا یار کیا ہے؟ وہ فنافی الشیخ ہے۔ اپنے شیخ میں اگر تو فنا ہے تو وہ بھی اپنے شیخ میں فنا ہے جو شیخ میں فنا ہے وہ فنافی الرسول ہے اور جو رسول میں فنا ہے وہ فنافی اللہ ہے۔ اس وقت زباں تیری ہوگی بولنے والا کوئی اور ہوگا۔ ہاتھ تیرے ہوں گے پکڑنے والا کوئی اور ہوگا۔ زباں ان کی ہوگی لیکن فرمان ہوگا اِنَّ اللّٰہَ یَنۡطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ، میرے عمر کی باتوں کو ویسے نہ سمجھا کرو۔ عمر کی زبان پر اللہ بولتا ہے۔ پاؤں تیرے ہوں گے چلنے والا کوئی اور ہوگا۔ آنکھ تیری ہوگی نورِ بصارت کسی اور کی ہوگی۔ اِتَّقُوۡا بِفِرَاسَةِ الۡمُؤۡمِنِ فَاِنَّهٗ یَنۡظُرُ بِنُوۡرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ جو تیرا عاشق ہے لیکن مَنۡ رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَاَ الۡحَق آئینہ کسی اور کا ہوگا۔ جب یہ نسبت پیدا ہوگی تب تجھے فیوضات و برکات حاصل ہوں گے۔

اللہ رب العزت ہمارے دلوں میں اپنی محبت عطا فرمائے۔ اپنے مشائخ عظام، پیرانِ طریقت کی معیت و صحبت میں بیٹھ کر انوار و تجلیات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

شانِ غوثیہ

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِم وَلَا ھُم یَحْزَنُونَ ۔ صدق اللہ العظیم ۔ قال اللہ تعالی فی شان حبیبہ مخبرا وّ آمراً! ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ، و علی اٰلک و اصحابک یا حبیب اللہ۔

زمانے میں اگر دیکھی تو شانِ قادری دیکھی نبوت کے گلستاں میں ولایت کی کلی دیکھی
تیرے دربار پر یہ بات میں نے ہی نئی دیکھی اِدھر فریاد میں نے کی اُدھر بگڑی بنی دیکھی
حقیقت کھل گئی جب سرزمینِ بغدادکی دیکھی دیارِ غوث کیا دیکھا مدینے کی گلی دیکھی

میرے بزرگو، دوستو، پیر بھائیو! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا حالانکہ ہمارے پلڑے میں کوئی نیکی نہیں تھی۔ نہ ہی ہم نے اس کی عبادت کی تھی۔ یہ اندک پذیر اور بسیار بخش کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، حیوان نہیں بنایا۔ پھر اس نے اپنے کرم کی حد کردی کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب کا امتی بنایا۔ کہ جس کے لیے سابقہ انبیاء کرام کی شدید خواہش رہی کہ اللہ تعالیٰ انہیں نبوت نہ دے بلکہ اپنے محبوب کا امتی بنائے۔ پھر ایک عنائیت اس رحمٰن کی، کہ ہمیں حضور غوث اعظم سرکار کے ماننے والوں کی صف میں شامل فرمایا

انہیں بزرگ ہستیوں کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

ولی، اس کے آشنا، اس کے دوست لا خوف انہیں کوئی خوف نہیں۔ ولا ھم یحزنون، اور نہ ان کو کوئی غم ہے۔ اگر کوئی خوف ہوتا ہے، انہیں اگر کوئی غم دامن گیر ہوتا ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔ باقی ہر چیز سے بے پرواہ، ہر شے سے بے نیاز وہ صرف ذات الٰہی کے عاشق، صرف اس کے طلبگار ہوتے ہیں۔

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا   یہاں جینے کی پابندی وہاں مرنے کی پابندی

حضرت ابوعلی دقاق کے پاس ایک دن ایک درویش آیا اور کہا اے دقاق مجھے خانقاہ کا ایک علیحدہ گوشہ چاہیے کہ میں اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کرسکوں۔ آپ نے ایک حجرہ اس کو دے دیا۔ وہ اس میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ اسے دیکھنے کے لیے گئے تو اس کے کمرے سے اللہ اللہ کی آوازیں آرہی تھیں۔ پھر اس نے آواز دی اے ابوعلی مجھے پریشان نہ کر۔ آپ واپس آگئے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ اللہ کہتے ہوئے فوت ہوگیا۔ آپ نے جا کر دیکھا تو اس کا جسم خاکی بغیر روح کے پڑا تھا۔ انہوں نے باہر جا کر غسال اور کفن لانے کے لیے آدمی بھیجا۔ پھر اندر جا کر دیکھا تو اس کا نام ونشان تک نہ پایا۔ حیران ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں مدعا ہوئے۔ عرض کی یا الٰہی تو نے کیسے بندے کے ساتھ میری ملاقات کرائی ہے۔ کہ وہ پہلے حاضر تھا اور اب سرے سے غائب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ندا آئی، اے ابوعلی تو ایسے شخص کی کیوں تلاش کرتا ہے۔ جس کو اہل جنت نے ڈھونڈا۔ مگر وہ انہیں نہ ملا۔ فرشتوں نے ڈھونڈا مگر بے سود۔ عزرائیل نے اس کو تلاش کیا مگر وہ اس کو بھی نہ ملا۔ حوروں نے اس کو تلاش کیا مگر وہ انہیں بھی نہ مل سکا۔ آپ نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی۔ الٰہی پھر وہ کہاں گیا؟ تو آواز آئی فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ،

Marfat.com

یعنی سچ کی مجلس میں قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا یہاں جینے کی پابندی وہاں مرنے کی پابندی

جب ایک ولی اللہ کا یہ مقام ہے تو جو سید الاولیاء امام الاولیاء ہے ان کا کیا مقام ہوگا۔ ان کا ایسا مقام ہے کہ کسی ولی امت کو یہ مقام حاصل نہیں ہوا۔

یہ ماہ مبارک ربیع الثانی، اس میں حضور غوث پاک کا وصال مبارک ہے۔ اس لیے اس نسبت سے ان کی سیرت پاک، گفتار و کردار، حالاتِ بابرکات کے متعلق عرض کرونگا۔ میں اس قابل تو نہیں کہ ان کا نام نامی لوں مگر یہ ان کا اپنا کرم ہے اور پھر ان کا نام لینا ہم جیسوں کی طاقت سے باہر بلکہ

ہزار بار بشوئم دہن ز مشک و گلاب ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی

میری زبان اس لائق نہیں کہ سرکار کا ذکر کرے۔ بس ان کا کرم شامل حال رہے۔ جناب کا اسم گرامی عبد القادر، لقب محی الدین، اللہ کی طرف سے نام غوث اعظم، کنیت ابو محمد۔ والد ماجد کا نام حضرت ابو صالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جنگی دوست، کہ ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہتے تھے۔

والدہ ماجدہ کا نام سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ملک ایران کے قصبہ جیلان میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ولادت سے پہلے آپ کے والد کو حضور ﷺ نے بشارت دی کہ آپ کو اللہ ایک ایسا فرزند عطا فرمائے گا جو اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہوگا۔

غوث اعظم درمیان اولیاء چوں محمد درمیان انبیاء

اور اس کا مقام و مرتبہ اولیاء کرام میں ایسا ہوگا جیسا کہ میرا انبیاء کرام میں

Marfat.com

ہے۔ پھر تمام انبیاء کرام نے آپ کو بشارت دی کہ ماسوا صحابہ کرام اور آئمہ عظام کے تمام اولیاء کرام اولین و آخرین تمہارے فرزند عظیم ہونگے۔

جس شب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اس شب جیلان میں بھی لڑکے پیدا ہوئے۔ جن کی تعداد گیارہ سو تھی۔ یہ پہلی برکت تھی اس عاشق صادق کی۔ اس رات پورے شہر میں کوئی لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ اولیت ہے کہ جو 1100 لڑکے اس رات پیدا ہوئے۔ وہ تمام کے تمام اولیاء کرام اور مقبول بارگاہ حق ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے مرتبہ ولایت کا علم کیسے ہوا۔ اور کب ہوا۔ تو آپ نے جواب دیا جب میں چھوٹا سا بچہ تھا اور مدرسہ جاتا تھا تو میرے ساتھ کچھ نورانی مخلوق یعنی فرشتے جاتے تھے۔ اور ان لڑکوں کو کہتے تھے کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو جگہ دو، تو وہ میرے لیے جگہ خالی کر دیتے تھے۔ ایک اور کرامت سرکار کی کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال تھی جب سرکار پیدا ہوئے۔

سرکار نجیب الطرفین سید تھے۔ والدہ کی طرف سے حضرت حسین علیہ السلام کی اولاد ہیں اور والد ماجد کی طرف سے حسنی ہیں۔ والد ماجد پرہیزگار متقی ایسے تھے ایک دفعہ جنگل میں کچھ دن عبادت و ریاضت میں گزارنے کے بعد ایک نہر کے کنارے آرہے تھے کہ ایک سیب کو تیرتے ہوئے پایا۔ چونکہ نفس کافی دن سے عبادت و ریاضت میں لگا رہا تھا۔ اس لیے اس کی خواہش پر اٹھا کر کھا لیا مگر فوراً پریشان ہوئے، تو کیسا درویش ہے کہ کسی کے پوچھے بغیر اس باغ کا سیب کھا لیا۔ پھر فیصلہ کیا کہ باغ کے مالک سے جا کر معافی طلب کرنا چاہیے۔ پانی کے الٹے رخ چل پڑے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ نہر کے کنارے باغ ہے۔ اور اس کے درخت نہر کے پانی

Marfat.com

پر جھول رہے ہیں۔ سوچا کہ اس باغ کا سیب ہوسکتا ہے۔ مالک کے پاس پہنچے اور سارا ماجرا سنا کر معافی طلب کی۔ اب حضرت عبداللہ جن کا باغ تھا خود بھی ولی اللہ تھے۔ تاڑ گئے کہ یہ صالح جوان ہے کہ صرف ایک سیب کھانے پر معافی مانگنے چلا آیا۔ فرمایا کہ بیٹا معافی تو مل سکتی ہے مگر تمہیں کچھ عرصہ میرے باغ کی رکھوالی کرنا پڑے گی۔ جب وہ مدت ختم ہوئی تو اجازت چاہی۔ تو جواب ملا کہ میری ایک اور شرط ہے اگر معافی کے طلبگار ہو تو۔ پوچھا فرمائیں۔ فرمایا کہ میری ایک بیٹی ہے جو آنکھوں سے اندھی ہے۔ اور پاؤں سے معذور ہے ہاتھوں سے بیکار ہے کانوں سے بہری ہے۔ اگر تم اس کے ساتھ شادی کی حامی بھرلو تو پھر میں تجھے معاف کروں گا۔ پریشانی تو ہوئی مگر پھر سوچ کر کہ کل حشر کے دن اپنے نانا کو کیا جواب دوں گا۔ کہ ایک آدمی کا حق کھایا گیا تھا۔ شادی کی حامی بھرلی۔ نکاح کے بعد جب اپنے گھر گئے تو نقاب اٹھا کر دیکھا تو ایک صحیح سلامت حسین وجمیل عورت سامنے بیٹھی ہے۔ واپس چلے آئے اور آکر اپنے سسر سے عرض کی کہ وہاں تو کوئی اور عورت بیٹھی ہے جیسی آپ نے ذکر کی تھی وہ ویسی تو نہیں۔ سرکار عبداللہ نے فرمایا، بیٹا وہی تمہاری بیوی ہے۔ وہ آنکھوں سے اس لیے اندھی ہے کہ اس نے کبھی کسی غیر کو نہیں دیکھا اور کانوں سے اس لیے بہری ہے کہ اس نے کبھی کسی غیر کی آواز نہیں سنی اور پاؤں سے اس لیے لولی ہے کہ اس نے میری اجازت کے بغیر کبھی دہلیز کے باہر قدم نہیں رکھا اور ہاتھوں سے معذور اس لیے کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے کبھی کسی غیر شخص کو چھوا تک نہیں۔ تو یوں ابوصالح اپنے گھر والوں کو لے کر جیلان آگئے۔ یہاں غوث اعظم سرکار کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ چھوٹے سے تھے کہ یوم عرفہ کے دن آپ نے دیکھا کہ میدان

Marfat.com

عرفات سے حاجی آرہے ہیں۔ آپ نے اپنی امی جان سے عرض کی اللہ کے واسطے مجھے خدا اور اس کے رسول کے لیے وقف کردو۔ آپ کی امی نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اور جب آپ رخصت ہونے لگے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ نے اسی دینار ترکہ میں چھوڑے تھے۔ چالیس (40) دینار میں آپ کو دیتی ہوں اور گدڑی کے نیچے سی دیئے۔ جب رخصت ہونے لگے تو عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹے کبھی جھوٹ مت بولنا۔ آپ سرکار ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ حجاز مقدس کی طرف حج کے لیے چل پڑے۔ ہمدان کے قریب قافلے کو ڈاکوؤں نے روک لیا۔ مختلف روایات ہیں کچھ روایتوں میں ہے کہ چالیس ڈاکو تھے۔ جب وہ قافلے کو لوٹ رہے تھے۔ تو ایک ڈاکو آپ کے پاس بھی آیا۔ اور پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔ پوچھا کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ چالیس دینار ہیں۔ اسنے تلاش کیے مگر اس کو کچھ نہ ملا۔ ایک اور ڈاکو بھی سرکار کے پاس آیا۔ اس نے بھی پوچھا۔ کہ آپ کو پاس کچھ ہے؟ سرکار نے جواب دیا کہ ہاں چالیس دینار ہیں مگر وہ بھی بچہ سمجھ کر چلا گیا۔ جب تمام قافلے کو ڈاکو لوٹ چکے تو اپنے سردار کے سامنے مال اسباب لاکر ڈال دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ ایک بچہ کہتا ہے کہ اس کے پاس چالیس دینار ہیں۔ مگر اس کے پاس کچھ نہیں نکلا۔ ڈاکو نے کہا اس بچہ کو میرے پاس لاؤ۔ جب سرکار اس سرغنہ کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ وہ چالیس دینار کہاں ہیں۔ تو سرکار نے جواب دیا کہ میری گدڑی کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے پھاڑ کر دیکھا تو واقعی 40 دینار موجود تھے۔ ڈاکو حیران رہ گیا پوچھا کہ ہمیں کیوں بتایا کہ تمہارے پاس پیسے ہیں، حالانکہ یہ دینار آپ کے بچ سکتے تھے۔ سرکار

Marfat.com

نے کہا کہ میری ماں نے مجھ سے کہا تھا کہ بیٹا جھوٹ مت بولنا۔ اس لیے میں جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ یہ سنتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ کہا کہ تم اپنی ماں کی بات کا اتنا پاس کر رہے ہو۔ اور ہم ہیں کہ اپنے رب کے نافرمان ہیں۔ اس نے تمام مال اسباب قافلہ والوں کو واپس کر دیا اور سرکار کے ہاتھوں پر توبہ کر لی۔ اور راہ زنی چھوڑ کر راہبری اختیار کر لی۔ وہ تمام ڈاکو ولی اللہ بن گئے۔

جنہیں سپرد ہے گُل گشت حُسن کی تنظیم وہ پھول صبح سے پہلے کھلائے جاتے ہیں

سرکار فرماتے ہیں محی الدین لقب مجھے ایسے ملا کہ ایک دن میں جمعۃ المبارک کے روز سفر سے بغداد واپس آیا تھا کہ راستے میں ایک نہایت ہی لاغر اور نحیف شخص پر میرا گزر ہوا۔ اس نے کہا مجھے پکڑ کر اٹھاؤ۔ جب میں نے اس کو پکڑ کر سیدھا کیا تو وہ تندرست اور موٹا ہو گیا۔ میں حیران رہ گیا۔ وہ کہنے لگا میں آپ کے نانا کا دین ہوں جو مردہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے۔ آپ محی الدین ہیں۔ جب میں جامع مسجد بغداد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے یا سیدی محی الدین کے الفاظ سے مجھے پکارا۔ بعد از نماز لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور یا محی الدین، یا محی الدین پکارتے ہوئے میرے ہاتھ چومنے لگے۔

حضور سرکار غوث کا مقام و مرتبہ وراءالوریٰ ہے ہماری سوچ اور سمجھ سے بالاتر جس طرح سرکار محمد مصطفیٰ ﷺ کا مرتبہ تمام انبیاء کرام میں ہے کہ تمام انبیاء کرام سے اعلیٰ و افضل، بعینہٖ تصوف کے میدان میں سرکار غوث اعظم کا مرتبہ و مقام تمام اولیاء کرام سے بالاتر ہے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء چوں محمد درمیان انبیاء

Marfat.com

جس طرح ہمارے نبی کے چار یار ہیں اور چاروں کو ماننا شریعت میں عین فرض ہے۔ اس طرح سرکار کے تصوف کے بھی چار سلسلے ہیں چاروں برحق ہیں۔ عزت و تکریم کے اہل۔ اور چاروں کو طریقت میں ماننا درویش پر فرض ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور ہم نے بعض کو بعضوں پر فضیلت دی۔ تمام سلاسل کے مشائخ نے آپ کی بارگاہ سے فیض حاصل کیا ہے۔ مگر قادری سلسلہ کی فضیلت ہے کہ یہ آپ کے نام نامی سے منسوب ہے۔

سلسلہ چشتیہ کے بانی جناب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے پہاڑوں پر عبادت میں مصروف تھے کہ سرکار غوث اعظم نے اس کی طرف معمور ہو کر فرمایا قَدَمِی هٰذَا عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه، میرا یہ قدم سب اولیاء کی گردن پر ہے۔ تو خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پہاڑوں پر اپنا سر مبارک اتنا جھکا لیا کہ زمین کو چھونے لگا۔ اور فرمایا قَدَمُكَ عَلٰى رَأْسِ وَّعَیْنِی یعنی آپ کے دونوں قدم میرے سر اور میری آنکھوں پر۔ بغداد سے اتنی دور آپ نے سرکار کی آواز سنی اور عرضِ نیاز پیش کی۔ حدیث قدسی ہے کہ، اِتَّقُوْا بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

خواجہ معین الدین کا اظہارِ نیاز سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ سید غیاث الدین کے بیٹے نے گردن جھکانے میں سبقت حاصل کی ہے۔ جس کے باعث ہم اسے ولایت ہند عنایت فرمائیں گے۔ الغرض یہ وہی سر نیاز کی برکت ہے۔ کہ آج خواجہ اجمیری کو رسول ہند کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ خواجہ اجمیری اپنے دیوان میں

Marfat.com

سیدنا غوث الاعظم کی مدح سرائی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

یا غوثِ معظم نورِ ھدیٰ مختارِ نبی مختارِ خدا سلطانِ دو عالم قُطبِ علیٰ حیراں ز جلالت ارض و سما

چوں پائے نبی شد تاج سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا

سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بانی شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی بذات خود ان کی دعا سے پیدا ہوئے۔ اس طرح کہ آپ کے والد ماجد کی اولاد نہ تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے بارگاہ غوثیہ میں عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے صالح اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ تم کو سعادت مند فرزند عطا فرمائے گا۔ نو ماہ بعد ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ جب سیدنا غوث الاعظم کو خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا وہ "لڑکی نہیں لڑکا ہے" میں نے اس کا نام شہاب الدین رکھا ہے۔ اس کی عمر دراز ہوگی اور بلند مرتبہ ولی ہوگا۔ لیکن ابرو کے بال اور پستان دراز ہونگے۔ جب والدہ نے گھر آکر دیکھا تو سب علامتیں مرد کی پائیں۔

شیخ الشیوخ کے چچا ابو نجیب نے بارگاہ غوثیہ میں عرض کی یا سیدی! میرا یہ بھتیجا علم الکلام میں مشغول ہے کہ ہر چند منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آیا۔ حضرت غوث الاعظم نے فرمایا اے عمر کون کون سی کتاب پڑھ لی ہے۔ عرض کی فلاں فلاں کتاب۔ آپ نے اپنا دست مبارک شیخ الشیوخ کے سینہ پر رکھا وہ فرماتے ہیں کہ بخدا سب کتابیں میرے حافظے سے اتر گئیں۔ اور اس دست مبارک کی برکت سے جملہ علوم باطنی سے میرا سینہ بھر گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ پایا سیدنا غوث الاعظم کی برکت سے پایا ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے بارے میں حضور

Marfat.com

غوث الاعظم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ میرے وصال کے ایک سوستاون سال بعد ایک مرد قلندر بہاؤ الدین محمد نقشبند پیدا ہوگا جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، روایت ہے کہ جب خواجہ نقشبند نے اپنے مرشد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے تلقین لی تو انہوں نے اسم ذات کا ورد کرنے کا حکم دیا۔ مگر آپ کے دل پر اسم اعظم کا نقش نہ جما۔ پریشانی کی حالت میں جنگل کی طرف نکل پڑے۔ راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے فرمایا کہ مجھے اسم اعظم حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ہے۔ آپ بھی ان کے طرف متوجہ ہوں۔ آپ نے مناجات کی تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا غوث الاعظم نے اپنے دست مبارک سے اسم اعظم آپ کے دل پر جما دیا۔ کیونکہ ہاتھ کی پانچ انگلیاں لفظ اللہ کی شکل پہ ہیں۔ اور اسی وقت آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی نصیب ہوا۔ اس سبب سے آپ کا لقب نقشبند مشہور ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس رات کے فیوض و برکات ہیں۔ جس میں سیدنا غوث الاعظم نے مجھ پر عنایت کی ہے۔ چنانچہ آج بھی دربار غوثیہ میں آپ کے سرہانے کی جانب خواجہ نقشبند کے مدحیہ اشعار لکھے ہیں۔

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبد القادر است　　سرورِ اولادِ آدم شاہ عبد القادر است

آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم　　نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبد القادر است

تمام مشائخ آپ سے فیض و برکت حاصل کرتے ہیں۔ غوث بہاء الدین زکریا ملتانی فرماتے ہیں۔

گوئیم زِ کمالِ تو چہ غوث الثقلینا　　محبوبِ خدا ابنِ حسن آلِ حسینا

سرَ در قدمت جملہ نہادند و بگفتند　　تاللہِ لقد اثرک اللہ علینا

Marfat.com

یہ بات متفق علیہ ہے کہ تمام کے تمام سلسلہ کے اکابرین اور جملہ مشائخ عظام حضور کے قدم کا انکار نہیں کر سکتے۔ آپ اللہ کی طرف سے معمور ہیں۔ اور آپ کا فیض تا ابدالآباد رہے گا۔ کیا خوب فرمایا

وِک گئیاں تیرے ناں اتوں تیرے نام نوں جگ سجاندائی
میرے گل پٹا تیرے نام والا اگے کون کمینی نوں جاندائی
تیرا نام لے کے لنگھ پار جاساں مینوں آسرا پیر اعوان دائی
لگے رحمتا بھاگ کمینیاں نوں اے فیض شاہ جیلان دائی

ایک روز وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک ہوا میں اڑ کر فرمایا! اے اسرائیلی ذرا توقف کر اور محمدی کا وعظ سنو۔ جب آپ واپس اپنی جگہ پر تشریف لائے تو لوگوں نے دریافت کیا حضور یہ کیا ماجرا تھا۔ آپ نے فرمایا ابو العباس (خضر) ہماری مجلس وعظ سے گزر رہے تھے تو میں نے ان کو آواز دی کہ محمدی کا وعظ بھی سنتے جایئے۔

جب آپ وعظ فرماتے تو الحمد للہ سے شروع کرتے۔ فرماتے روئے زمین کا ہر ولی غائب و حاضر خاموش ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ہر کلمہ کے بعد رکتے اور درمیان میں کچھ وقفہ اور سکوت فرماتے۔ بس زندہ اولیاء کرام اپنے جسموں کے ساتھ اور وفات شدہ اپنی روحوں کے ساتھ شریک وعظ ہو جاتے۔ بعض اوقات حاضرین کی تعداد ستر ہزار سے تجاوز کر جاتی۔ جب اثنائے وعظ یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری ہوتے کہ اب قال ختم ہوا اور حال کی طرف مائل ہوئے۔ تو لوگوں میں اضطراب وجد اور حال کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ کوئی گریہ و فریاد کرتا کوئی کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لیتا۔ آپ کی مجلس وعظ سے روز ہیبت، تصرف، عظمت اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے نکلتے۔ آپ کی مجلس وعظ میں جن خوارق، کرامات، اور تجلیات کا ظہور

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے بے شمار ہیں۔ سرکار خود فرماتے ہیں۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَدُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید! تو کسی خیل خور سے ڈر کیونکہ میں جنگ میں ثابت قدم اور دشمنوں کا قاتل ہوں۔ میرا دستِ اعانت مریدوں پر ایسے چھایا ہوا ہے جیسے آسمان زمین پر چھایا ہوا ہے۔

ابو وفا فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام سے سرکار کا رتبہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبت کا خوشگوار جام عطا فرمایا کہ جو کسی اور قطب یا ولی کو نصیب نہیں ہو سکا۔ داروغہ دوزخ کا نام مالک ہے۔ اس سے سرکار نے پوچھا کہ میرے کتنے مریدوں کا نام تیری لسٹ میں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ آپ کی برکت سے میرے دفتر میں تیرے کسی مرید کا نام نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے ستر مرتبہ اللہ سے عہد لیا کہ اَلْمُرِیْدِیْ لَا یَمُوْتُ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَان۔ میرا مرید نہیں مرے گا مگر ایمان پر۔ یعنی ابتداء میں کیسا آلودہ معیت کیوں نہ ہو۔ لیکن وقت آخر جب قادری طریقہ میں قدم رکھے گا تو تائید ایزدی اس کے شامل حال ہو جائے گی۔ اور موت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور نظر فیض اثر سے لطیفۂ قلب اسم اعظم اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری ہو جائیگا۔

شاہِ بغداد سدا بول ہے بالا تیرا کیوں نہ ہو صاحبِ معراج ہے بابا تیرا
تو ولایت کا وہ دولہا ہے کہ با عجز و نیاز اولیاء پڑھتے ہی ہر دور میں سہرا تیرا

جس کو بھی جو کچھ ملا سرکار غوث اعظم کی نظر عنایت سے ملا ہے۔ سرکار خود قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

Marfat.com

جو دریاؤں میں اپنا راز ڈالوں، آب ہو غائب، خدا کی شان سے ہر بحر ہو نا پید، پیدا کر

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالٖ

اگر ڈالوں میں اپنا راز پتھر کے پہاڑوں میں، تو ریگِ دشت کے ذروں میں گم ہو جائیں پس پس کر۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالٖ

اگر ڈالوں میں اپنا راز آتش پر تو ٹھنڈی ہو، کچھ اس انداز سے روشن نہ ہو پھر فرشِ گیتی پر

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اگر ڈالوں میں اپنا راز لوگو! جسم بے جاں پر خدائے پاک کی قدرت سے اٹھے زندگی پا کر۔

وَمَا مِنْھَا شُھُوْرٌ اَوْ دُھُوْرٌ تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالٖ

زمانہ یا مہینہ ایسا دنیا میں نہیں آتا، غلامانہ سلامی جو نہ دے پہلے مرے در پر۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاتِیْ وَیَجْرِیْ وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرُ عَنْ جِدَالٖ

مجھے ماضی و مستقبل سے خود آگاہ کرتا ہے، میرا تابع ہے سارا وقت، چپ اے منکرِ خودسر

اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار غوثیت مآب کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

خطاب برموقع عرس مبارک

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یٰاَیُّھا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ صدق اللہ العظیم' قال اللہ تعالیٰ فی شان حبیبہ مخبرا وَّ امراً! ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما' الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، و علیٰ اٰلک و اصحابک یا حبیب اللہ۔

بسوئے حال زارم نظر کن اے غوث دورانی　　کرم فرمودہ ای برخاکسارم کرم سبحانی
بصورت شیخ دیدم مصطفیٰ آنکہ جمال اللہ　　رخ خواجہ ما مثل تو شد اوراق قرآنی
غیاث المستغاث خواجہ و سالار ازلی ما　　نگہ دارم بسوئے طاہرم اے جان جانانی

میرے دوستو۔ بزرگو، پیر بھائیو! یہ عرس مبارک ہمارے مرشد و مربی، ہادی و رہنما، سیدی وسندی، قدوۃ الاولیاء، عاشق رسول الثقلین، حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری قدس اللہ سرہ المعنوی کا یوم وصال ہے۔

عرس شریف کے حوالے سے کچھ معروضات دوستوں اور پیر بھائیوں کی خدمت میں عرض کروں گا۔ ۱۹۸۵ کے سالانہ عرس شریف پہ میرے حضرت غریب نواز نے خطاب فرمایا۔ آپ کا وہ خطاب کتاب "فیضان کرم" میں شائع ہو چکا ہے۔ حضور نے اپنے خطاب کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا۔ "سب مل کر پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یہ کلمہ گواہ ہے کہ میں نے اپنے ضمیر اور سمجھ کے مطابق ایک دینی اجتماع منعقد کیا ہے۔ اور اس کا مقصد اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی ہے۔"

یہ جگہ حضور کے فیوض و برکات سے ہمارے لیے عرفان و آگہی کا ایک مرکز ہے۔ یہاں پر آنے کا جو مطلب اور مقصد ہے وہ عرفان حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ بس

Marfat.com

یہاں کبھی کوئی کسی اور خیال سے نہ آئے۔ یہی چیز پیش نظر رہے۔ یہاں کوئی ذاتی منفعت یا غرض وغایت کے لیے نہ آئے۔ ہم نے عرس کو حضرت غریب نواز کے فرمان کے مطابق ایک دینی اجتماع کی شکل دی ہے۔ تمام پیر بھائی یہاں تشریف لائے ہیں کبھی آپ نے سوچا ہے کہ یہاں کیوں آئے ہیں؟۔ کون سا مقصد آپ کو یہاں لاتا ہے۔ کیا اسی لیے آئے ہیں کہ دربار شریف سے ملحقہ بازاروں میں گشت کریں۔ کبھی ایک طرف گھومنے نکل گئے اور کبھی دوسری طرف۔ کبھی کسی دکان پر بیٹھ گئے اور کبھی کسی ہوٹل پر۔ دوستوں اور یاروں کے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش گپیوں کی محفلیں! ہرگز نہیں! یہ تو آپ کے آنے کا مقصد نہیں۔ آپ لوگوں کا سو میل یا دو سو میل کی مسافت کر کے آنا۔ کراچی سے لے کر ہری پور، ہزارہ تک لوگ آئے ہوئے ہیں۔ غور فرمائیں۔ مدعا مقصد کچھ اور ہے۔ اس مقصد کی تجدید کے لیے یہ بندہ آپ کے سامنے عرض گزار ہوا ہے۔

بے شک یہ سب کچھ نسبت کا فیضان ہے۔ نسبت ہی کے باعث ہم سب اکٹھے ہوئے ہیں۔ نسبت کی بڑی برکات ہیں۔ لیکن نسبت کہا کسے جاتا ہے۔ ہم لوگ اس کے مفہوم سے بھی آشنا ہیں کہ نہیں۔ اب جو آیت مبارکہ میں نے پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس کے متعلق کچھ معروضات اپنے پیر بھائیوں کے گوش گزار کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ مل جاؤ۔ یہ ایک مختصر آیت مبارکہ ہے لیکن جامعیت اور فضل و کمال میں بڑی پر معنی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اللہ کریم نے دریا کو ایک کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم فرمایا ہے۔ اس آیت کو

Marfat.com

یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے حکم کے لیے منقسم فرمایا ہے۔ پہلی چیز کیا
ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یاایھا الذین آمنو، اے ایمان والو۔ دوسری چیز کیا ہے؟ اتقو
اللہ، اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے کون ڈرتا ہے جو صاحب تقوی ہو۔ یعنی متقی بن جاؤ۔ اور
تیسرا حکم کیا ہے وکونوا مع الصدقین، یعنی خاصان الٰہی کے ساتھ مل جاؤ۔ ان تین
چیزوں کا اللہ رب العزت نے اس آیت میں حکم ارشاد فرمایا ہے۔ پہلا حکم ہے، یاایھا
الذین آمنوا: اے ایمان والو! اس نکتہ پر غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعوت فکر کن
لوگوں کو دی ہے؟ خطاب کسے فرمایا ہے؟ نصیحت کسے فرمائی؟ ایمان والوں کو۔ حالانکہ
اللہ رب العزت یاایھا الناس بھی فرما سکتا تھا۔ کہ اے لوگو۔ لیکن نہیں۔ فرمایا، یاایھا
الذین آمنوا، اے ایمان والو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب فرمایا ہے۔ بے
ایمانوں کو مخاطب ہی نہیں فرمایا۔ مثال کے طور پر شادی پہ وہی آتا ہے جسے بلایا جائے
۔ جسے بلایا ہی نہ جائے وہ شادی پر کیسے آئے گا۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے اپنی معرفت، ومعیت کا۔ اپنے قرب کا اظہار فرمایا۔ جن
لوگوں کے تقرب سے اس کا قرب حاصل ہوتا ہے تو اعلان کر کے فرمایا ایمان والوں کو
یاایھا الذین آمنوا۔ دوسرا معنی اس جملہ کا کچھ اس طرح ہے کہ ایمان والو! بے شک
ایمان لائے ہو تم صاحب ایمان ہو۔ لیکن ابھی تمہاری تکمیل نہیں ہوئی۔ ایک بندہ۔
اِقْرَارٌ بِالِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ زبان سے اقرار کیا اللہ رب العزت کی وحدانیت
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اور دل کے ساتھ تصدیق بھی کی۔ لیکن اس کے باوجود

Marfat.com

ی مکمل نہیں ہوا۔ کہ اللہ کریم نے مزید فرمایا اتقوا اللہ، اللہ سے ڈرو۔ یعنی تقویٰ اختیار
رو۔ بے شک تم ایمان والے ہو، صاحب ایمان ہو، میں نے اس نعمت عظمیٰ سے
ضیاب کیا۔ لیکن اب اللہ سے ڈرو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی میری رضا میں سرشار
ہو۔ میرے حکم کے سامنے اپنے سر کو جھکائے رکھو۔ تمہارا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا اس
ب العرض وسما کے لیے ہو۔ اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ
سُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میری نماز میری قربانی، میرا جینا اور میرا
رنا اللہ کے لیے ہے جو کہ دو عالم کا پروردگار ہے پالنہار ہے۔ یعنی سرشار عشق الٰہی ہو جا
اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ قَدْ تَرَاہُ خدا کو دیکھ کر عبادت کرو۔ نمازی کے
لیے پہلا حکم ہے کہ خدا کو دیکھ کر عبادت کرے۔ اللہ کو دیکھ کر سجدہ کرے۔ اگر رب کو
یکھنے کی لیاقت تمہاری آنکھوں میں نہیں، تو نے اپنی آنکھوں سے دیوانگی کا پردہ ابھی
ہیں ہٹایا تو یہی تصور کر لے میرا رب تو مجھے دیکھ رہا ہے۔

ندر نماز ہر کہ نہ بیند جمالِ دوست　　فتویٰ ہمی دہم کہ نمازش قضا کند

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ، تو مطلب یہ ہے کہ بندہ ایمان لے آیا تکمیل
ہوئی۔ دوسرا سٹیپ اللہ سے ڈرنا یعنی تقویٰ اختیار کرنا۔ متقی ہو جانا، پرہیز گار بن جانا
ہے۔ اس طرح محبوب حقیقی کی محبت اور عشق میں سرشار ہو جانا۔ میرے خواجہ حضرت
غریب نواز اکثر یہ بیت پڑھا کرتے تھے۔

کہ نیست در ہمہ عالم با اتفاق امروز　　جز آستانہ تو مقصدے و ملجائے

یہ علامت تقویٰ اختیار کرنے والوں کی ہے۔ میرے رب کے علاوہ کسی اور
چیز کی غرض و غایت نہ رکھنا اسے بھی تقویٰ کہتے ہیں۔

Marfat.com

☆ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دن ایک مسجد کے قریب سے گزر ہوا۔ ایک مولوی صاحب منبر پر بیٹھ کر تقریر فرما رہے تھے اور ان کا موضوع سخن جنت اور اہلیان جنت تھا۔ یعنی جنت اور جنت میں باقی رہنے والے، ان کے اوصاف بیان کرر ہے تھے۔ اہلیان جنت کی تعریف! حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ اور بذات خود جنت! جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ، وہ اللہ کی محبوب بندی، وہ اس کی محبت میں جگر سوختہ لے کر پھرنے والی جس وقت یہ آواز ان کے گوش پر وارد ہوئی بے ساختہ فرمانے لگیں ارے! ٹھہر جا جنت کا نام پھر لینا پہلے اس کے مالک کو تو راضی کر لے۔ ارے تجھے کیا معلوم کہ جنت اور دوزخ کیا ہے یار کی ناراضگی کا نام دوزخ اور یار کی رضا کا نام جنت ہے"۔

عاشق کے لیے درویش کے لیے، عارف کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہر وہ کام جس میں اس کے محبوب و مطلوب کی خوشنودی و رضا ہو وہی اس کے لیے بہشت ہے۔ اور جس میں اس کی ناراضگی کا پہلو ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی دوزخ نہیں۔ دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ وہ ذات پاک ناراض ہوئی تو شداد ملعون پر، تو وہی جنت جو اس نے اپنے اور اپنے وزراء و امراء کے سکون و آرام کے لیے بنائی تھی، وبال جان بن گئی۔ ایک پاؤں نہ رکھ سکا کہ ہلاک و برباد ہو گیا۔ مگر جب راضی ہوا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام پر تو وہی دوزخ وہی آگ جس کا کام جلانا ہے جس کا کام اذیت و تکلیف دینا تھا۔ فرمایا یَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ دوزخ کسے کہتے ہیں آگ کو جو بندے کو اذیت دے۔ وہی نار، وہی دوزخ اب بہشت بن گئی۔ ابراہیم پر سلامتی والی ہو گئی۔ خلیل اللہ کے لیے اب وہی بہشت بن گئی۔

Marfat.com

یہ محبت اور اخلاص ہونا چاہیے۔ اللہ کریم سے محبت و الفت، اسکی رضا ہونی چاہیے۔ اور رضا کا حصول متقیوں کا کام ہے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ رب العزت نے فرمایا کہ متقی ہونے سے بھی تکمیل ایمان نہ ہوئی۔ تقویٰ اختیار کیا پھر بھی تکمیل ایمان نہ ہوئی۔ سردار الاصفیاء حضرت اعلیٰ سید سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بخاری میرے غریب نواز کے آقائے نعمت اور مرشد و مربی فرماتے ہیں۔

سن مومن جس مومن ہو کر میں اک پیر بنایا سینے نمازاں، روزے، عملاں رب دوزخ وچہ پایا

شیخ کی معیت نصیب نہ ہوئی تو کچھ بھی نہ پایا، شیخ کی حضوری سے فیض یاب نہیں ہوا تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔

تیسرا حکم اس آیت مقدسہ میں ہے، وکونوا مع الصدقین، صالحین امت کی معیت و رفاقت اختیار کرو۔ خاصان الٰہی کی نوکری اختیار کرو۔ یعنی تمہاری تکمیل ان کے قدموں سے وابستہ ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ قافلۂ سالارِ عشق رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِّ پیر دامنِ آں نفس کش را سخت گیر

اے درویش! اپنے شیخ کے سایہ کے بغیر تو کبھی نفس کو نہیں مار سکے گا۔ اور نہ مقصود حاصل کر سکے گا۔ اس نفس کشی کے بغیر کبھی عرفان و آگہی کا راستہ طے نہ ہوگا۔ بغیر اس کی راہبری کے تیرا بد کردار نفس نجات نہیں پا سکتا۔ اس کا دامن مضبوطی سے تھام لے جس نے خود نفس کشی کی۔ اور پھر بعد ازاں اللہ رب العزت کی طرف سے اصلاح نفوس کے لیے مامور ہوا۔ یعنی پیر کامل کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ہست بس پر آفت و خوف و خطر

Marfat.com

پیر کو حاصل کرو۔ اس کے وسیلہ اور کامل معیت کے بغیر تو کبھی یہ سفر (راہ خدا) طے نہیں کر سکے گا۔ اور نہ معرفت خداوندی حاصل کر سکے گا۔ بغیر پیر کے یہ راہ نہایت پرخوف وخطر ہے۔ اس راستے میں ایسی ایسی گھاٹیاں ہیں جن سے تو ناواقف ہے۔ مثلاً ایک عام دنیادار بندہ ہے۔ اس پر شیطان ہر روز صرف ایک مرتبہ حملہ کرتا ہے۔ اور وہ خیال کرتا ہے کہ یہ میرے زیر اثر ہے۔ جس وقت چاہوں گا اسے اپنے دام میں گرفتار کرلوں گا۔ لیکن جو ذکر وفکر کرنے والا آدمی ہے دُرویش ہے۔ اس کی صحبت والفت اور اس کا ذوق وشوق رکھنے والا ہے۔ اس پر روز ستر مرتبہ حملے کیے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ چور اسی گھر میں چوری کرنے کے لیے آتا ہے جس گھر میں کچھ مال وزر ہو۔ سنگ مرمر کی کوٹھی بنی ہو بنگلہ بنا ہو، بے شک دروازے کھلے ہوں اگر اس میں گندگی پڑی ہے، گوبر پڑا ہے، کیچڑ پڑا ہے کوئی نہیں ادھر جائے گا۔ کوئی بھی اس میں جانا گوارا نہیں کرے گا۔ بیٹھنا تو کجا ہے۔ اور اگر تنکوں کی جھونپڑی ہو مٹی کا گھروندا ہو۔ اس میں سونا پڑا ہو، چاندی پڑی ہو زروجواہر پڑے ہوں۔ جب بھی چور آئے گا اس کوٹھڑی کا نشانہ لے گا۔ وہیں سراغ لگائے گا۔

درویش کے اندر بھی ایک بے بہا خزانہ ہے۔ اور وہ خزانہ کیا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت ومعرفت کا۔ اصل درویش کا مفہوم بھی یہی ہے۔ لفظ دُرویش ہے۔ ہمارے بعض پیر بھائی دَرویش کہتے ہیں۔ اس مبارک طائفہ کے ساتھ جو وابستہ لوگ ہیں یہ ان کی توہین ہے۔ اسطرح نہیں کہنا چاہیے ہمیشہ کہنا چاہیے دُرویش یعنی دال پر پیش ہے زبر نہیں۔ اگر دَرویش کہا جائے تو اس کا معنی کچھ اس طرح بنتا ہے دَر کہتے ہیں دروازے کو اور ویش کہتے ہیں کاروبار کرنے والا۔ تو دَرویش کا معنی ہوا دَر دَر مانگنے

Marfat.com

والا۔ لیکن جنہوں نے ایک ہی دروازہ دیکھا ہو اور پھر جو اس دروازے کے سوالی ہیں دو عالم ان کے دروازے کا سوالی ہے۔ پھر وہ کہاں در در مانگتے ہیں۔

ع: جنہاں ویکھ لیا اس ماہی نوں اوہ غیر دی حاجت نہیں رکھدے

جو اس کی درگاہ کے سوالی ہیں پھر سارا جہان ان کی بارگاہ کا سوالی ہے۔

تیری نسبت نے سنوارا میرا اندازِ حیات میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا

اس مبارک طائفہ سے جو لوگ منسلک ہیں۔ انہیں دُرویش کہا جاتا ہے۔ دال پر پیش ہے دُر کہا جاتا موتی کو، ہیرے کو، گوہر کو، اور ویش کاروبار کرنے والا۔ یعنی دُرویش کا مفہوم ہے ''لالاں داوپاری'' یعنی ہیرے اور جواہرات کا کاروبار کرنے والا۔ اور وہ گوہرو جواہر انہیں تشبیہ دی گئی ہے ذکر الٰہی کے ساتھ۔ یہ اسم ذات، نفی اثبات، تصور شیخ، مراقبہ، مشاہدہ، سرّی، اخفی، وغیرہا۔ یہ سب کچھ ہمیں شیخ کی وساطت سے انعام فرمائے ہیں۔ یہ اللہ کریم کی خاص نعمتیں ہیں۔ ان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے شیطان ہمیشہ ان کی تاک میں رہتا ہے۔ لہذا عارف روم فرماتے ہیں۔ کہ جاننے والے کے بغیر تو کبھی اس راستے کو طے نہیں کر سکے گا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

میرے سامنے ڈاکٹر علی محمد سندھی صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ حضرت اعلیٰ دھڑوی سرکار اس شعر کا منظوم ترجمہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ ہوندا مولوی جے غلامی نہ کریندا شمس دی

وہ مولوی تھا بہت بڑا عالم تھا۔ جب شمس تبریزی کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال لیا خود کو اس کا غلام بے دام کہلایا۔ اس کے راستے کی اپنے آپ کو زمین بنا لیا۔

Marfat.com

اس وقت روم کا مولا بن گیا۔

چوں گرفتی پیر را تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

شیخ کو اس طرح پکڑ اور قبول کر۔ اس طرح شیخ پر یقین و ایقان رکھ۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے زیر حکم رہے۔ اللہ رب العزت نے موسیٰؑ اور خضرؑ والا قصہ جو قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔ سر بسر آداب شیخ کے لیے رقم فرمایا ہے۔ یہ قصہ اتنا وسیع و بلیغ اور تفصیل سے قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ پڑھنے سے تمام اشکال آسان ہو جاتے ہیں۔ اور ازالہ اوہام بدرجہ اتم اس قصہ میں مرقوم ہیں۔ سیدنا خضر علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے حضرت موسیٰ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ 1: جنہوں نے کشتی میں کرایہ تک نہ لیا اور تکریم و تعظیم کی ان کی کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا۔ 2: ایک معصوم بچے کو قتل کر دیا۔ 3: جس بستی والوں نے پانی تک نہیں پوچھا ان کی جھکی ہوئی دیواروں کو مرمت کر کے درست کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے دریافت کیا تو فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں آپ نہیں جانتے۔ جو اللہ کریم نے مجھ پر القاء فرمایا ہے اس کا مفہوم کچھ اور ہے۔ جس وقت تمام اسرار سے حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو آگاہ کر دیا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام عش عش کر اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا قصہ اتباع شیخ کے لیے رقم فرمایا ہے۔ یہ سب بارگاہ یار کے تقاضے ہیں

ع: سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں گزرے

بیعت کا مقصد کیا ہے؟ بیع ہو جانا، بک جانا۔ اس جان کا پہلے تو مالک ہے، اب جو مالک حقیقی ہے اس کی ملکیت میں دے دینا۔ اب تجھے کیا، اس کی مرضی جو

Marfat.com

کرے۔تمہارا کام ہے سر نیاز بارگاہ یار میں جھکا دینا۔وہ اٹھائے نہ اٹھائے۔وہ اٹھا لے تو بہتری ہے اگر نہ اٹھائے تو پھر بھی بہتری ہے۔تجھے اس سے کیا۔لہذا جب تک شیخ کی میعت حاصل نہ ہو بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اب دیکھنا ہے کہ نسبت کسے کہا جاتا ہے۔شیخ کامل کی خدمت میں بندہ حاضر ہو گیا۔ اور اپنا تعلق اپنے مرشد و مربی سے جوڑ لیا۔اب کس طرح اس کی بارگاہ میں رہنا ہے۔ اہل سلوک نے نسبت کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں۔1: پہلی نسبت انعکاسی ،2: دوسری نسبت القائی 3: تیسری نسبت اصلاحی 4: چوتھی نسبت اتحادی۔☆ پہلی نسبت انعکاسی: نسبت انعکاسی یہ تمام سے کمزورترین نسبت ہے۔مرید اپنے پیر کے پاس جاتا ہے۔اس کی معیت میں بیٹھتا ہے۔اس کی معیت اس کو حاصل ہوتی ہے۔ چند گھڑیوں کے لیے جس وقت تک وہ اپنے شیخ کی خدمت میں بیٹھا رہتا ہے اس وقت اس کے اندر جذبہ پیدا ہوتا ہے،ذوق آتا ہے،شوق بیدار ہوتا ہے،اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنے آپ کو مستغرق تصور کرتا ہے۔لیکن جس وقت گھر آتا ہے تو نسبت زائل ہو جاتی ہے۔یہ کمزورترین نسبت ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ بندہ ایک ایسے آدمی کے پاس گیا جس نے خوشبو لگائی ہوئی ہے۔جتنی دیر اس خوشبو لگائے ہوئے بندے کے پاس بیٹھے گا خوشبو آئے گی۔جب اٹھ کے چلا گیا خوشبو نہیں آئے گی۔دوسری مثال یہ ہے کہ سردیوں کے موسم میں آدمی آگ کے پاس جائے اس کو گرمی لگے گی،وہ تپش محسوس کرے گا،لیکن جس وقت وہ آگ سے دور ہو جائے اس وقت پھر سردی محسوس کرے گا۔یہ تصوف کی کمزورترین نسبت ہے۔

☆ دوسری نسبت ہے القائی: درویشوں کے پاس دو چار دن رہنا، چند دن

Marfat.com

اخلاص کے ساتھ درویش کے پاس رہا، ان کی صبح شام خدمت کی، ایک دن نظر فرمائی، پھر کیا ہوا جب وہ گھر گیا اس نسبت کا جو ایک حصہ اس کے دل پر راسخ ہو گیا۔ کسی وقت بھی مالک کا کوئی نام لے یا اللہ رب العزت کی محبت کا کوئی نغمہ چھیڑے تو اس کے دل میں سوز پیدا ہوتا ہے۔ اس کو نسبت القائی کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی آدمی آگ کے پاس گیا اور اس کے پاس چراغ ہے، اس نے اپنے چراغ کو آگ سے روشن کر لیا اب وہی آگ اس کے پاس ہے جہاں لگانا چاہے لگ سکتی ہے۔ لیکن نہیں اب حفاظت کی بڑی ضرورت ہے۔ ہمیشہ واسطے آگ اس کے پاس نہیں۔ تیل ختم ہو جائیگا آگ ختم ہو جائیگی۔ ہوا لگے گی آگ ختم ہو جائیگی۔ یہ نسبت القائی ہے۔

☆ تیسری نسبت: اصلاحی ہے۔ اولیائے کرام کے ساتھ ان کی معیت میں رہنا۔ ایک درویش اپنے مرشد کی خدمت میں رہا کچھ عرصہ اپنے آپ کو اس کی رضا میں سرشار کر لیا۔ جس طرح کہ فرمایا گیا ہے، کَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدِيِ الْغَسَّالِ شیخ کے ہاتھ میں مرید کو ایسی حیثیت رکھنی چاہیے جس طرح غسال کے سامنے میت ہوتی ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے اس کو الٹ پلٹ کرتا ہے۔ اس پر پانی ڈالے نہ ڈالے اس کے سامنے حاضر ہے۔

حاضر ہوں خواہ قتل کرو، خواہ بخش دو   میرے بُرے بھلے کا تمہیں اختیار ہے

شیخ مجاہدے کرواتا ہے، مجاہدے کرتا ہے، ریاضتیں کرواتا ہے، ریاضتیں کرتا ہے۔ شیخ کہتا ہے کہ ساری رات مصلے پر کھڑے رہو۔ تو مصلّے پر کھڑا رہتا ہے۔

☆ چوتھی نسبت اتحادی: ہے شیخ کے ساتھ اس قدر تعلق پیدا کر لینا کہ دوئی کا پردہ ہٹ جائے۔ یہ سب سے دائم اور قائم رہنے والی نسبت ہے۔ جیسے۔

Marfat.com

من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم، تو جان شدی

تا کس نا گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

دوئی کا نام ونشان تک مٹ جانا، دوئی کا پردہ ہٹ جانا یہ ایک دائرہ ہے۔ اوپر والی قوس عاشق کی، اور نیچے والی قوس معشوق کی ہے۔ دو قوسیں ہیں اور ان کے درمیان ایک لکیر ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ عشق ہے۔ اور عشق کیا ہے؟ وہ عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے۔ نسبت اتحادی کے اندر پردہ ہے۔ اس کو درمیان سے ختم کر دے تو تُو ہی عاشق اور تو ہی معشوق ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سرا سر موم ہو یا سنگ ہو جا

ع: رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی

کامل معیت میں اپنے آپ کو اس کی صفات میں متصف کر لے۔ اس کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لے اس کی ذات میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے

جس وقت تو نہیں رہے گا تیرا یار رہے گا اور وہ تیرا یار کیا ہے؟ وہ فنافی الشیخ ہے۔ اپنے شیخ میں اگر تو فنا ہے تو وہ بھی اپنے شیخ میں فنا ہے جو شیخ میں فنا ہے وہ فنافی الرسول ہے اور جو رسول میں فنا ہے وہ فنافی اللہ ہے۔ اس وقت زباں تیری ہوگی بولنے والا کوئی اور ہوگا۔ ہاتھ تیرے ہوں گے پکڑنے والا کوئی اور ہوگا۔ زباں ان کی ہوگی لیکن فرمان ہوگا اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ، میرے عمر کی باتوں کو ویسے نہ سمجھا کرو۔ عمر کی زبان پر اللہ بولتا ہے۔ پاؤں تیرے ہوں گے چلنے والا کوئی اور ہوگا۔ آنکھ تیری ہوگی نورِ بصارت کسی اور کی ہوگی۔ اِتَّقُوْا بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ

Marfat.com

اللہ عَزَّوَجَلَّ جو تیرا عاشق ہے لیکن مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَاَالْحَقّ آئینہ کسی اور کا ہوگا۔
جب یہ نسبت پیدا ہوگی تب تجھے فیوضات و برکات حاصل ہونگے۔

سردارالاصفیاء حضرت سید سردار علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

میں ہاں ابرو شیر ماہی بنی نین پیشانی قسم ربانی
گردن گوش تے زلفاں بازو مژگاں مثل کمانی قسم ربانی
میں ہاں ماہی، ماہی، میں ہاں، نہیں ایہہ بات حیرانی قسم ربانی
سردار علی بن شیرن بیٹھا کر برقعہ یکسانی قسم ربانی

میرے حضرت غریب نواز ایک دعوت پر تشریف لے گئے، دیکھیں کامل معیت کیا ہے حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

یا اللہ فضل کر اس مکین و مکاں
سرداران رحمۃ اللہ علیہ جو رہے اس میں پل یا گھڑی
لگی رہے تیرے نام کی حب جھڑی

اپنی ہستی کو یار کی ہستی کے سامنے قربان کر دیا۔ من نیم اوست، میں نہیں ہوں بس محبوب ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جب ہَر ہے تب ہم نہیں جب ہم ہیں ہَر ناں
پریم گلی تنگ اتنی جو دو سماوے ناں

دوئی کا وہم تک مٹا دیا۔ اب وہی ہے، تو کہاں ہے۔ اپنے آپ کو اس طرح نیست و نابود کردے، لا الہ الا اللہ۔ حضرت اعلیٰ دہڑوی فرماتے ہیں۔

ص: ضامنا ضامنی توڑ چاہڑیں میرا ضامن ہیں دو جہان سائیں

Marfat.com

میری میں تے میں دتے ساک سارے تیتھوں واروارے چا قربان سائیں

ہووے شیر دی طرفوں نہ پھیر شالا جاوے شیر دی طرف ایہہ جان سائیں

شاہ سردار دے کفن تے دفن ویلے لوکی شیر دا نام سنان سائیں

اور شیخ کامل کے ساتھ محبت وارادت کس قدر پختہ ہو۔ حضور فرماتے ہیں۔

ل: لکھ کروڑ دربار بھالے میرا یار دربار انوکھڑا ای

کئی لکھ ہزار محبوب نالوں میرا یار غمخوار انوکھڑا ای

والدین دے چین تے رحم نالوں میرے یار دا پیار انوکھڑا ای

شاہ سردار ہزار سردار نالوں میرا یار سردار انوکھڑا ای

شیخ کے ساتھ اس قدر والہانہ عشق ومحبت ہونی چاہیے۔ حضور قبلہ عالم غریب نواز نے ہمیں یہی درس دیا ہے۔ میں حضور کی ہمراہی میں آپ کے شیخ کامل کے آستانہ شریف پر حاضر ہوتا رہا ہوں۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی میں نے اپنے پیر کوان کے پیر کے آستانہ پر چارپائی پر بیٹھے دیکھا ہو۔ حضور اکثر ستائیس رمضان المبارک کی شب دہڑ شریف حاضری دیتے۔ اس دوران میں نے انہیں سوتے بھی نہیں دیکھا۔ ساری رات اپنے مرشد کریم کے قدموں میں بیٹھ کر حضور قبلہ عالم نوافل ہی پڑھتے رہتے۔ ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ اور یہی آپ کا مشن بھی تھا۔ ہم سب جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری اصطلاح میں عرس کا مفہوم یہی ہے کہ ہم اپنے مشن کو دوبارہ دہرالیں۔ یاد کرلیں۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ لہذا تمام پیر بھائیوں کو حضرت قبلہ عالم کی تعلیمات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ ہمارے اوپر جو کچھ فیض ہے عنایت وکرم ہے۔ سب کچھ حضور کے قدموں کی خیرات ہے۔

Marfat.com

مرید کامل وہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر اس کا پیر نظر آئے۔ تو ہمارے مرشد و مربی نمازیں پڑھتے تھے۔ ذکر و فکر کرتے، مجالس میں تشریف فرما ہوتے۔ ادب آداب کے تقاضے انکے دیکھیں اور اپنے بھی دیکھیں۔

ع: چہ نسبت خاک را بعالم پاک

لہذا تمام پیر بھائیوں کو ذکر و فکر میں کوشش کرنی چاہیے۔ جو لوگ یہاں حاضر ہوتے ہیں باوضو ہو کر آئیں۔ سر پر کپڑا ہونا چاہیے۔ مجالس میں باوضو ہو کر بیٹھیں۔ یہاں پر خدمت وایثار کا سبق دیا جاتا ہے یہاں پر آ کر خدانخواستہ اپنے اسباق کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اسے مزید جلا بخشنی ہے۔ تقویت دینی ہے۔ اس بھولے ہوئے سبق کو دوبارہ یاد کرنا ہے۔ نا کہ جو یاد ہے اس کو بھلا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا پیر عطا فرمایا ہے۔ میرا خیال تو نہیں کہ میری آنکھوں نے اس جیسا پیر پہلے دیکھا ہو نہ ہی دیکھا ہے۔ ہمارا پیر ''صاحب وقت'' تھا۔ میرا پیر عشق رسالت پناہ کا ایک زندہ پیکر تھا۔ ہمارا پیر اس دنیا میں، اس علاقہ میں رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے ہمیں کلمہ پڑھانے والا تھا۔ حضرت غریب نواز پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسقدر نظر و عنایت تھی جسکا بیان ناممکن ہے۔ دل میں ذرا برابر بھی کوئی خیال وارد ہوا تو فوراً بارگاہ نبوی میں سے اس کی تکمیل کر دی جاتی ہے۔

مقتدیوں کی لاج امام کے ہاتھ پر ہوتی ہے۔ اور وہ تو ہمارے کیا ایک جہان کے امام تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ روز آخرت ہم جماعت کو اس کے امام کے ساتھ اٹھائیں گے۔ دیکھیں اللہ کریم نے کس قدر کرم فرمایا کہ اپنا ایک مقرب بندہ ہمارا امام بنایا۔ بعض امور میں جب بھی معمولی سی

Marfat.com

خلش حضور کو محسوس ہوئی فوراً بارگاہ حبیب سے اس کا مداوا کر دیا گیا۔ کرم و بخشش فرما دی جاتی۔ ہمارے پیر سرکار دو عالم کی حضوری سے فیضیاب تھے۔

حضور قبلہ عالم جب عمرہ شریف پر تشریف لے گئے تو ہمیں فرمانے لگے، مجھے اب خوب دیکھ لو میں اب مدینہ شریف جا رہا ہوں میں اب واپس نہیں آؤں گا۔ میں اپنے حضور کی خدمت میں دست بستہ عرض کر دوں گا کہ میں نے اب واپس نہیں جانا۔ حضور تشریف لے گئے۔ ہمارے ایک خوش نصیب پیر بھائی ملک رب نواز صاحب حضور کے خادم کی حیثیت سے ہمراہ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حرم نبوی میں آیا تو دیکھا حضور سر بسجود ہیں۔ کافی وقت گزر گیا۔ کم و بیش گھنٹہ سے بھی زیادہ میں بڑا پریشان ہو گیا۔ آخر آپ نے سجدہ سے سر انور اٹھایا تو آنکھیں سرخ تھیں۔ چہرہ انور کا رنگ متغیر تھا۔ فوراً مجھے فرمایا ربنواز تیاری کرو ہمیں حضور کی طرف سے اجازت ہو گئی ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور ابھی تو ایک ماہ اور یہاں رہنے کا پروگرام تھا۔ اور میں ایمبیسی سے بھی معلومات دریافت کر آیا ہوں۔ فرمایا نہیں اب ہمیں اجازت ہو گئی ہے۔ فوراً وہاں سے روانہ ہو گئے۔ حالانکہ جدہ شریف میں لالہ محمد حنیف تھے انہیں بھی اطلاع نہ کر سکے۔ اور ہم جدہ میں ان کے مکان پر آ پہنچے۔ فرمایا ہمیں سرکار نے آرڈر فرمایا ہے کہ میں نے وہاں تمہاری پاکستان میں ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے اور تو یہاں آ کر بیٹھ گیا۔ لہٰذا جاؤ اور اپنی ڈیوٹی سنبھالو۔ دیکھو حضور علیہ السلام کی اتنی کرم نوازی اور نوازش ہمارے اوپر ہے کہ حضور نے اپنا ایک نائب ہمیں عطا فرمایا۔ لہٰذا میرے خیال کے مطابق میرے پیر جو منگانی شریف میں رہے ہیں وہ اپنی مرضی سے نہیں رہے بلکہ حضور علیہ السلام کی مرضی سے رہے ہیں۔ ان کی مرضی تو حضور علیہ السلام کی خدمت و

Marfat.com

غلامی اور مدینہ شریف میں رہنا تھا۔ یہ آقا علیہ السلام کا خصوصی کرم ہوا کہ اپنا ایک خاص غلام پھر ہمیں عطا فرمایا۔ لیکن حضور قبلہ عالم کی عاجزی وانکساری اور کسرِ نفسی کا یہ عالم تھا کہ واپس تشریف لائے تو بندہ نے عرض کی کہ حضور نے تو فرمایا تھا کہ میں نے اب مدینہ شریف سے واپس نہیں آنا لیکن حضور پھر آ ہی گئے۔ حضرت غریب نواز ہنس پڑے اور فرمایا بیٹا ''ہم تو نہیں آنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے قبول ہی نہیں فرمایا۔ کہ تم اس لائق کہاں کہ یہاں رہ سکو، مدینہ شرف کی مٹی نے ہمیں قبول ہی نہیں فرمایا''

اب غور کریں کہ جن لوگوں پر حضور ﷺ کی اس قدر نوازشات ہیں ان کی عجز وانکساری اور کسرِ نفسی کا یہ عالم ہے۔ سبحان اللہ، زاہد کا ناز زاہد کو عاجز بننے نہیں دیتا ۔حالانکہ عجز عبودیت کا فخر ہے۔ کہ جس پر معبود کو بھی ناز ہے۔ اللہ رب العزت کسی چیز پر ناز فرماتا ہے تو وہ یہی عجز وانکساری ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا (پ ۱۹ ع ۴) اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔

اللہ کریم نے انسان کے جسم میں ایسے دو گراں مایہ گوہر رکھے ہیں جو اس کی ذات میں نہیں حالانکہ وہ ذات اقدس عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ واختیار میں ہے۔ جس کو چاہے جتنا نواز دے۔ ہر چیز پر اس کی قدرت کاملہ حاوی ہے ۔لیکن انسان چونکہ اس کا محبوب ہے مطلوب ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ انسان میرا راز ہے میں اس کا راز ہوں۔ اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰۃُ الرَّحْمٰنِ ۔ انسان اس کا آئینہ ہے۔ اس کا پرتو ہے۔ اس کا عکس جمیل ہے۔ اللہ کریم کے جو دو محبوب ترین وصف تھے وہ اس نے وجودِ انسانی میں رکھے ۔اپنی ذات اقدس میں نہیں رکھے۔ وہ کون سے اوصاف

Marfat.com

ہیں۔ایک اس کی محبت میں رونا، اللہ کریم کی ذات اقدس رونے سے پاک ہے اور وہ فرماتا ہے میرے نزدیک سب سے بہتر پانی کا چشمہ تیری آنکھوں کا چشمہ ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خونِ دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو　　یہ غذا ملتی ہے جاناں تیرے دیوانے کو

اس ذات پاک کے نزدیک پسندیدہ وصف کیا ہے یہ تمہاری آنکھیں جو ہیں ہر وقت اس کی محبت والفت میں نیر بہاتی رہیں۔اور رخساروں کو تر رکھیں۔سوختہ جگر ہو، سہ پارہ دل ہو۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کی حضور میرے لیے دعا فرمائیں۔آپ نے فرمایا کیا دعا مانگوں عرض کی جو آپ کو اچھی لگے۔سلطان المشائخ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللہ کرے تو روتا ہوا قبر میں جائے۔وہ بڑا پریشان ہوا اور عرض کی جناب میں نے تو عرض کیا تھا کوئی اچھی سی دعا فرمائیں یہ آپ نے کیا دعا فرما دی۔خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہم فقیر لوگ ہیں ہمارے لیے اس سے بہتر اور کوئی دعا نہیں کہ یار کی محبت والفت میں مخمور بچشم گریاں دنیائے فانی سے رخصت ہوں۔خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں۔

برہوں سکھیں تے برہوں سکھائیں　　ہئی شابس، شابس وے میاں جی
ٹھپ رکھ فقہ اصول دے مسئلے　　باب برہوں دا ڈس وے میاں جی
علم، عمل بھل ویسی جے کر　　عشق پیوکن رس وے میاں
اوڑک عشق اندر جند ڈیسوں　　ناں سمجھیں کھل ہس وے میاں جی
عشقوں مول فرید نہ مڑسوں　　روز نویں ہم چس وے میاں جی

Marfat.com

اور دوسرا وصف کیا ہے عاجز ہو کے رہنا۔ کیمیائے سعادت میں امام غزالی فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں ایک دفعہ کافی سارے اصحاب اکٹھے ہوکر حاضر ہوئے اور عرض کیا ام المومنین! آدمی برا کب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب اپنے آپ کو اچھا سمجھے۔ مقام فکر ہے، اب ہم میں کون ہے جو اپنے آپ کو برا سمجھتا ہو۔ ہر بندہ اپنے وجود کے اندر عقل کل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہی تصور کرتا ہے کہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اور کوئی نہیں جانتا۔ یہی تو برائی کی جڑ ہے۔

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے

تو کیا چیز ہے؟

میں ڈھونڈنے نکلا برا مجھے برا ملا نہ کو شیشے میں منہ دیکھا مجھ سا برا نہ کو

صوفیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اگر کوئی بھلائی دیکھنی ہوتی تو دوسرے میں دیکھتے۔ کوئی بھلائی بزرگی دیکھنی ہوتی تو دوسرے میں دیکھتے۔ لیکن اگر کوئی برائی یا عیب دیکھنا ہوتا تو اپنے آپ میں دیکھتے۔ یعنی بھلائی دوسرے میں اور برائی اپنے آپ میں دیکھتے۔ ہم لوگ ان کے نقش قدم پر چلنے کا دعویٰ کریں لیکن پھر اس قدر انا، تکبر، خودی، غرور اور اپنے آپ کو کوئی بڑی چیز سمجھنا۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔

ہر کہ نفس کمتر از فرعون نیست لیک اورا عون مارا عون نیست

مولانا علیہ الرحمت فرماتے ہیں ہر بندے کا نفس فرعون سے کم نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آج کسی کے پاس اتنا مال و دولت نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اتنا مال و منال اور اسباب دنیا عطا فرمائے تو پتا نہیں ہم کیا کیا دعوے کر بیٹھیں۔

درویش کیا ہے؟ عاجزی و انکساری۔ ہمارے حضرت غریب نواز فرمایا

Marfat.com

کرتے تھے۔ "عاجزی وانکساری اور مسکینی" "درویش" کی صفت ہے۔ فقیروہ ہے جس کی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے۔ اور دنیا بھول جائے۔ فرماتے، درویش کے پیچھے نماز ادا کرو خواہ وہ جنگل میں ہی کیوں نہ پڑھائے۔ کیونکہ سوائے درویش کے بے دلیلی نماز کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ فرماتے، میرے مرید وہ ہیں جو ظاہر سے ایسے معلوم ہوں کہ لوگ کہیں کہ مولوی پھرتے ہیں لیکن باطن میں قلندر ہوں۔ تب میں راضی ہوں۔ اور یہ شعر بھی پڑھا کرتے۔

برکفِ جامِ شریعت برکفِ سندانِ عشق   ہر ہوسنا کے نداند جام وسنداں بافتن

ایک ہاتھ میں شریعت کا پیالہ ہو جبکہ دوسرے ہاتھ پر عشق کا ہتھوڑا ہو، وہ آپس میں ٹکراتے رہیں لیکن نہ پیالہ ٹوٹے اور نہ ہتھوڑا رکے) اندر سے منصور حال ہو جاؤ۔

پیئں گے پلائیں گے رہیں گے ہوش باعزت   شرابی ہم نہیں ایسے حالِ منصور ہو جائے

دل کے اندر شیخ کے ساتھ اس قدر والہانہ عشق وشوق ہو کہ ماسوا کی گنجائش تک نہ ہو۔ لیکن ظاہر اس طرح ہو۔ ع: کھلیاں سوج کرے قدماں تے نماز نیند گزارے۔ ہمارے حضور قطب الاقطاب فرماتے ہیں۔

شریعت میں ہو پہلے محکم پسر   تا ہو طریقت کی تجھ کو خبر
پھر وہ حقیقت کا عامل ہوا   عرفاں میں کامل تب وہ ہوا
اگر اس عمل کو کرے ترک وہ   ہرگز نہ پہنچے گا مقصود کو

اگر تو شریعت پر کاربند نہیں تو طریقت کی تجھے خبر ہی نہیں۔ شریعت کیا ہے؟ شریعت یہ ہے کہ یار کا کہنا ماننا۔ اور طریقت یہ ہے کہ یار پر سر وارنا۔ جو اپنے یار کا کہنا تک نہیں مان سکتا وہ سر خاک وارے گا۔ ہماری محبت آج کل کچھ اس طرح کی ہے۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ شریعت یار کا کہنا ماننا ہے۔ اور طریقت اس پر سر وارنا ہے۔ سر قربان کرنا بڑی مشکل بات ہے بڑا معنی رکھتا ہے۔ سر وارنا کربلا والوں کا کام ہے۔ انہوں نے محبوب پر کس طرح سر قربان کیا۔ اپنے محبوب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوئے۔ ہر کوئی سجدہ کرتا ہے تو سر اٹھاتا بھی ہے۔ لیکن حضرت امام حسین کو سجدہ کرتے سب نے دیکھا ، سر کو اٹھاتے کسی نے نہیں دیکھا۔ کسی صاحب دل نے بہت عمدہ بات کی ہے۔

یوں راہِ وفا میں ابنِ حیدر اُٹھے مقتل میں قیامت اٹھا کر اٹھے
کہتے ہیں عین سرفروشی اس کو سجدے میں گئے حسین تو بے سر اٹھے

ہمارے مقتداء تو وہ لوگ ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں سر رکھتے ہیں ہر کسی نے دیکھا لیکن سر اٹھاتے کسی نے نہ دیکھا۔ ایسا سجدہ کرنا چاہیے۔ ہم ان کی طریقت پر عمل کرنے والے ہیں۔ تلواروں کے سائے میں بھی اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئے ۔ لیکن ہم گھر میں بیٹھ کر بھی سجدہ نہیں کر سکتے۔ نماز نہیں پڑھتے۔ افسوس ہے ہم پر۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم حسینی ہیں۔ ہم حسین سے محبت کرنے والے ہیں۔ حسین ہمارا ہے اگر حسین ہمارا مقتداء ہے تو یہ کیسی اطاعت ہے کہ ہم گھر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور حسین نے تلواروں کے سائے میں زخموں سے چور چور خاک کربلا پر اپنے رب کے حضور آخری سجدہ تک ادا کیا۔

اگر شریعت نہیں تو طریقت و حقیقت کی تمہیں خبر ہی نہیں۔ اگر ہم نے یار کا کہنا نہیں ماننا، یار کی طریقت کو مکمل نہیں کرنا، ہمیں عرفان کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ کیا ہماری ارادت یہی رہ گئی ہے۔ ذرا غور کریں اور حالات ملاحظہ کریں کتنے لوگ آئے ہوئے ہیں اور بڑے عشق و شوق اور ذوق و محبت لے آئے ہیں۔ جس مقصد کے لیے

Marfat.com

گھر سے آئے ہیں کافی روپے خرچ کر کے آتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے عرفان کے لیے آتے ہیں اپنے شیخ کی رضا کے لیے آئے ہیں شیخ کی رضا اس میں ہے کہ ہمہ وقت ذکر کر۔ میرے حضرت غریب نواز فرماتے تھے ''کلمہ پڑھتے آیا کرو اور کلمہ پڑھتے جایا کرو'' ہر وقت اپنے پیر کے احکام کو مدنظر رکھا کرو۔

حضرت غریب نواز کی یہ کرم نوازی ہے کہ انہوں نے نہ کسی برے کو دیکھا نہ کسی اچھے کو۔ ہم جیسے ہزاروں سیاہ کاروں کو اپنے سینہ سے لگالیا۔ اے ناداں! ذرا ہوش تو کر کیا تجھ میں کوئی خوبی ہے؟

ع: یہ محض کرم ہے ان کا جو سینے سے لگائے رکھتے ہیں

یہ میرے غریب نواز کی بندہ نوازی اور رنج پالی ہے۔ اگر ہم لوگ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو ہم لوگ اس پاک جگہ پر قدم رکھنے کے بھی اہل نہیں۔ بس حضور کی مہربانی ہے۔ لہذا حضور کی مہربانی و شفقت کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ جو بھی مقصد لے کر آؤ۔ جس محبت و ارادت کے ساتھ آؤ میرے پیر کے دروازے سے کبھی کوئی خالی نہیں لوٹا۔ حضور قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا ہوں اور جس کی مرضی سے آیا ہوں اس کے ساتھ میرے کچھ عہد و پیمان ہیں۔ حضور فرماتے اس جگہ پر ایک دن ایک شہر آباد ہوگا۔ ہمارا پیر یہاں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے آیا ہے۔ اگر ہم یہاں کسی دنیاوی منفعت کے لیے آئیں۔ تو پھر حیف ہے ہماری ارادت پر اور حیف ہے ہماری درویشی پر۔ لہذا شیخ کی طریقت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ حضرت غریب نواز نے ہمارے لیے جو وضع کردہ نقوش ثبت فرمائے ہیں انکی پیروی کرنی چاہیے۔

Marfat.com

ایک خاص مشن لے کر دربار شریف پر آنا چاہیے۔ یہاں پر نمازی لوگ آئیں۔ ذکر کرنے والے لوگ آئیں، پاک لوگ آئیں حضرت غریب نواز فرمایا کرتے تھے جو شخص یہاں آ کر اللہ کی بندگی کرے نمازیں پڑھے وہ بے شک آئے یہ اس کی جگہ ہے۔ لیکن جو نمازیں وغیرہ نہ پڑھے خواہ بچہ ہے، جوان ہے، بوڑھا ہے۔ حضور نے فرمایا میں ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ وہ آئندہ عرس مبارک پر نہ آئے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ جنکا یہ لنگر شریف ہے، جنکا یہ مقام ہے وہ اسے آنے سے منع فرمارہے ہیں۔

(حضور فرمایا کرتے تھے جو دل میں یہ خواہش رکھے کہ کوئی آدمی اس کا مرید ہو جائے اسے درویش کہلانے کا کوئی حق نہیں)۔ یہ لوگ تو بے نیاز کے بندے ہیں۔ اور بے نیاز کے بندے بھی بے نیاز ہوتے ہیں۔ ہمیشہ پیاسا کنویں پر جاتا ہے۔ کبھی کنواں پیاسے کی طرف نہیں آتا۔ میرے غوث الاعظم پاک کا فیض تو جاری وساری ہے بلکہ تا ابدالاباد یونہی برقرار رہے گا۔ کیونکہ سرکار مدینہ کی نظر لطف وعنائیت کی مہر اس پاک سلسلہ پر ثبت شدہ ہے۔

بقیہ یہ لوازمات یا تکلفات جو پیر بھائی حضرات کرتے ہیں ہمارے مسلک اور مذہب کے یہ چیزیں خلاف ہیں۔

1: مزار شریف پر آؤ۔ ادب واحترام سے آؤ۔ سر پر کپڑا ہونا چاہیے۔ نیاز عرض کی، اور فاتحہ شریف کا ہدیہ پیش کر کے باہر چلا گیا۔ زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں۔ میں دیکھتا رہتا ہوں کہ بعض لوگ آتے ہیں لیکن ان کی نظریں کبھی روضہ شریف کے اندرونی گنبد پر ہوتی ہیں کبھی تعمیرات کا مشاہدہ کرتی ہیں۔ یہ کیسی فاتحہ ہے؟ چاہیے تو یہ

Marfat.com

تھا کہ حضور کی بارگاہ کی طرف توجہ مبذول رکھیں۔ دیگر چیزیں دربار شریف کے تقدس کے بھی خلاف ہیں۔ آدمی ایک ولی کامل کی بارگاہ میں حاضر ہو، وہ اس پر نظر کرم فرمائیں اور یہ کسی اور طرف دیکھ رہا ہو، حیف نہیں تو اور کیا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ محبت و ارادت اور ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے۔

2: دربار شریف پر ہمیشہ خدمت و غلامی کے لیے آنا چاہیے۔ شیخ کے آستانہ پر ایسے رہنا کہ لوگ سمجھیں اس سے بڑھ کر کوئی مسکین اور کنگال نہیں۔ یہاں پر میاں محمد بخش بھٹی بیٹھا ہے ایک بندہ اور یہ دونوں حضور قبلہ عالم کے پاس دہڑ شریف حاضر تھے۔ وہاں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا، کہ یہاں پر کوئی ختم بھی پڑھ سکتا ہے جب کوئی نہ اٹھا تو حضور قبلہ عالم نے دست بستہ عرض کی کچھ ٹوٹا پھوٹا میں بھی پڑھ لیتا ہوں اور ختم شریف پڑھا۔ حضور کو عربی تلفظ کی صحت میں بڑا کمال حاصل تھا۔ بعد میں میاں محمد بخش سے ہی فرمایا میں سن رہا تھا کہ شیخ کے دربار پر ایسے رہنا چاہیے کہ اپنا علم و فخر یہاں قربان کر دینا چاہیے۔ کسی کو معلوم تک نہ ہو۔ کہ یہ کوئی چیز جانتا بھی ہے یا نہیں۔ خدمت کے لیے تو آئے ہیں نوکر کیا اور نخرا کیا۔ ہر بندہ خدمت سے ہی مراتب پاتا ہے۔

ع: ہر چہ خدمت کردہ ای مخدوم شد

خدمت کرنے والا ہی مخدوم بنتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یا دل کسی کو دے دے یا دل نواز ہو جا　　آواز دینے والے تفسیر راز ہو جا

گو ہاتھ پا لیا ہے اب دامنِ محبت　　دل نذر ناز کر دے اور بے نیاز ہو جا

فطرت کا ہی نتیجہ خود آپ دیکھ لیں گے　　فطرت کا ہی نتیجہ خود آپ دیکھ لیں گے

محمود پھر بنیں گے پہلے ایاز ہو جا

Marfat.com

لیکن بات یہ ہے کہ جو مزہ غلامی میں ہے وہ مخدومی میں نہیں ہے۔ جو لذت یار کی نوکری اور چاکری میں ہے وہ لذت کسی اور چیز میں نہیں ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو دنیا میں مختار کل بنا کر بھیجا لیکن حضور علیہ السلام کا مقام اور کسر نفسی دیکھو کہ آپ خود فرما رہے ہیں مجھے مسکین کہہ کر پکارا کرو۔ دو عالم کا والی ہے سردار ہے۔ لقب مسکین پسند فرما رہے ہیں۔ بس حضور کی عاجزی و انکساری نے آپ کو مقامات اعلیٰ پر فائز کیا۔ مقام محمود عطا فرمایا۔ اب ملک الموت بھی ان کی رضا کا طلبگار ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

حضور کی محبت و غلامی اور معیت اگر حاصل کرنی ہے تو پھر آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلنا چاہیے۔ دیگر دربار شریف پر آتے ہیں مجالس کا انعقاد ہوتا ہے۔ پیر بھائیوں کو چاہیے کہ خود بیان کریں اگر مجلس بے شک ہو گئی ہے۔ ٹولیاں بن کر جس طرح کہ حضور کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ پیر بھائی حضرات جو سینئر تھے۔ اور حضرت بزرگوار جد امجد خواجہ حافظ گل محمد اور حضرت اعلیٰ دھڑوی سرکار کے فیض یافتہ تھے۔ وہ دوسرے پیر بھائیوں کی تربیت کرتے تھے۔ دن بدن جس قدر دربار شریف پر رش بڑھ رہا ہے وقت مختصر ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ انہی کے پاس بھی وقت کم ہوتا ہے۔ ایک تو وہ سارا دن مجلس میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر وہ سارا دن بیٹھتے ہیں تو ساری رات تو نہیں بیٹھ سکتے۔ لہٰذا یہاں پر اگر کچھ ذمہ داریاں پیروں کی ہیں تو کچھ مریدوں کی بھی ہیں۔ اگر حضرت صاحب مہمانوں میں مصروف ہیں۔ تو آپ حضرات جو نئے پیر بھائی آئے ہیں ان کے پاس بیٹھیں ان کی تربیت کریں۔ انہیں تلقین کریں۔ انکے

Marfat.com

اسباق یعنی اوراد سلسلہ کو دوبارہ دہرانا۔ یہ سب چیزیں ہمارے لوازمات میں سے ہیں۔

ہر بندہ دربار شریف کا ایک نمائندہ ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے دامن کو بچا کر رکھے۔ دنیاداری اور ہر چیز وغیرہ سے کہ اس کے شیخ کی عزت اس سے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر وہ اچھا اور نیک ہوگا تو لوگ اس کے شیخ کی بھی تعریف کریں گے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ برا ہوا تو شیخ کی عزت پر بھی حرف اٹھائیں گے۔ تو بتاؤ پھر ارادت اور مریدی کہاں رہی۔ اپنا مشن فراموش نہ کریں۔ دیکھو حضور غریب نواز کا ہمارے اوپر کتنا کرم ہے کتنی لطف وعنائیت ہے کہ حضرت صاحب اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین پیر بھائیوں پر کس قدر مہربانی فرماتے ہیں۔ اللہ غریق رحمت فرمائے بابا محمد حسین کلس کو وہ کہا کرتے تھے میں نے ایک روز حضور کی خدمت میں عرض کیا جناب کے بعد ہمارا کیا بنے گا۔ حضور نے فرمایا محمد حسین! تمہیں ایسا پیر دے کے جا رہے ہیں ایسا پیر تمہیں جہاں میں نہ ملے گا۔ اور فقیر کا سخن بے ریا ہوتا ہے۔ پھر شومئ قسمت ہے کہ ایسا کریم مرشد ملے اور پھر بھی بندہ محروم رہ جائے۔ افسوس ہے۔ بندہ خود اس دربار شریف سے وابستہ ہے حضور قبلہ عالم غریب نواز کا ایک ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ خود ہم نے ایسا پیر اس دور میں اور کوئی نہیں دیکھا۔ بلکہ یہ ایک نور ہی کا ظہور ہے۔ جو ازل سے ابد تک رہے گا۔ خواجہ محمد یار فریدی سے کسی نے پوچھا آپ نے خواجہ فرید کے بیٹے، پوتے حتیٰ کہ پڑپوتے کو بھی دیکھا ہے۔ ان میں سے کامل آپ نے کسے پایا؟ خواجہ صاحب نے فرمایا۔

معین و قطب و شہنشاہ نازک فریدؒ پاک دے تکرار واہ واہ

بس یہ سب حضور کا ظہور ہے یہ وہی نور ہے جو ازل سے ہے ابد تک رہے گا غیر ہے ہی کوئی نہیں۔ اور ہمیں درس بھی یہی دیا گیا ہے۔ ہاں پر وقت اور حال کی

Marfat.com

ضرورت کے مطابق اللہ کریم اسباب پیدا فرماتا ہے۔سائیں سید حسین کہتے ہیں۔

تخت ہزاریوں دھیدن رانجھا گھر چوچک دے چاک سدانداں

رنگ پورے بن جوگی آندا ماہی ویس وٹایا ای

رنگ پور نوں رنگ لگا جد رانجھن پھیرا پایا ای

یہاں رنگ پورے سے مراد تیرا دل ہے۔لہذا تمام پیر بھائی اپنے مشن کو فراموش نہ کریں۔حاضری کے وقت یہ چیزیں مدنظر رکھیں۔

آج حضور غریب نواز کا یوم وصال ہے۔میرا مقصد یہ تھا کہ آج ہم اپنے ان اشغال واسباق کو جنہیں ہم فراموش کر بیٹھے تھے انہیں دوبارہ یاد کر لیں۔دہرا لیں۔اس عشق وشوق کی چنگاری کو جو حوادث دنیا میں مدھم ہو رہی تھی، اس کی لو ٹمٹما رہی تھی، اسے دوبارہ جلا بخش لیں، اسے تقویت دیں۔قوت پہنچائیں یار کے نام سے تمام پیر بھائی گھروں میں بھی ان اسباق کو فراموش نہ کریں۔ذکر وفکر کریں، نوافل ادا کریں اوراد سلسلہ شریف، اسم اعظم، نفی اثبات، تصور شیخ، مراقبہ اس پر عمل کریں۔پیر مثل استاذ کی ہوتا ہے اور مرید مثل شاگرد کی۔لائق شاگرد وہ ہوتا ہے جو بار بار اپنے استاد کی رہبری کا طلبگار رہتا ہے۔شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرکہ جناب آپ نے مجھے فلاں فلاں سبق سمجھایا تھا میں وہ کر رہا ہوں یہ یہ فیوضات وبرکات میرے دل پر وارد ہو رہے ہیں۔اب مجھے اور کیا کرنا چاہیے۔وغیرہ وغیرہ۔میرے شیخ کے سلوک کی کیا ہی بات ہے۔حضرت غریب نواز نے ہمیں جو تصوف وسلوک کی تعلیم دی ہے ایسی تعلیم اس گئے گزرے دور میں ہم نے کہیں اور نہیں سنی۔اس قدر آسان پیرائے میں تلقین فرماتے کہ تصوف وسلوک کے پیچیدہ مسائل ایک کوزہ برابر ہو جاتے۔بچہ بچہ ان

Marfat.com

سے واقف ہے۔ فقط سلوک کی جو چار منازل آپ نے بیان فرمائی ہیں میں نے آج تک کسی بھی کتاب میں نہیں پڑھی ہیں۔ حالانکہ میرے احباب میرے شوق مطالعہ سے خوب واقف ہیں۔ حضور فرماتے ہیں راہ سلوک کی چار منازل ہیں۔

1: منذرات (نفسی) 2: مبشرات (قلبی)

3: مکاشفات (روحی) 4: مشاہدات (سری)

منذرات: اس کا تعلق نفس سے ہے منذرات سے مراد نظارہ ہے۔ جب بندہ شیخ کامل کا مرید ہوتا ہے شیخ کی طرف سے تلقین، فرمودہ ذکر اذکار کرتا ہے۔ جیسے جیسے ذکر میں لذت پاتا ہے عجب عجب کیفیات اس پر ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں بڑے بھیانک خواب دیکھتا ہے۔ کبھی جانور دیکھتا ہے، کہ کتا ہے سانپ ہے، بھیڑیا ہے، بعض لوگ گھبرا جاتے ہیں کہ مرید کیا ہوئے ہیں ذکر اذکار پوچھا لیکن پھر بھی بدصورت جانور پیش نظر رہتے ہیں۔ لہٰذا ذکر وفکر چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ شیخ کے فیض کی ابتداء ہوئی ہے۔ یہ سب تیرے نفس کی صورت ہے جسکا تجھ پر نظارہ ہو رہا ہے کتا، سانپ، بھیڑیا ہے۔ لہٰذا ذکر وفکر میں اور کوشش کرنی چاہیے۔ اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔ یہ سب اس کے نفس امارہ کا مشاہدہ ہے۔

مبشرات: سے مراد بشارتیں ہیں۔ اب جیسے جیسے درویش ذکر وفکر میں مشغول رہتا ہے اس کے دل کی میل ڈھل جاتی ہے۔ اس کا سینہ روشن ہو جاتا ہے۔ اب وہ بشارتیں دیکھتا ہے۔ اب اسے نیک اور اچھے خواب آنے لگتے ہیں۔ صالحین امت کی زیارت کرتا ہے۔ اپنے مرشد ومربی کی صحبت سے فیض یاب ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی خوش

Marfat.com

نصیب ہوتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فیض بشارت سے مستفید ہوتے ہیں ۔بعض ہمارے ایسے بھی پیر بھائی ہیں کہ یہاں آ کر رک جاتے ہیں ۔اور یہ سوچتے ہیں کہ ہماری منزل طے ہوگئی ۔ہم نے حضور علیہ السلام کی زیارت کر لی ۔آپ کی کچہری سے فیضیاب ہوئے ۔اب اور کیا رہ گیا ہے ۔یہ بھی کم مائیگی ہے ۔بلکہ درویش کو اور ذوق وشوق سے کام جاری وساری رکھنا چاہیے ۔بعد میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے صبح ہوتے ہی اس کی حقیقت کو پالیتا ہے ۔اس کا خواب الہام خداوندی بن جاتا ہے۔اس لیے مبشرات کا تعلق دل سے ہے۔

مکاشفات: سے مراد کشف ہے ۔اور کشف کا تعلق روح سے ہے ۔ پہلے والی دو منازل بے اختیاری ہیں ۔لیکن کشف درویش کا اپنا اختیار ہے ۔جب مرشد کامل کی محبت اور ذکر وفکر سے اسکا سینہ منور ہو جاتا ہے ۔تو پھر اسے اپنے قلب میں دونوں جہان کی ہر چیز نظر آتی ہے ۔جب بھی توجہ کرے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ۔جو بھی چیز جب دیکھنا چاہے آنکھیں بند کر کے اپنے قلب وروح میں جھانک کر دیکھ سکتا ہے ۔کیونکہ زمین وآسمان کا ذرہ ذرہ بلکہ خالق کائنات بھی اس کے دل میں موجود ہے ۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اب یار اس کا غیر نہیں جب چاہے جس وقت چاہے نظر جھکنے کی دیر ہے ۔یار کی معیت اور حضور سے براہ راست فیضیاب ہو رہا ہے ۔بعض لوگ یہاں پر آ کر رک جاتے ہیں کہ بس ہماری منزل طے ہوگئی اب ہم حضور ہو گئے ۔جس وقت چاہیں اس کی معیت سے فیضیاب ہیں ۔بات یہاں ختم نہیں ہوئی بلکہ آگے بھی ہے ۔

مشاہدات: راہ سلوک میں درویش کی آخری منزل مشاہدات ہے اس کا تعلق سِرّ (راز) سے ہے کس کا راز ۔فرمایا اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ ۔انسان میرا راز ہے اور

Marfat.com

میں اس کا راز ہوں۔ اب تک جو کچھ درویش آنکھیں بند کر کے دیکھتا رہا اب کھلی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تمام نظام وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یا جو کچھ ہونے والا ہے اس کے علم میں ہے۔ اب درویش پر لازم ہے کہ وہ ان مشاہدات کا نظارہ تو کرے لیکن زبان بند رکھے اللہ تعالیٰ کے راز کو افشاں نہ کرے۔ اس کی آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتے ہیں، لیکن زبان پر تالا لگا ہوا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

ایں مدعیان در طلبش بے خبر انند کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامند

جو اس کی طلب کے مدعی ہیں وہ اس کی خبر نہیں دیتے۔ بلکہ خاموش رہتے ہیں۔ کہ ان کو ساری خبر ہوتی ہے۔ مگر اس خبر کو ظاہر نہیں فرماتے۔ کہ الانسان سری وانا سرہٗ۔ انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔ کوئی بھی چیز نگاہ مومن سے پنہاں نہیں ہوتی۔ مسلم شریف جلد دوم میں حدیث پاک ہے۔ اِتَّقُوْا بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اور جو اللہ کریم کے نور سے دیکھتا ہے وہ علی الاعلان فرماتا ہے۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخردلۃ علی حکم التصال

پیر پیراں میر میراں قطب اللوح والقلم حضور سیدنا غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر نظر آتے ہیں اور ایسے جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

یہ سب ہمارے شیوخ کے فیوض و برکات ہیں غور کریں۔ کس طرح حضور نے ہماری تربیت فرمائی۔ اور میرے ہر ایک پیر بھائی کی بچوں کی طرح تربیت فرمائی۔ تصوف وسلوک کی اعلیٰ منازل اپنے غلاموں کو اس طرح طے کروائیں کہ حیرت گم ہو جاتی ہے۔ بچہ بچہ ان امور کا مدرس بنا دیا۔ اس قدر شیخ کی کرم نوازی کے

Marfat.com

باو   دوبارہ پیر

بھا

ئے۔کلمہ

پڑے ایا رو، یہاں پر ایثار کا سبق دیا ہا ... بھائیوں کو اپنی جگہ پر بٹھاؤ۔ انکی خدمت کرو۔ اگر لنگر شریف کا وقت ہے تو ... رہنے والے پہلے مہمان پیر بھائیوں کو بٹھائیں۔ بزرگوں کی خدمت کرو نہ کہ خود ہی پہلے بیٹھ جاؤ اور کسی اور کی پرواہ تک نہ کریں۔ اسلام اس چیز کی نفی کرتا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے تو ایثار کا درس دیا ہے۔ بڑا مشہور و معروف واقعہ ہے ایک جنگ میں کچھ اصحاب زخمی ہو گئے ایک نے پانی طلب کیا جب اس کے پاس پہنچا تو ایک اور کے کراہنے کی آواز آئی اس زخمی صحابی نے فرمایا پہلے اسے پانی پلا آؤ۔ شائد وہ مجھ سے زیادہ پیاسا ہو۔ پانی لے کر آنے والا اس کے پاس پہنچا جب اسے پانی دینے لگا تو ایک اور صحابی کے کراہنے کی آواز آئی۔ اس نے بھی کہا کہ پہلے میں پانی نہیں پیتا اس کراہنے والے کو پلا آؤ۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ دوسرے کے پاس پہنچا تو وہ بھی فوت ہو چکا تھا۔ آخر میں جب دوڑتا ہوا پہلے کے پاس پہنچا تو وہ بھی فوت ہو چکا تھا۔

دیکھو نزع کی حالت میں بھی ایثار کا یہ عالم ہے۔ تینوں اصحاب نے موت قبول کر لی لیکن ایثار کو نہیں جانے دیا۔ ہم لوگ ان کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عمل برعکس ہے۔ اور ہر چیز پر اپنا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ یہ تو بس میرا حق ہے۔ اللہ کریم ہماری توفیقات میں وسعت عطا فرمائے۔

لحد میں عشق رخِ شہ کا داغ لے کے چلے   اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا   وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کے آئینہ دار خطبات
بستانِ کرم
خطباتِ حسنہ
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ
ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری
دامت برکاتہم العالیہ

Marfat.com